بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطرہ
قطرہ
دریا

Marfat.com

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ' اقرا سنٹر' اردو بازار لاہور
سعد پبلیکیشنز' فرسٹ فلور میاں مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
کوالٹی ڈیپارٹمنٹل سٹور' کالج روڈ' بورے والا
کشمیر بک ڈپو' تلہ گنگ روڈ' چکوال
بنگش بک ڈپو اردو بازار' سیالکوٹ
مسلم بک لینڈ' بینک روڈ' مظفر آباد
مکتبہ رشیدیہ' نیو جنرل' چکوال
ضیاء القرآن پبلشرز' اردو بازار' کراچی
ویلکم بک پورٹ' اردو بازار' کراچی
وہاڑی کتاب گھر- مین بازار' وہاڑی
یونیورسٹی بک ایجنسی' خیبر بازار پشاور
رحمان بک ہاؤس' اردو بازار' کراچی
بک سنٹر علامہ اقبال چوک' سیالکوٹ
الکریم نیورا ایجنسی گول چوک' اوکاڑہ
منیر برادرز' مین بازار' جہلم
شائلہ لائبریری' محلہ چوہدری پارک' ٹوبہ ٹیک سنگھ
احمد بک کارپوریشن' اقبال روڈ' راولپنڈی
اقبال بک سٹال' ریل بازار' بورے والا

اسلامی کتب خانہ' فضل الٰہی مارکیٹ' اردو بازار لاہور
مکتبہ العلم' ۱۷- اردو بازار لاہور
چوہدری بک ڈپو' مین بازار' دینہ
میاں ندیم' مین بازار' جہلم
اسلامک بک سنٹر' اردو بازار' کراچی
دار الادب' تلمبہ روڈ' میاں چنوں
ضیاء القرآن پبلشرز' گنج بخش روڈ' لاہور
اشرف بک ایجنسی' کمیٹی چوک' راولپنڈی
فرید پبلشرز' نزد مقدس مسجد' اردو بازار' کراچی
شمع بک ایجنسی' فیصل آباد
کتاب گھر' علامہ اقبال روڈ' راولپنڈی
ہاشمی برادرز' مشن چوک' کوئٹہ
نیو الیاس کتاب محل کچہری بازار' گوجرانوالہ
ڈائمنڈ بک ڈپو' بینک روڈ' مظفر آباد آزاد کشمیر
بختیار سنز' قصہ خوانی بازار' پشاور
ادریس کتاب محل' مین بازار' منڈی سمزیال
الاخوان القادری مسندی کارنر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

نگینہ شاپنگ سنٹر
دوکان نمبر 9 الحسین مارکیٹ علی پور چٹھہ'
ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

81331

دیدہ زیب اور
خوبصورت کتب کا
واحد مرکز

تزئین و اہتمام
محمد نذیر' طاہر نذیر'

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت	۲۰۰۲ء
سرورق	عبیداللہ
اہتمام	محمد نذیر' طاہر نذیر
کمپوزنگ	الاشراق کمپوزنگ سنٹر' لاہور
مطبع	تکبیر پرنٹرز' لاہور
قیمت	-/120 روپے

Marfat.com

انتساب

اُم کلثوم کے نام

Marfat.com

یہ نہ دیکھیں کہ کون بات کر رہا ہے
بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا بات کر رہا ہے

Marfat.com

ابتدائیہ

سالہا سال میں اس حساس دل پر بہت کچھ اُترا ـــــ پیہم مسلسل اکتاہٹیں بھی اور خوشگوار یادیں بھی ـــــ کم سنی کی سوچیں بھی اور بوڑھے خیالات بھی بہت سی خواہشات جو الفاظ کا روپ دھار گئیں۔ بہت سے تاثرات جو سطور کے قالب میں نہ ڈھل سکے اور بین السطور بیان ہوئے ـــــ دماغ نے بہت کچھ سوچا جس کا بہت ہی قلیل حصّہ ہاتھوں کو منتقل ہو سکا اور اس سے بھی بہت کم میرے کم مایہ قلم کی دسترس میں آ سکا۔ بہت سی لامحدود سوچیں حرفوں اور نقطوں کی قید میں نہ آ سکیں ـــــ پہروں پہروں کی گئی خود کلامی میں سے کچھ اس چھوٹے سے مجموعہ کا حصّہ بن سکی اور بہت سی ذہن میں آ کر پھر پہنچ سے دور نکل گئی۔

اگلے صفحات میں جو سطور آپ کی نظر سے گذریں گی یہ صرف چند باتیں ہی نہیں بلکہ یہ تو تھوڑی سی امنگیں ہیں کچھ اپنے لیے کچھ وطنِ عزیز کے لیے اور کچھ آپ کے لیے۔

ذہن کی ڈالی سے سوچ کا رس قطرہ قطرہ ٹپکتا رہا۔ دلِ لخت لخت اور وجود کی کرچی کرچی خیالات کے ریزوں کی صورت میں ورق ورق اکٹھی ہو کر ـــــ "سوچ سپنوں" کا روپ دھار گئی۔

سلیمان عبداللہ ڈار

۵ر دسمبر ۱۹۸۷ء

Marfat.com

ڈار کی اُڈاریاں

ڈاکٹر سلیمان عبداللہ ڈار کے یہ نثر پارے ایک طرح کی رباعیاں ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انہیں نثر میں لکھا گیا ہے، قدیم شعرا کی رباعیوں میں جو ایک فکری عنصر معاملاتِ کائنات پر غور اور اخلاقی حوالہ ہوتا تھا وہی اِن نثر پاروں کی بھی جان ہے۔

مغربی ادب میں خلیل جبران اور جدید اردو ادب میں واصف علی واصف اور حنیف خالد کے ہاں اس انداز کی تحریریں ملتی ہیں۔ ڈاکٹر سلیمان عبداللہ ڈار کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے ہیئت کے دباؤ میں آئے بغیر اپنے لئے ایک الگ اور منفرد راستہ نکالا ہے ان تحریروں میں زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق بصیرت آمیز اور فکر انگیز باتیں ملتی ہیں لیکن مصنف نے کہیں بھی زاہدِ خشک یا مصلح تلخ نوا ہونے کا مظاہرہ نہیں کیا ان کے انداز میں نرمی۔ گداز۔ ابہام و تفہیم۔ تلقین۔ وسعتِ فکر۔ طنز و مزاح اور تمثالی انداز سب کے سب یکجان ہو گئے ہیں یوں سمجھیے کہ شاعر اور ادیب جن باتوں کو ادب کی مختلف ہیئتوں میں تفصیلی پیرائے میں پیش کرتے ہیں ڈاکٹر سلیمان عبداللہ ڈار نے ان کا عطر کشید کر کے انہیں ایک نئے رنگ اور ڈھنگ سے پیش کیا ہے۔

میں ان نثر پاروں سے بہت متاثر ہوا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس مجموعے کے قارئین بھی میری طرح اس سے اکتسابِ لطف و بصیرت کریں گے

(امجد اسلام امجد)

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے کچھ پیروکاروں نے کہا کہ انھیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ میں ایسے کمزور خدا کو نہیں مانتا کہ جسکا بیٹا دار پر چڑھا دیا جائے اور وہ اسے بچا بھی نہ سکے۔ میرا خدا تو وہ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اور وہ مالک سے زیادہ دوست ہے جہاں بھی میں جاؤں وہ میرے سنگ رہتا ہے اس کے ارادے کا نام ہی عمل ہے۔ اس کی بے شمار صفتیں ہیں لیکن میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ بڑا ہی مہربان اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔

جو مزہ حلیمی میں ہے وہ تکبر میں کہاں۔ جو آرام شرافت کی زندگی بسر کرنے میں ہے وہ بدمعاشی میں دن گذارتے ہوئے کہاں حاصل ہوتا ہے۔ جو سرور دینے والے ہاتھ کو میسر ہوتا ہے لینے والا ہاتھ اس سے محروم رہتا ہے۔ جو کیف کسی کی مدد کرنے میں ہے وہ کسی کا مال چھین لینے میں کہاں اور جو مسرت کسی کی عزت بچاتے وقت دل کو حاصل ہوتی ہے وہ کسی کی عزت پامال کرنے میں نہیں مل سکتی۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میرے لئے نہ جانے کون کون سی صعوبتیں اٹھائیں لیکن میں نے اپنے پُر ہنگام شب و روز میں سے چند منٹ نکال کر کبھی بھی یہ نہیں سوچا کہ وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟
میں انہیں کیسے خوش کر سکتا ہوں؟

Marfat.com

انسان شکمِ مادر سے پہلے اپنے باپ کے جسم میں موجود مادے کے قطرے میں تھا۔ اس سے بھی پہلے وہ اُس خوراک میں تھا جسے اُس کے باپ نے کھایا۔ یہ انسان اُس وقت اناج اور پھلوں میں مقید تھا۔ اس سے پیشتر وہ چاند کی کرنوں میں، سورج کی گرمی میں اور ناروں کی تاثیر میں پوشیدہ تھا۔ جو قدرت والا ان سب جگہوں سے اس کے ذرّے اکٹھے کر کے ایک جسم کی صورت دے سکتا ہے۔ وہی مالک مرنے کے بعد مٹی سے اُسے دوبارہ اُسی صورت میں زندہ اٹھا بھی سکتا ہے کہ پہلے تو اُس کے جسم کی شکل و صورت اور ہڈیاں تک موجود نہ تھیں جب کہ اس وقت اُس کے جسم کے کچھ نہ کچھ باقیات موجود ہیں۔

رات کے دو بجے تھے۔ دسمبر کی کہر آلود ہوا کا اثر کمبل کے اندر تک پہنچ رہا تھا کہ کال بیل چیخنے لگی۔ "اب اس وقت اٹھ کے کیسے جاؤں"؟ میں نے خود سے کہا جب آدھ گھنٹہ تک بیل بجتی رہی اور دروازہ پیٹا جاتا رہا تو ناچار اٹھ بیٹھا۔ گلی میں میرے دوست کا چھوٹا بھائی پریشان کھڑا تھا۔ ضروری دوائیاں ساتھ لے کر چل پڑا۔ میرا..... دوست بیہوشی کے عالم میں جان بلب پڑا تھا۔ کوئی دو گھنٹے کی تگ و دو کے بعد اُس کی حالت سنبھل گئی۔ اور اس نے بات چیت شروع کر دی۔ مجھے دل ہی دل میں بڑی شرمندگی محسوس ہوئی کہ میرے دو گھنٹے کے آرام کی قربانی سے اگر ایک جان خدا بچاتا ہے تو مجھے اس سلسلے میں تساہل سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اُس رات کے بعد ——— میں کتنی ہی میٹھی اور گہری نیند سویا ہوں۔ اگر کوئی ضرورت مند بلانے آ جائے تو میں فوراً اُس کے ساتھ چل پڑتا ہوں۔

Marfat.com

نیند عارضی موت ہے اور موت مستقل نیند ہے اس لیئے روزانہ صبح جب ہم خوش خرم اٹھتے ہیں تو اس چھوٹی سی موت سے چھٹکارا ملنے پر خدا کا شکر ادا کرنا لازم ہے۔

میرے مالک ! میں ایک سادہ سا آدمی ہوں۔ آج کل کی ساری پیچیدگیوں سے ناآشنا۔ لوگوں کی عیاریوں اور مکاریوں سے بے بہرہ اپنی پیشہ وارانہ تعلیم کے علاوہ میں اور کسی علم پر کوئی دسترس نہیں رکھتا میں نے دین کا بھی بہت گہرا علم حاصل نہیں کیا کوشش کرکے قرآن پڑھ سکتا ہوں۔ کچھ مشہور آیات قرآنی کا ترجمہ بھی جانتا ہوں مگر اکثر قرآنی سورتوں کے مفہوم سے نابلد ہوں۔ مجھے بہت سے ضروری دینی مسائل کا بھی علم نہیں لیکن میں ایک سادہ اور کھرے انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا خواہش مند ہوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر خوش رہیں ——— مگر اس راہ میں بے شمار رکاوٹیں ہیں۔ سردیوں میں گرم لحاف سے صبح صبح نکل کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرکے مسجد جانا مجھے بہت مشکل نظر آتا ہے۔ سخت گرمیوں میں سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر روزہ رکھنا سہل پسند طبیعت کیلئے دقت کا باعث بنتا ہے ——— میں شہر میں رہتا ہوں مگر میری سرکاری ڈیوٹی ایک دور افتادہ گاؤں میں ہے حالانکہ جو امتحان میں نے پاس کیا تھا اس میں پاس نہ ہونے والوں کو اور مجھ سے کم نمبر حاصل کرنے والوں کو بھی سفارش سے اسی شہر کے اندر جاب ملا ہوا ہے۔ میں اپنی ڈیوٹی تن دہی سے انجام دینا چاہتا ہوں۔ مگر شدید سردی اور شدید گرمی کے موسم میں روزانہ گرد سے اٹی ہوئی اس سڑک پر کئی میل سفر کرنا میرے لیئے بہت دشوار ہے۔

میرے خالق میرا بہت جی چاہتا ہے کہ حلال کی روزی کھاؤں لیکن میرے دفتر میں موجود

Marfat.com

لوگ اسے میری کم عقل خیال کرتے ہیں ۔ میں اپنے چھوٹے سے یونٹ میں بھی حسابات کو ذرا سا آگے پیچھے کر کے ماہانہ معقول آمدنی غلط طریقے سے حاصل کر سکتا ہوں مگر صرف تیری خوشی کی خاطر ایسا نہیں کرتا جبکہ گھر والوں کے تقاضے دوستوں کی خواہشات، بچوں کی ضروریات اور بیاہ شادی یا غمی خوشی کے مواقع پر اُٹھنے والے اخراجات مجھے یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کرتے ہیں ۔

اے میرے رب ! میں اس راستے پر چلنا چاہتا ہوں جو تجھ تک آسانی سے پہنچتا ہو میری راہ میں بہت سی مشکلات ہیں اس سے پہلے کہ میں اپنے فرائض سے غفلت برتنا شروع کر دوں اس سے پیشتر کہ میں ناجائز کمائی پر مائل ہو جاؤں تو مجھے آکر بچا لے ! ۔ میرا سہارا بن جا !! ۔

مغربی ممالک کے اکثر شہروں میں سڑکیں اور گلیاں بہت صاف ہوتی ہیں دیواروں پر لگی ہوئی تصویروں کے ذریعے لوگوں کو سکھایا جاتا ہے کہ اپنے گھریلو جانور مثلاً کتوں کو اس طریقے سے صاف رکھیں ان کی غلاظت کو اس طرح ڈسپوز آف کریں ۔ وہ لوگ کتوں کو گاڑیوں میں اور خواب گاہوں تک اپنے ساتھ رکھتے ہیں ۔ اُن کی بہت خدمت کرتے ہیں اکثر یورپین ممالک میں اولڈ مین ہاسٹل بنے ہوتے ہیں جہاں سبھی بوڑھے ایک ساتھ رہتے ہیں کیونکہ اُن کے نوجوان بیٹوں کے پاس ان کے لئے وقت نہیں ہوتا ۔ یہ نوجوان اپنے ضعیف ماں باپ کی خدمت نہیں کرتے اسی لئے قدرت نے انہیں کتوں اور بلیوں کی دیکھ بھال اور خدمت پر مامور کر دیا ہے ۔ وہ اپنے والدین سے محبت نہیں کرتے اسی وجہ سے خدا نے جانوروں کے نہلانے دھلانے اور صفائی ستھرائی میں انہیں مصروف کر دیا ہے

Marfat.com

جس کا بوڑھا باپ زندہ ہے اُس کو کسی ولیِ کامل کی تلاش میں کہیں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وقت کا سب سے بڑا ولی اُس کے باپ کی صورت گھر کے اندر موجود ہے۔ اس ولی اللہ کی دعائیں مقبول اس کی رضا میں ہی رب کی رضا اور اس کی خوشی جنت کا فرسٹ ٹکٹ ہے۔

آج میں بہت ہی اُداس ہوں اور یہ کوئی نئی بات نہیں اکثر ایسا ہوتا ہی رہتا ہے دلی اُداسی کو چھپانے کے لئے چہرے پر مسکراہٹیں سجانے سے پیشتر خیال آیا کہ سکون کہاں تلاش کروں۔ کوئی اچھی سی فلم دیکھ لوں؟ بھلا فلم بھی کبھی اچھی ہوئی ہے؟

"بعض فلمیں بڑی سبق آموز ہوتی ہیں" نفس نے کہا۔

"لیکن سبق حاصل کرنے کے لیے صرف سینما ہی رُخ کیوں کیا جائے" میں نے کہا۔

میں نے سوچا کہ اپنے پسندیدہ گلوکار کی کیسٹ لگا کر سنوں لیکن موڈ نہیں تھا۔ آخر کار کافی دیر یونہی بیٹھنے کے بعد میں آہستگی سے اٹھا اور وضو کر کے خالقِ کون و مکان کے حضور کھڑا ہو گیا۔ دل و نگاہ سرنگوں ہو گئے۔ ندامت سے سر جھک گیا تو رکوع ہوا شرمندگی سے منہ چھپاتے ہوئے گردن خم ہوئی تو سجدہ ادا ہو گیا۔ طبیعت کی بے چینی آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔ جسم و جان پر اِک انجانا سا سکون طاری ہونے لگا۔ ذہن پر صحراؤں جیسا سکوت چھا گیا۔ دِل پر رکھا ہوا بوجھ آہستہ آہستہ کم ہونے لگا ——— اب میں خود کو بہت ہی ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں۔

میرے دوست اگر ہمارے درمیان ناراضگی ہو جائے تو ہمیشہ میں خود کو ہی قصور وار

Marfat.com

ٹھہراتا ہوں اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جلد سلجھاؤ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جھگڑا پیدا کرنا تو مجھے مقصود ہی نہیں۔

آپ دن کے وقت سکوٹر چلاتے ہوئے غلطی سے ہیڈ لائٹ جلائے ہوئے ہوں تو پاس سے گذرنے والے ناواقف لوگ بھی آپ کو لائٹ بند کرنے کا اشارہ کریں گے یہ سوچ کر کہ آپ کا نقصان ہو رہا ہے ——— اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے کسی کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جاتا ہے کسی کا حق چھینتا ہے کسی کی آبرو پامال کرتا ہے تو ایسا کرنے والا بھی اپنا آخرت کا ابدی نقصان کر رہا ہے یہ شخص بہت بڑے گھاٹے میں جا رہا ہے لیکن کبھی کسی پرائے اور ناواقف آدمی نے تو کیا اپنوں نے، اپنے گھر والوں نے اس آدمی کو اس نقصان کے بارے میں نہیں بتایا کسی نے سرزنش نہیں کی کوئی یاد بھی نہیں دلاتا۔

میرا خیال تھا کہ تم اپنے آپ کو میرے قالب میں ڈھال لو گے۔ میرے مزاج کے تغیرات کے ساتھ ساتھ چلو گے لیکن تم ایسا نہ کر سکے تو ——— میں نے خود کو تمہارے قالب میں ڈھال لیا۔ کیونکہ میں محبت کے اُس رشتے کو قائم رکھنا چاہتا تھا جو میرے اور تمہارے درمیان قائم ہو چکا تھا یہ بندھن مجھے بے حد عزیز ہے۔ میں تو غیروں کے ستم اور ناانصافیاں برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں تم تو پھر بھی میرے اپنے ہو۔

Marfat.com

آج کے ڈگری یافتہ بے روزگار کی ذہنی بے چینی ختم کرنے کی اشد ضرورت ہے ورنہ کل کا طالب علم راتوں کو جاگ کر اور سارا دن کتابوں پر مغز ماری کر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ فرد بننے کی بجائے اَن پڑھ کاروباری آدمی بننے کو ترجیح دے گا

اندھیرے کا علاج روشنی ہے ۔ظلم کے اندھیرے کے لیے رحم اور انصاف کی روشنی ۔ بدی کے لیے نیکی کی روشنی ۔ اخلاقی انحطاط کے لیے عمدہ عادات کی روشنی ۔غفلت کے اندھیرے کے لیے احساس ذمہ داری کی روشنی نفرتوں کے اندھیرے کو دُور کرنے کیلئے محبتوں کی روشنی ۔ روشنی کو لانے کی محنت کریں تو اندھیرا خود بخود ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اندھیرے کا بذاتِ خود کوئی وجود نہیں ہوتا ۔روشنی کی عدم موجودگی کی وجہ ہی سے سیاہی پھیلتی ہے ۔سویرا لانے کی تگ و دَو کریں تو مایوس شام اپنے آپ رخصت ہو جائیگی ۔

اگر کوئی جھوٹا ہے شراب پیتا ہے جوا کھیلتا ہے کسی پر ظلم کرتا ہے تو اس انسان سے نفرت نہ کریں ــــــــــ بلکہ اس کی بُری عادتوں سے نفرت کریں کیونکہ یہی انسان اگر بُری عادتیں چھوڑ دے تو محبت کرنے کے قابل ہے ۔

تم نے میری پُر خلوص محبت پر شک کیا اسے سطحی گردانا تمہیں کیا خبر کہ میں دِل کی گہرائیوں سے تمہیں چاہتا تھا میں تو اب بھی یہی کوشش کرتا ہوں لیکن جذبے تو خود بخود پیدا ہوا کرتے ہیں ۔ الفتیں دِل پر جبر کر کے پیدا تو نہیں کی جا سکتیں ۔اب نہ جانے کیوں ! میرے دِل کی تہہ سے تمہارے لیے کوئی دُعا نہیں نکلتی ۔

Marfat.com

جویریہ بیٹی! آج کئی دن ہوئے تمہیں بخار میں پھنکتے اور کھانستے۔ تمہارا ہنستا مسکراتا چہرہ کملا گیا ہے۔ ہم ان چند دِنوں میں ہی تمہاری پیار بھری باتیں سُننے اور دلنشیں کھیلیں دیکھنے کو ترس گئے ہیں آج صبح حسبِ معمول غبارے والا گلی میں شور کرتا رہا لیکن تم نے غبارے لینے کی ضد نہیں کی۔ میں تمہیں ہمیشہ کہتا تھا کہ ضد نہ کیا کرو

لیکن آج میرا بہت جی چاہا کہ تم چیزیں لینے کے لئے ضد کرو۔ میں نے ان راتوں کی تنہائیوں میں نہ جانے کتنی بار تمہارے لئے دعائیں کیں۔ سردیوں کی ان طویل راتوں میں نہ جانے کتنی بار میری آنکھوں سے ڈھلکنے والے گرم آنسو چہرے پر رک کر یخ بستہ ہوتے رہے لیکن تمہارا بخار نہیں اُترا۔ ہر باپ کی آنکھیں اسی طرح کی ہوتی ہیں جیسے قید میں یعقوبؑ نے یوسفؑ کی خبر نہ لی۔ مگر آنکھیں روزنِ دیوار زنداں ہو گئیں۔ صدیوں پہلے یہاں کے بادشاہ نے بھی اپنے بیمار بیٹے کی چارپائی کے گرد سات چکر لگا کر دُعا کی تھی کہ بیٹے کے سارے دُکھ اُسے مِل جائیں۔ اُس بادشاہِ وقت نے خود کو کتنا مفلس محسوس کیا ہو گا۔ میرا جی چاہا بیٹی! کہ میں بھی تمہارے لیے کوئی ایسی دُعا مانگ لوں۔ لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میں تو تہی دامن ہوں۔ میرا خدا تو مفلس نہیں ہے اور اُس کے پاس تو صحت اور تندرستی کے بہت بڑے خزانے ہیں ــــ میں نے ہاتھ اٹھا کر تمہارے لئے، اپنے لئے اور سب کے لیئے اپنے خدا سے صحت کی بھیک مانگ لی۔

میں نے تم سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا کبھی کچھ ڈیمانڈ نہیں کیا۔ خواہش ہے تو صرف اتنی کہ تمہاری ہر خواہش کو پورا کر سکوں یہی میرا شوق ہے اور یہی میری تمنا۔ ؟

Marfat.com

ہر باپ ایک کمزور باپ ہوتا ہے وہ بڑا ہی اصول پرست کیوں نہ ہو اپنی اولاد کی خاطر بعض اوقات اُسے سبھی اصول توڑنے پڑتے ہیں نہ چاہتے ہوئے بھی بے ایمانی کرنا پڑتی ہے۔ طبعاً نیک دل اور انصاف پسند باپ بھی اپنے بیٹے کی خاطر دوسروں کے حقوق چھیننے پر تیار ہو جاتا ہے۔

انسان میں جیسے جیسے خداوالی صفات کسی نہ کسی حد تک پیدا ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر وہ خدا کا محبوب بنتا چلا جاتا ہے وہ اس کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے مثلاً خدا سوتا نہیں جو اپنی نیند کم کرکے راتوں کو جاگے گا۔ خدا ساری مخلوق کا خیرخواہ ہے جو ہر کسی سے محبت کرے گا۔ خدا پاک ہے جو پاکیزہ رہنے کی کوشش کرتا رہے گا وہ قرب الٰہی کا ضرور مستحق ٹھہرے گا۔

کسی آدمی کے چھوٹے پن کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہو۔

حق گو اور صاف دل آدمی اِس دَور میں کبھی کامیاب سیاست دان نہیں بن سکتا کیونکہ اب جھوٹ لکھنا جھوٹ کہنا اور ہر کسی پر کیچڑ اچھالنا ہی سیاست سمجھا جاتا ہے قلم اس لیے حق لکھنے سے گریز کرجاتا ہے کہ لاکھوں ووٹ لوٹ جائیں گے۔ زبان اس لیے صاف گوئی سے باز رہتی ہے کہ کروڑوں لوگ پارٹی کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ موجودہ سیاست میں سے دین اور دین کا ہر شعبہ نکل چکا ہے اور دین کے سیاست سے جدا ہونے کی وجہ سے سیاست آج کل مکمل چنگیزی کا روپ دھار چکی ہے۔

Marfat.com

میں روزانہ واش بیسن پر کھڑا ہو کر چہرے اور ہاتھوں کی میل دھو لیتا ہوں۔ لیکن میرے پاس ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں بیٹھ کر دل کی میل بھی دھو سکوں۔

اِس دَور میں سیاست غریب آدمی کے بس کا روگ نہیں۔

انصارِ مدینہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اب تو برادری والوں نے آپ کو نکال دیا کل کلاں جب آپ طاقت پکڑ گئے تو مکہ میں اپنے عزیز و اقارب کے پاس واپس چلے جائیں گے۔

آپ نے وعدہ کیا کہ مجھے طاقت حاصل ہو گئی تو بھی آپ کے پاس ہی رہوں گا لوگ میرے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں بھی مل گئے تو بھی ہمیشہ آپ کے ہاں رہوں گا۔ فتح مکہ کے وقت نبی اکرمؐ کے دِل میں اُن گلیوں کی محبت ضرور عود کر آئی ہوگی جہاں بچپن اور جوانی گذاری تھی۔ اپنے شہر سے کس کو پیار نہیں ہوتا! لیکن انہیں اپنا وعدہ یاد تھا اس لیے واپس مدینہ چلے گئے اور پھر مدینہ میں رہنے کا وعدہ اس اچھی طرح نبھایا کہ آج تک وہیں موجود ہیں۔ قیامت آجائے گی مگر پیارے نبی مدینہ چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے کیا ہم نے بھی کبھی ایفائے عہد کے متعلق اِس طرح سے سوچا ہے۔

مخالفت کے جوش میں ہم سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ سیاسی مخالف اگر بھلائی کا کوئی کام کرنا بھی چاہیں تو اس کی تعریف کی بجائے تکذیب کی جاتی ہے کیونکہ سیاست میں سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے۔

Marfat.com

دوسروں پر اکثر اور متواتر تنقید کرنے والے ———— اپنے آپ پر کبھی کبھار بھی کوئی تنقیدی نگاہ نہیں ڈالتے۔

کل میں آئینے میں دیکھ رہا تھا تو شکل صحیح نظر نہیں آ رہی تھی۔ مجھے خیال آیا کہ ایک اسی آئینے پر کیا موقوف۔ اب تو ایسے آئینے بہت ہی کم رہ گئے ہیں جن میں اصل صورت نظر آسکے۔ وہ آئینے جو جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے اس دور میں کہیں بھی میسر نہیں۔

وقت تو لامحدود ہے مگر انسان محدود ہے اسی لیے اس نے وقت کو سیکنڈوں منٹوں اور گھنٹوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ انسان نے سوچ سوچ کر اس کو ناپنے کیلئے "نوری سال" جیسی بڑی اکائی بنائی لیکن بیکراں چیز کی کوئی اکائی اور کوئی پیمانہ نہیں ہوتا

اگر آپ کسی سے مسکرا کر ملتے ہیں اگر کسی کی عزت کرتے ہیں اگر آپ صرف اپنی ہی نہیں کہتے بلکہ دوسرے کی سنتے بھی ہیں تو آپ اُس کے ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ آج کل تو ہم صرف اپنے ہونے کا ہی اقرار کرتے ہیں۔

اگر آپ کو یقین ہے کہ آپ بالکل صحیح راستے پر چل رہے ہیں تو تنقید کرنے والوں کی سنتے جائیں مگر کریں صرف اپنی!

Marfat.com

شاہی قلعے کی اونچی فصیل کے نیچے کھڑا ہو کر سوچتا ہوں کہ اِن دیواروں نے مغلوں کا عظیم دور دیکھا ہے۔ کراچی کے ساحل سے لے کر غزنی کے گرد و نواح تک مسلمانوں کی اتنی بڑی سلطنت کا نظارہ ان اینٹوں ان چوبی دروازوں نے بھی ضرور دیکھا ہوگا چھوٹی چھوٹی اور پتلی اینٹوں سے بنی ہوئی فصیل پر اسی جگہ جہاں میں کھڑا ہوں مغل اہلکار پہرہ دیتے ہوں گے۔ لمبے چوغے اور چوڑی دار پاجامے پہنے کیا سادہ اور پُرسکون لوگ تھے۔ کتنا عجیب دور تھا وہ بھی کہ جس میں افراتفری نام کو نہ تھی۔ یہ فصیل آج بھی کھڑی ہے شاہی مسجد کے بلند مینار آج بھی سر اٹھائے یہاں موجود ہیں مگر بنانے والے ایک مدت گذری چلے گئے واقعی انسان کی بنائی ہوئی ساری چیزیں پائیدار ہیں اور یہ خود سب سے زیادہ ناپائیدار!

ہم اپنے آفیسرز اور باس کا جتنا خوف دل میں رکھتے ہیں اگر اس کا دسواں حصّہ بھی خدا کے لیے دِل میں پیدا ہو جائے تو زندگیوں میں اک انقلاب برپا ہو جائے۔

بُرائی کا تذکرہ اپنی محفلوں میں کرنا چھوڑ دیں ——— یہ خود بخود ختم ہو جائے گی نیکی کا تذکرہ شروع کر دیں تو اسی کا چہار سو چرچا ہو جائے گا۔

تمہارا غلط رویہ میرے لیے بہت جان لیوا ہے مجھے بعض اوقات غصّہ بھی آتا ہے لیکن میں ہمیشہ نارمل رہنے کی کوشش کرتا ہوں صرف اس لیے کہ جذبات میں آکر کوئی ایسی بات نہ کہہ جاؤں جس پر بعد میں مجھے معذرت کرنی پڑے۔ جس پر مجھے بعد میں شرمندہ ہونا پڑے۔

Marfat.com

"آج پندرہ سال بعد آپ سے ملاقات ہوئی ہے تو لڑکپن کی بہت سی باتیں پھر سے تازہ ہو گئیں ہیں۔ اُن دنوں میں اپنے دِل میں آپ کے لئے بہت ہی محبت اور احترام پاتا تھا۔ جس میں اب تک روز بروز اضافہ ہی ہوا۔ میرے ذہن میں آپ کا ایک گلرنگ تصور بنا تھا جو ابھی تک قائم ہے"

"میں یہ سب کس حد تک جانتی ہوں لیکن گذرے ہوئے موسموں کی خنک یاد کو کھرچنے سے تعلق کے اُس محل کو جو مسمار ہو چکا ہے، اور یادوں کے سجل کھنڈروں کی بوسیدہ دیواروں پر آج کی اس ملاقات سے پچی کاری کرنے کا کیا فائدہ!"

"آپ سچ کہتی ہیں لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ اگر ہو سکے تو تھوڑی دیر ماضی کے خوش کُن دنوں کو یاد کر لیں۔ آپ نے جو کہا وہ سب بجا ہے مگر میرے قلب و نظر کی زرریں وادیوں میں بھولی ہوئی یاد کا ایک طوفان بپا ہے۔ مجھے وہ سالونا ساون آج بھی یاد ہے، جب گھٹائیں بہت دیر برستی رہی تھیں تو آپ کو دیکھ کے میں نے اپنے دل میں ایک بہت ہی پاکیزہ جذبہ محسوس کیا۔ ایک ایسا انجانا سا احساس جس میں ہوس نام کو بھی داخل نہ تھی۔ بہت دیر تک میں یہی سوچتا رہا تھا کہ دل کے دھاروں کا یہ سیلِ رواں کب تک رُکے گا۔ یہ برپا طوفان کب تک چھپے گا"

"مجھے بھی کسی حد تک آپ کے احساسات کا اندازہ تھا لیکن اگر حقیقتاً آپ اس طرح سے سوچتے تھے تو پھر ہماری راہیں اس قدر جدا کیوں ہو گئیں اور میں تو ان ناآشنا راستوں پر چلتی ہوئی اتنی دور آگئی ہوں کہ پیچھے پلٹ کر اور نظر بھر کر دیکھنا بھی کچھ آسان نہیں لگتا۔ وہ ایک دَور تھا جو عرصہ ہوا بیت چکا اب اُس دور کو پھر یاد کرنے سے کیا فائدہ!"

Marfat.com

"آپ کی سب باتیں سچی ہیں مگر میں نے سوچا کہ آج لمحوں کی اوٹ سے نکل کر ہم گئے ہیں تو کچھ تانیے صرف چند ساعتوں کے لئے ہی سہی اُن پرانے زمانوں کی یادوں کو دل میں سجالیں شاید اس سے سینے کے کچھ چاک سل سکیں"

"آپ کو یاد تو ہو گا کہ جب دونوں گھرانوں میں آپ کے لئے میری پسندیدگی کی بات چلی تھی تو میرے سوچ سپنوں میں پھولوں کی ان گنت لڑیاں کھلیں تھیں۔ مگر کہانی کا یہ موڑ اب بہت پرانا ہو چکا ہے اس وقت سے لیکر اب تک نہ جانے مہ و سال کے پل کے نیچے کتنا وقتِ رواں گذر چکا ہے اُسی وقت کی بیکراں وسعتوں میں سہانی یادوں کے سائے ہی مناظر مدتیں ہوئیں گم ہو چکے ہیں ـــــ اجنبیت کے یہ فاصلے جو آشنائی کے محور کو عرصہ ہوا نگل بیٹھے، اب فاصلوں کو مٹانے سے کیا فائدہ!

"ہاں شاید آپ ٹھیک ہی کہتی ہیں وہ صبح بہاراں بہت جلد شامِ خزاں میں بدل گئی۔ میری حسرتوں کے بھنور میں پہنچتے درد کا ایک پچھتاوا ہمیشہ کے لئے قید ہو کر رہ گیا ہے۔ آرزوئے ضیا میں میں نہ جانے کن راستوں میں بھٹکتا رہا ہوں۔ جدائی کے اُس زخم کا بہت مداوا کیا لیکن ہر دم سلگتا رہا ہوں۔ دراصل آپ کو چھوڑنے میں کوئی قلبی شقاوت بنیاد نہیں بنی بلکہ دونوں گھرانوں میں بہت بڑا ذہنی تفاوت تھا۔ ہم دونوں بہت عرصہ ایک ساتھ نہیں چل سکتے تھے پھر ایک دن میرے ذہن نے دل کو سمجھایا ـــــــــ!

"کیا بات دل میں آئی تھی"۔

"نہیں! کوئی بہت بڑی بات تو نہیں تھی۔ بس اک خیال سا دل میں جاگزیں ہو گیا تھا"

"آپ پوری بات تو بتائیں۔ سالہا سال پہلے بھی آپ کی یہی عادت تھی کہ آپ نے جو کچھ محسوس کیا کبھی نہ کہا! آج کے بعد پھر شاید ہم کبھی نہ مل سکیں اس لیے آپ کو اب تو اصل

8133

Marfat.com

سبب بتا ناہی ہوگا"

"بس یہی خیال بار بار آتا تھا کہ آپ کا گھرانہ تو آتے زمانوں کی لپکتی چکا چوند میں گھر چکا ہے اور ہماری روایات اب تک آپ پرانا ہیں۔ ہمیں کاغذی زندگی اور دکھلاوے سے نفرت ہے۔ ہم لوگ مصنوعی شب و روز بسر نہیں کر سکتے۔ سب افراد گھر کی ایک چارپائی پر بیٹھ کر بات چیت کرنے میں سکون محسوس کرتے ہیں ہمارے ہاں اب بھی اپنے اپنے علیحدہ کمروں میں ایک دوسرے سے ہٹ کر رہنے کا رواج نہیں ہے ہم ہر لمحہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہنا چاہتے ہیں آپ ہمیں دقیانوسی کہہ لیں مگر ہم ماڈرن زمانے کے ساتھ نہیں چل سکتے۔ میرے ذہن میں آپ کا ایک بڑا ہی سہانا امیج بنا تھا جو اب تک قائم ہے اگر آپ اور میں ہمیشہ ہمیشہ کے ساتھی بنا دیئے جاتے تو گھر کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے جھگڑتے رہتے اور مسلسل اکتاہٹوں کی وجہ سے وہ نازک تصور بہت جلد ٹوٹ جاتا اور یہ جانکاہ حادثہ مجھ کو کسی طور منظور نہ تھا"

ہماری سوچیں اور پروگرام گلی اور محلے سے آگے نہیں جا سکتے۔ اس لیے ہم سب بلدیاتی ہیں۔ ہم کبھی بین الاقوامی نہیں بن سکتے۔

بعض لوگوں کے بوٹ کی نوک بہت چمکدار ہوتی ہے مگر دل اتنا ہی تاریک ہوتا ہے ان کا لباس تازہ استری کیا ہوتا ہے مگر اندر کی دنیا ہمیشہ شکن آلود رہتی ہے۔

سوچو تو سلوٹوں سے بھرا ہے تمام روح
دیکھو تو اک شکن بھی نہیں ہے لباس میں

Marfat.com

میرے دوست کا باس کل اُس کے دفتر میں سالانہ معائنہ کے لیے آرہا تھا وہ کئی دنوں سے اپنے صاحب کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھا اس سلسلے میں وہ اتنا فکرمند تھا کہ کوئی اور کام ہی نہیں سوجھتا تھا۔ حسابات ٹھیک کیے دفتر صاف کروایا گملے منگوا کر راستے میں سجائے۔ معائنے کے وقت سامنے والی سڑک پر دور تک چونے کی لکیریں بنائیں ڈرائی فروٹ اور پھل منگوائے۔ صاحب کی خوب خدمت کی۔ ظاہری انتظامات کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ آنے والے کے لیے میزبانوں کے دل میں محبتوں کے دریا موجزن ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میرا دوست اندر سے خوش نہیں تھا۔

چند دن بعد مجھے پتہ چلا کہ آج اُس کا ایک پرانا دوست ملنے آرہا ہے۔ اُس کے ہاں گیا تو بیوی کہہ رہی تھی "مہمان کے لیے کون کون سے لوازمات کی ضرورت ہوگی؟"

"کسی چیز کی بھی ضرورت نہیں" اس نے اطمینان سے کہا۔ "آپ بھی عجیب آدمی ہیں اتنی دور سے آپ کا دوست آرہا ہے تھوڑا سا مرغ کا گوشت اور فروٹ ہی لے آئیں گھر میں تو صرف سبزی پکی ہے"۔ میں نے کہا نا کہ آج آنے والے مہمان کا میرے ذھن پر کوئی بوجھ نہیں۔ اگر ہم نے بے جا تکلفات کیے تو وہ ناخوش ہوگا اور خود کو اس گھر میں اجنبی محسوس کرے گا"

ان کے گھر میں اس روز جھنڈیاں اور گملے نہیں سجے تھے راستے پر چونے کی لکیریں بھی موجود نہیں تھیں مگر اُن کے چہروں پر خوشی دوڑ رہی تھی اور در و دیوار تک جھوم رہے تھے۔ میرے دوست نے آج کوئی بھی انتظام نہیں کیا تھا لیکن وہ دلی طور پر آنے والے کے لیے چشم براہ تھا جو شگفتگی آج اُس کے چہرے سے ہویدا تھی یہ اس روز مفقود تھی جب اس کا باس آرہا تھا۔

Marfat.com

حضرت اویس کرنی نے جب سنا کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک دانت مبارک شہید ہو گیا ہے تو اپنا بھی ایک دانت توڑ دیا۔ پھر خیال آیا کہ شاید دانت نہ ٹوٹا ہو کوئی دوسرا دانت ٹوٹا ہو۔ ان جیسا بننے اور ان کی ہر بات کو اپنانے کی شدید خواہش تھی اسی سوچ میں سارے دانت توڑ دیئے۔ کسی غیر مسلم کو یہ بات سنائیں تو وہ یہی کہے گا کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا لیکن ــــــ محبت سب کچھ کرواتی ہے

جب تک کوئی اپنے آپ سے مخلص نہیں ہوتا وہ آپ سے کیسے مخلص ہو سکتا ہے یعنی جو آدمی اپنا کام مکمل ذمہ داری اور محویت سے نہیں کرتا وہ آپ کے کام کیسے آئے گا۔

لنڈے سے کوئی بڑھیا اور اچھی بے داغ چیز خرید لینا بھی ایک فن ہے۔

کسی طالب علم کی اگر پڑھائی ٹھیک نہیں۔ امتحانات میں اس کی پوزیشن صحیح نہیں آتی تو پھر اس میں لاکھ خصوصیات ہوں۔ بے شک وہ بہت سی غیر نصابی سرگرمیوں میں انعامات حاصل کرتا ہو۔ اس کی سیرت گہنا جاتی ہے۔

اولاد ایک ایسا میوہ ہے جس کا مزہ شیرینی اور خوشبو صرف وہی جانتے ہیں جنہیں یہ پھل میسر ہے جس کو دیکھ کر پل پل راحت نصیب ہوتی ہے۔ جس پر نظر پڑھتے ہی سارے دکھ اور تکلیفیں بھول جاتی ہیں۔

Marfat.com

ہم اپنی روز مرہ گفتگو میں اکثر اس قسم کی باتیں کہہ جاتے ہیں۔

— میں آج سڑک پر جا رہا تھا تو اچانک ایک سکوٹر سوار سے ٹکرا گیا۔

— آپ سے ملنے کئی بار درِ دولت پر حاضر ہوا لیکن اتفاقاً ہر دفعہ آپ کہیں باہر گئے ہوتے تھے۔

— اچانک گھر کی چھت گر گئی

— اچھا تو آپ یہیں رہتے ہیں؟ عجیب اتفاق ہے کہ میں روزانہ یہاں سے گذرتا ہوں مگر آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

اس قسم کی سبھی باتیں غلط ہوتی ہیں۔ کوئی واقعہ اتفاقاً یا اچانک نہیں ہوتا یہ تو آسمانوں پر بہت پہلے سے طے ہو چکا ہوتا ہے طے شدہ بات اتفاقاً کیسے وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔

مَیں آج بہت اُداس تھا لیکن تمہیں ہنستے ہوئے مِلا ہوں۔ تم کہو گے کہ میرا ظاہر اور باطن ایک نہیں۔ لیکن میں نے تو ایسا صرف اس لیے کیا کہ تمہیں ہمیشہ خوش وخرم دیکھوں میں تو تمہارے غم خود سہنا چاہتا ہوں اپنے دُکھ تم پر مسلط کرنا نہیں چاہتا۔ میری شخصیت میں موجود اندر اور باہر کا یہ تضاد صرف تمہاری خاطر ہے۔

مَیں پچھلے دنوں ہی شہر میں منتقل ہوا ہوں۔ یہاں آکر بار بار احساس ہوتا ہے کہ شناسائی کی جو مقدار گاؤں میں میسّر تھی۔ یہاں کبھی بھی اور کہیں بھی نہیں مل سکے گی۔

Marfat.com

آج میں دانستہ طور پر شہر کی ہنگاموں سے بھرپور انتشار والی زندگی سے ایک دن چرا کر گاؤں آیا ہوں سہ پہر کا سورج آہستہ آہستہ مغرب کی طرف ڈھل رہا ہے۔ میرا گاؤں دریا کے کنارے واقع ہے دریا کی آبی خشک گذرگاہ (بیلہ) کا منظر اس وقت بہت بھلا لگ رہا ہے۔ کسان بیلوں کے ساتھ چلتے ہوئے سر پر خشک لکڑیوں کے گٹھڑ اٹھائے واپس جا رہے ہیں۔ دور ذرا غور سے دیکھتا ہوں تو گذرتا ہوا چناب چاندی کی ایک جھلمل جھلمل کرتی ہوئی سفید پٹی کی مانند نظر آ رہا ہے۔ مٹر اور سرسوں کے کھیت میرے ارد گرد دور دور تک بکھرے ہوتے ہیں۔ چلتا چلتا اب میں بہت دور نکل آیا ہوں۔ گہرا دریا مجھ سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود ہے۔ سبز رتوں کی یہ شام مجھ پر جادو سا کئے دے رہی ہے۔ بیلے کی آشنا گھاس پر نیم دراز ہو کر روپہلی ریت دیکھنے لگتا ہوں۔ نیلے پانیوں کی چال کا ساز سماعت پر دستک دے رہا ہے۔ میں سر کے نیچے ہاتھ کا تکیہ بنا کر شفق افق پر ڈوبتے سورج کی ٹکیہ کو دیکھنے لگتا ہوں جو اس وقت شام کی دلہن کی جبیں پر طلائی سکے کا جھومر لگ رہی ہے۔ دریا کے پانی کی چمکیلی لکیر کے دونوں جانب مٹی کے کنارے ادھ کھلے ہونٹ لگ رہے ہیں مٹی اور ریت آپس میں گلے مل کر بچھڑ بچھڑ جاتے ہیں میں سوچ رہا ہوں کہ میرا بیلہ "امرتا پریتم" کے بیلے سے کتنا مختلف ہے کہ اس میں لاشیں بچھیں اور اس میں رنگ بکھرے ہیں۔ اس میں لہو کی ندیاں بہتی رہیں اور اس میں چاہتوں کے دھارے بہہ رہے ہیں جو نگر نگر سے گذر کر بحیرہ عرب کی آغوش میں اس طرح جا گرتے ہیں جیسے دن بھر کے کھیل سے تھک کر بچہ ماں کی مہربان آغوش میں جا کر سو جاتا ہے۔

آج کے دن مجھے صرف اور صرف اُس کا سراپا سوچنے دو۔

Marfat.com

صرف ایک باپ اپنے بچے کے لیے دِل کی تہہ سے یہ دُعا کر سکتا ہے کہ میری بقیہ زندگی بھی اِسے مل جائے۔ دنیا کا کوئی اور فرد ایسا نہیں کر سکتا اور اگر وہ ایسا کہتا ہے تو دکھلاوا کر رہا ہے۔

تیری چھوٹی چھوٹی سی باتیں تجھ سے جُدا ہونے کے بعد اب مجھے یاد آتی ہیں تو یہی میرے لئے بہت بڑی بن جاتی ہیں جیسے دل کا شہر یا گرمی کی دوپہر جیسے سردی کی راتیں یا اتنک وفا کی لہر۔

میرے اچھے کسان تو صبح سے کھیت میں گوڈی کر کے ضرر رساں جڑی بوٹیاں اکھاڑ کر باہر پھینک رہا ہے مجھے بھی کوئی ایسا گُر بتا کہ جس کے استعمال سے معاشرے میں سے ہوس کے بوٹے اور استحصال کی جڑیں نکال باہر کردوں۔

مَیں سالہا سال سے اس شخص کے خواب دیکھ رہا ہوں جو صِرف اور صِرف میرا ہو گا۔ جو پریشان ہو گا جو اداس ہو گا تو صِرف میرے لیے سردیوں کی طویل راتوں کو جب مَیں دیر سے گھر آؤں گا تو میرا منتظر ہو گا۔ میرے سارے جذبے گُم نام۔ میری ساری سوچیں بے لگام میرے سب جذبوں کا ایک ہی نام۔ میری سب محبتیں اپنے جیون ساتھی کے نام۔

خیالِ یار میں جب کھو سا جاتا ہوں تو اپنے آپ میں آتے بڑی دیر لگتی ہے۔

Marfat.com

سب سے پہلا تالہ بے اعتبار لوگوں نے بنایا تھا۔ بعد ازاں بدگمانیاں جتنی بڑھتی گئیں تالے اُتنے ہی جدید بنتے گئے۔

خدا ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ انسان ہمیشہ سے موجود تو نہیں مگر ہمیشہ موجود ضرور رہے گا۔

دنیا کی ساری سلطنتیں۔ سکندر کی حکومت افلاطون کی دانشمندی۔ سارنیکا کی فہم اخلاق ارسطو کا فلسفہ۔ قارون کی دولت۔ شداد کی محنت اور فرعون کی حکومت مل کر بھی ایمان کے ذرّے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ کہیں ہماری تھوڑی سی نفسانی تسکین کی خاطر یہ بے بہا دولت ہم سے نہ چھن جائے؟

میں نے سُنا کہ کسی کو ایسی چیز تحفے میں دینا چاہیے جو اس کے پاس پہلے سے موجود نہ ہو یہ خیال آتے ہی میں نے مالک دوسرا کے آگے سر جھکا دیا۔ میں نے اُسے اپنا چھوٹا پن پیش کیا کیونکہ اس کے پاس صرف بڑائیاں ہیں۔

انسانوں کے جیسے اعمال آسمانوں پر جاتے ہیں ویسے ہی فیصلے عرش سے فرش تک اترتے ہیں۔ ہم اچھے اعمال اوپر بھیجنا شروع کر دیں تو بے موسمی بارشوں اور ناگہانی آفات کا سلسلہ بند ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

روٹی سب سے بڑا نشہ ہے۔

جنت اپنے حقوق کی قربانی کا نام ہے۔

خدا جیسا شفیق مہربان دوست آقا روٹھ جائے! یہ تو کائنات کے ٹکراؤ سے بھی سخت حادثہ ہے۔ عقل چھن جائے۔ جائیداد چھن جائے مگر خدا نہ روٹھے مالک ناراض ہو اور اس کی زمین پر اُس کی شاہی میں رہیں جس انسان سے اس کا آقا ناراض ہے اس سے تو گلی میں پھرنے والا آوارہ کتا بھی بہتر ہے۔

تفکرات ہر کسی کے ساتھ لگے ہوتے ہیں لیکن خوش کلام لوگ ان کو اپنے آپ پر غالب نہیں ہونے دیتے۔

اگر کسی بہت ہی گہرے اور بے لوث جذبے کو کوئی نام دے دیا جائے تو اُس کی قیمت گر جاتی ہے۔

آج میرے دل میں جذبات کا جلوس نکلا جو احساس کی مال روڈ سے ہوتا ہوا ذہن وجدان تک جا پہنچا۔ جلوس کے شرکاء اور کئی پرجوش کارکن یعنی میرے ہی جسم کے اعضاء نعرے لگا رہے تھے خود غرضی جاوے ای جاوے اور خلوص آوے ای آوے۔

Marfat.com

ہمیں رات دن آخرت کی نجات فرح اور لدبنے کی فکر لگی رہتی ہے۔

کچھ اپریشن ہسپتالوں کے اپریشن تھیٹرز میں ہوتے ہیں اور کچھ قوموں کی تقدیر کے افق پر۔ جو قوم دوسری کا اپریشن کرنا چاہتی ہے۔ پہلے اُسے بے ہوش کرتی ہے جب قومی احساس بالکل ختم ہو جائے اور بدن سُن ہو جائے تو ایکے حصوں کو کاٹ کر غیر کی جھولیوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ حال ہی میں میری قوم کے مشرقی بازو کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہو چکا ہے بعض اوقات قوموں کو بے ہوش کرنے کے بعد کوئی متاعِ عزیز چُرائی جاتی ہے۔ کہیں پڑھا تھا کہ عراقی اٹیمی ری ایکٹر کو تباہ کرنے کے لئے جو اسرائیلی ہوا باز متعین تھے۔ انہوں نے اپنے مشن کا نام اپریشن بابل رکھا تھا۔ گو کہ سرجری بہت مشکل مضمون ہے لیکن اسی قسم کے اپریشن ہماری قوم بھی کر سکتی ہے۔ پھر قائداعظم نے اپریشن تھیٹر تو بنا کر دے دیا تھا لیکن ابھی تک کوئی ماہر سرجن منظرِ عام پر نہیں آسکا ہو سکتا ہے کہ یہ امتِ مرحوم بھی کسی دن جذبات کی ایف آر سی ایس کرلے اور خدا کی مدد کے اوزاروں کو دھو کے دہی رشوت اور چور بازاری جیسے مہلک جراثیموں سے پاک کر کے اپنے ماہر ہاتھوں میں اعتماد کا نشتر لے کر باطل کا اپریشن کر دے۔

رنج پر پتہ ہو سکتا ہے کون بات ہے ؟

حق اور باطل کی آسان سی پہچان یہ ہے کہ جس راستے کی طرف نفس مائل ہو وہ باطل ہے اور جس کی طرف سے نفس روکے تو سمجھ لیں کہ یہ راستہ عین حق ہے۔

Marfat.com

میں ایک روز کسی مریض کو دیکھ کر واپس آیا تو ایک پرانے ملنے والے تشریف رکھتے تھے پوچھنے لگے کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے تو میں نے بتایا کہ یہ ایمرجنسی باکس ہے اس میں ہر بیماری کے فوری علاج کے لئے ہر قسم کی دوائی موجود رہتی ہے۔

"اس میں رنج کی سوزش کم کرنے والا انجکشن رکھا ہوا ہے یا نہیں ؟"

"نہیں" میں اُن کا غیر متوقع سوال سن کر گھبرا کر بولا۔

"انسانیت کی طاقت کے لئے کوئی بی کمپلیکس سے ملتا جلتا انجکشن تو اس باکس میں ضرور ہو گا"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں" میں نے پریشان ہو کر کہا۔

"کوئی خوفِ خدا پیدا کرنے والی گولی بھی اس بکس میں ہے یا نہیں"

"لیکن ان چیزوں کی ضرورت کیا ہے" میں نے تنگ آ کر کہا کہ تو وہ کہنے لگے۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں" انسانیت مر رہی ہے اگر اس کو بچانے کے لئے آپ کے بکس میں کوئی انجکشن نہیں تو یہ ایمرجنسی بکس تو نہ ہوا۔

واپڈا سے بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے متعلق سینکڑوں دفعہ احتجاج کرتے ہوئے کبھی سوچا ہے کہ ہمارے اپنے دلوں میں ایک مدت سے خلوص و مہر و وفا کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔

حقیقی ترکہ اور اصل جائیداد تو سلجھے ہوئے اور نیک بچے ہیں جو آپ نے اس ماحول کو اور اس وطن کو دیتے ہیں۔

Marfat.com

دُودھ کے اندر موجود پانی سے دودھ نے غصے اور فخر سے کہا۔ کون ہے تو میرے ساتھ بونہی شامل ہوجانے والا، دیکھتا نہیں میں کتنا سفید اور نقرئی ہوں اور تو بے رنگ سی چیز!" پانی نے ملائمت اور نرمی سے جواب دیا، ناراض نہ ہو میرے دوست میں پانی ہوں، قدرت نے تمہارے اندر مجھے بھی شامل کر دیا۔ مجھ میں تمہارے جیسی اعلیٰ صفات تو نہیں ہیں لیکن میں تمہارا اس قدر ساتھ دوں گا کہ جب تو چولہے پر چڑھایا جائے گا تو اس وقت تک تجھے آنچ نہیں پہنچنے دوں گا جب تک خود نہ جل جاؤں ـــــــ آیئے ہم بھی اس طرح دوستوں کا ساتھ دیں!!

ھم تو غلام ہیں اُس خالق و مالک کے سُنا ہے کہ کسی نے کوئی غلام خرید الائے گھر لے گیا۔ آقا نے گھر جا کر پوچھا "تمہارا نام کیا ہے"

"جو بھی نام آپ رکھ دیں وہی میرا نام ہوگا میرے آقا۔ غلام کا تو کوئی نام نہیں ہوتا" اس نے جواب دیا۔

"کیا کھاؤ گے"

"جو آپ کھلائیں گے"

"کیا پہنو گے"

"جو آپ پہنائیں گے"

مالک یہ سن کر آبدیدہ ہوگیا یہ سوچ کر کہ غلامی تو اس طرح کی ہوتی ہے خالی خولی دعویٰ تو ہر کوئی کرتا رہتا ہے۔

Marfat.com

مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میرا تمہارا ہر رشتہ ٹشو پیپر کی مانند ہے میرے دوست!
جو اتنا نرم ہوتا ہے کہ پسینے کا ہر اک قطرہ اپنی آخری تہہ تک جذب کرتا جاتا ہے جو اتنا
نرم ہو کر بھی کتنا طاقتور ہوتا ہے۔ سافٹ بٹ سٹرانگ۔

تمہارا دل ہیرے کی مانند ہے۔ خوبصورت بھی اور سخت بھی۔

حوصلے والا لڑکا اپنے ہر ملنے والے سے کہہ تو رہا ہے کہ مزاح کی راہ ہے لیکن
دل کے اندر اک پُرسوز سمندر ہے یادوں کا طوفان بپا ہے۔ آج اُس کا باپ
اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا ہے۔ وہ مہربان آغوش۔ سردیوں میں نرم لحاف کے
اندر دبک کر اپنے بابا سے سنی ہوئی کئی کہانیاں۔ وہ اُن کے پیار کا والہانہ انداز اس
لڑکے کو یاد تو آتا ہو گا لیکن حوصلے والا لڑکا ہر کسی سے یہی کہہ رہا ہے کہ مزاح کی
راہ ہے۔

ضمیر کی عدالت میں سب سے گھناؤنا جرم۔ تمہیں بھول جانا!!

گناہ میں وقتی لذت تو موجود ہوتی ہے مگر صاحبِ دل آدمی بعد میں بہت
عرصہ تک پشیمانی اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ نیکی میں وقتی طور پر کچھ تکلیف یا
دقت ضرور پیش آتی ہے مگر اس کا مزہ اور مسرت ایک عرصہ تک جسم و جان میں
محسوس ہوتی رہتی ہے۔

Marfat.com

ریل گاڑی چل رہی ہے۔ مختلف قسم کے مسافر اس میں سوار ہیں۔ ایک مسافر تھرڈ کلاس کے ڈبے میں فرش پر بیٹھا ہے اس کے پاس کوئی آرام دہ سیٹ بھی نہیں لیکن وہ پرسکون ہے کہ ٹکٹ چیکر جب آکر ٹکٹ کا تقاضا کرے گا تو مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ساتھ والے ایئر کنڈیشنڈ سلیپر میں ایک شخص آرام دہ صوفے پر دراز ہے مگر اس کے پاس ٹکٹ نہیں۔ نرم سیٹ پر لیٹے ہوئے خوشگوار ماحول میں بھی اس کے دل کو اطمینان نہیں اسے ہر وقت یہ ڈر ہے کہ ٹکٹ چیکر آکر اسے پکڑ لے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کسی نے عسرت کے حالات میں بھی اس دنیا میں رہتے ہوئے اچھے عمال کئے اور خدا کو راضی کیا تو اسے ہر لمحہ اطمینان قلب نصیب رہے گا لیکن عیش و عشرت کے سارے سامان ہونے کے باوجود اگر دل خدا کی یاد سے غافل ہے تو وہ ہر وقت بے چین رہے گا۔ آپ ان دونوں میں سے کون سا آدمی بننا پسند کرتے ہیں ؟

آپ کے پاس اپنی آٹوگراف بک تو ہوگی۔ آپ نے اس پر بڑے بڑے ناموں اور مشہور لوگوں کے دستخط بھی کروا رکھے ہوں گے تاکہ دیکھنے والوں کو پتہ چل سکے کہ آپ کی کمپنی میں بڑے معروف لوگ بھی شامل رہے ہیں۔ اب بھی دور و نزدیک کوئی اہم شخصیت آئی ہو تو اس کا آٹو لینے کی ضرور کوشش کرتے ہوں گے کبھی آپ نے غور کیا کہ بڑے بڑے لوگوں کے آٹو لینے سے کہیں بہتر یہ نہیں کہ آپ خود اتنے بڑے بن جائیں کہ لوگ آپ کا آٹو لینے میں یا آپ کے ساتھ چند لمحے گذارنے میں فخر محسوس کریں۔

Marfat.com

قطرہ قطرہ دریا

(مختصر سنجیدہ تحریریں)

مصنف

ڈاکٹر سلیمان عبداللہ

خزینہ علم و ادب

الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور ۷۳۱۴۱۶۹

Marfat.com

چھوٹی چھوٹی باتوں پر طیش میں آکر پستول تھام لینے والے ہاتھ ذرا سی دیر کو تحمل اور برداشت سے کام لیں تو دو جانیں ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ وہ گھرانے تباہی کے گڑھے میں گرتے گرتے سنبھل جائیں، بُردباری اگر طبیعتوں کا حصہ بن جاتے۔ ہمارے دِل میں دوسروں کی باتیں سہنے کا حوصلہ پیدا ہو جانے تو اکثر گھروں کی فضائیں مکدّر نہ ہوں بلکہ خوشگوار ہو جائیں۔ بہت سے فساد جھگڑے قتل اور طلاقیں انہی معمولی باتوں کی وجہ سے ہوتیں ہیں۔

مَوت تو ہر حال میں آکر رہے گی۔ گھر میں یا ہسپتال کے ٹھنڈے سفید بستر پر مرنے سے کہیں بہتر ہے کہ یہی موت کسی آفاقی مقصد کے لئے کسی عظیم کام کی انجام دہی میں خدا کی راہ میں آجائے۔

عقل اس جہان کی ضرورت ہے دل کو اس کے تابع رکھنا چاہیئے لیکن کبھی کبھار عقل کی بجائے دل کی بات مان لینے سے ایک ایسا معرکہ وجود میں آجاتا ہے کہ جس پر صدیوں نسلِ انسانی ناز کرتی رہتی ہے۔ طارق اگر دل کی بجائے صرف اور صرف عقل کی بات مانتا تو آبنائے جبرالٹر کا نام کبھی جبل الطارق نہ پڑتا۔ غازی علم الدین شہید کے ایک ہی جذباتی فیصلے نے انہیں ایک عام انسان کی حیثیت سے اٹھا کر وہ ارفع مقام بخشا کہ لوگ مدتوں ان کے مرقد پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کرتے رہیں گے ان کا ذکر آتے ہی دل و نگاہ سرنگوں ہوتے رہیں گے۔

Marfat.com

میرے دوست ایک زمانہ تھا کہ ہم روز ملا کرتے تھے صبح تم سے ملاقات ہوتی اور شام کو میں اس قدر اداس ہو جاتا تھا جیسے تم سے ملے صدیاں بیت گئی ہوں اب بھی ہم اسی شہر میں رہتے ہیں تم بھی اسی شہر کے ایک محلے میں موجود ہو جو یہاں سے زیادہ دور بھی نہیں لیکن اب کبھی کبھار تو کیا سالوں گذر جاتے ہیں اور چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ ہم دونوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی بھی نہیں۔ ہمیں کوئی خوف یا خطرہ بھی نہیں۔ میں اس انتظار میں ہوں کہ تم خود کسی دن میرے پاس آ جاؤ گے۔ اب اس انتظار کو بھی ایک عرصہ بیت چلا ہے ایک موہوم سی امید باقی رہ گئی ہے شاید کبھی نہ کبھی کسی روز کسی مصروف سے چوراہے میں یا کسی شاپنگ سنٹر میں تھوڑی دیر کے لئے میں تمہیں دیکھ سکوں۔ نہ جانے وہ دن کب آئے گا۔

نئی جہتوں کی تلاش میں یہ فکرِ پریشان نہ جانے کہاں کہاں گئی۔ نظاروں میں کوہساروں میں کہیں بھی تیری صورت نظر نہ آئی۔ جہاں کی سمتوں کا طواف کر کے۔ اپنی ہمتوں کا حساب کر کے۔ آرزو کے سفر سے لوٹا۔ تو مجھے ایسا لگا جیسے میری پرانی جہتیں بھی کھو چکی ہیں شاید میں ہنس کی چال چل رہا تھا۔

تیرا ملنا۔

میری امنگوں کی شب کی سحر۔

چلے آؤ۔

منتظر ہیں آنکھیں اور یہ کھلا در۔

Marfat.com

جب زیست کی راہیں دھندلا جائیں۔ سارے خوش کن منظر بھی گدلا جائیں اور کسی کی یاد خواب بن کر سراب بن کر عذاب بن کر ڈسنے لگے۔ جب سر میں سفیدی سے چھا جائے اور کمر خمیدہ ہو جائے۔ ہاتھ میں لاٹھی آجاتے تو نہ جانے کیوں یہ سوچ دل میں در آتی ہے کہ سالہا سال سے یہی میرا اپنا دل اک بیگار سمجھ کر ہر لمحہ دھڑک رہا ہے صرف میرے جسم کے دور دراز حصّوں تک خون پہنچانے کی خاطر صبح شام چلتا رہتا ہے۔ تو اگر میرے ساتھ ہوتا تو پھر ——— یہ دل یوں نہ دھڑکتا بلکہ یادوں کی بارات بنا کر سہرے میں سب پھول سجا کر سب نازک جذبات کو لاکر گلاب بن کر چناب بن کر اپنے اصل مقام پہ آکر منزل منزل دوڑ نکلتا۔

مجھ سے جب بھی ملنے آؤ۔ بے شک برسوں بعد ——— تمہارا اس طرف آنا ہو لیکن کبھی مجھ سے میری خوشی کی خاطر ملنے نہ آنا۔ جب بھی آؤ صرف اور صرف اپنی خوشی سے آجانا۔

غموں کی دھول سے میرے دل کا آسماں اٹ گیا ہے۔ اس کی زمین ایک عرصہ سے بارش کو ترستی ہے۔ آؤ اپنی باہوں کی برسات سے اسے نواز دو۔

اپنی سہیلیوں سے شرماتی تو ہو گی۔
میری باتیں کر کے
وہ کہ جو موسوم ہے مجھ سے۔

Marfat.com

زندگی گذارنے کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو من چاہی زندگی گذارنے کا ہے یعنی جب بھی جو جی چاہا کر لیا یہ نہ دیکھا کہ اس کام کے کرنے میں میرا خدا مجھ سے راضی ہوگا یا ناراض میرے رسولؐ مجھ سے خوش ہوں گے یا ناخوش۔ دوسرا طریقہ رب چاہی زندگی گذارنے کا ہے کہ جس طرح اس نے کہا ہے اُسی طرح اپنے شب و روز گذاروں گا۔ اپنی مرضی کو اس کی چاہت کے طابع کر دوں گا۔ آپ ان دونوں میں سے کونسی راہ پسند کرتے ہیں من چاہی یا رب چاہی۔

دینِ اسلام کی عزت کسی نے نہیں بڑھائی بلکہ سب کی شان و عزت اس دین کی وجہ سے ہوئی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے لے کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبی تک سب کے سب صرف اسی دین کی وجہ سے عزت پا گئے۔

میری سوچ کا ہر اک دھارا تیری سمت ہی جاتا ہے جیسے دریاؤں کا پانی ہمیشہ سمندروں کی کوکھ تک بہتا رہتا ہے۔

اُونچی اونچی بیگانگی کی دیواریں ہمارے درمیان ایستادہ ہیں جن کے اوپر نفرت کی کرچیاں اسی طرح پیوست ہیں جیسے بلند دیواروں کے سرے پر سیمنٹ میں ٹوٹے ہوئے شیشے لگائے جاتے ہیں۔ شاید کبھی ان دیواروں میں آشنائی کا کوئی دروازہ کھل سکے۔

Marfat.com

تیرے لمس کا بدن۔ چھوڑ گیا ـــــ صد حیف اور اوڑھنے کے بعد تیرا چہرہ اتنا حسین ہو گیا کہ جس کے لئے میرے بہترین الفاظ بھی ناکافی ہیں۔

میری انگلیاں تیرے بالوں میں پھول اٹکانے کے لئے بنی ہیں۔

چلتی گاڑی کی کھڑکی سے۔
تیری زلفیں۔
میرے چہرے پر لہرائیں۔
تیرا یہ احسان انوکھا۔
دونوں کی پلکیں جھک جائیں۔

تیرے خیال نے ایک پل کے لئے ہی سہی مجھے جہاں بھر کے غموں سے بے خبر تو کیا۔

گاؤں کی معصوم لڑکیاں بالیاں جب کبھی اشتیاق سے کہتی ہیں۔
ست لیھڑے دی چادر اُتے سلیٹی رنگ ماہیا۔
آ بہو سامنے کولوں دی رُس کے نہ لنگ ماہیا۔
تو بھول جاتے ہیں دِل دجان شہر کی مہذب فضائیں۔

Marfat.com

وہ اِک نازک معصوم سی لڑکی۔
بے چین تو ہو گی۔
میرا راستہ تکتے تکتے۔
آس پاس میرے کچھ بندھن۔
اتنے سخت کہ بازو میرے۔
ٹوٹ گئے ہیں تھکتے تھکتے۔

میں اِک دیندار لڑکا ہوں اسی لئے جب بھی آذان کی آواز سُنتا ہوں تو نغمے نشر کرنے والا اپنا ریڈیو فوراً بند کر دیتا ہوں۔

نگاہوں کو زاویئے نہیں ملتے۔
دِل کی دنیا میں۔
اب کبھی پھول نہیں کھلتے۔
مدت ہوئی حسرت کی بستی میں۔
نئے ارمان نہیں پلتے۔
سینکڑوں راہیں۔
اور منزلیں معدوم۔
ڈھونڈے سے بھی اس دِل میں۔
جذبات نہیں ملتے۔

Marfat.com

میری بات سنو۔ تم یوں رات گئے تک میرے لئے چلغوزے نہ چھیلا کرو۔ یہ تو تمہاری حنائی انگلیوں کی نرم پوروں کی کسرِ شان ہے۔

اپنے وارڈ کے کسی نہ کسی بستر پر روزانہ موت اور زندگی کو باہم دست و گریباں دیکھتا ہوں۔ زندگی اکثر یہ جنگ ہار جاتی ہے۔ ہارنے والے انسان کے لواحقین آہ و بکا کرتے لوٹ جاتے ہیں۔ مَیں اپنے علم، مشینوں اور دوائیوں کے انبار کے ساتھ یہ منظر دیکھتا رہ جاتا ہوں۔ میرے پاس اگر زندگی کے خزانے ہوتے تو ان میں سے کسی کو بھی یہ جنگ ہارنے نہ دیتا۔ لیکن یہ سرمایہ تو ایک زبردست طاقت کے پاس ہے جسے ساری کائنات کا نظام چلانا ہے۔

اسلام آباد کو جانے والی سڑک کی طرف چلتے ہوئے راستے میں بے شمار گڑھے نظر آئے تو خیال آیا کہ اس سے بھی کچھ زیادہ نشیب و فراز اقتدار کے راستے میں آتے ہیں۔

سڑک پار کرتے ہوئے تم نے میرے ہاتھ میں جو اپنا ہاتھ دیا ہے کاش یہ ہاتھ یونہی میرے ہاتھ میں دے دو۔ سدا زندگی کی شاہراہ پہ چلنے کے لئے۔

مَیں ڈرتا ہوں اُس وقت سے کہ جب ہر طرف سے مایوس ہو کر ہاتھ بڑھاؤں اور تمہارا مہربان دامن نہ ملے۔

Marfat.com

میں ڈرتا ہوں اُس دن سے جب گھر سے باہر گھر سے زیادہ سکون محسوس کرنے لگوں۔

لاکھوں کے مجمع کے سامنے دھواں دار تقریر کرنا آسان ہے خوشی اور فخر کا سامان ہے مگر اپنے آپ سے چند لمحے بات کرنا کتنا مشکل کام ہے۔

ساحل ہر دم سمندر کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے مگر ہمیشہ پیاسا رہتا ہے۔

گلی میں سپارے اور قرآن مجید بیچنے والے سے ایک دن میں نے قرآنِ پاک کا ایک نسخہ خریدا اور پوچھا کہ اس کی کیا قیمت ہوگی تو اُس سادہ لوح آدمی نے کہا کہ گو آپ صاحبِ حیثیت ہیں مگر اس چیز کی قیمت نہیں دے سکتے یہ تو انمول ہے اس کا مول میں کیا بتا سکتا ہوں۔

اپنے کسی بھی ملنے والے کے متعلق صرف پہلی ہی ملاقات میں کوئی آخری تاثر قائم نہ کریں۔

میاں بیوی اگر ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے درگزر کرتے رہیں تو ان کا بندھن بہت مضبوط ہو جاتا ہے لوگ کہنے لگتے ہیں کہ یہ مثالی جوڑا ہے یہ کورٹ ایبل کپل ہے۔

Marfat.com

الفت ماہ وسال کی قید میں نہیں آسکتی۔ یہ تو دل کی کھیتی ہے یہ ایسی فصل ہے کہ جس کی کٹائی کرو تو اور زیادہ بڑھتی ہے۔

اتنا جانتا ہوں کہ میں کچھ نہیں جانتا۔

علم دل کو روشنی تو دکھا سکتا ہے۔ سیدھا راستہ بھی بتا سکتا ہے۔ مگر اس پر چلا نہیں سکتا۔ یہ کام تو صرف اور صرف دل کا یقین ہی کر سکتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ آپ کے ایک ہی بے محل جملے سے آپ کے پُرخلوص دوست کا دل ٹوٹ چکا ہو۔

تیز ٹریفک کو روکنے یا آہستہ کرنے کے لئے سڑکوں پر سپیڈ بریکر تعمیر کیے جاتے ہیں لیکن بے راہ روی کو روکنے کے لئے اخلاقیات پر مشتمل سپیڈ بریکر کہیں نہیں بنائے جاتے۔ چوری چکاری، بسوں اور گاڑیوں میں ڈاکہ زنی کی رو کے آگے خوفِ خدا سے بنائے گئے دو چار سپیڈ بریکر کیوں نہیں نصب کیے جاتے اور غیر ذمہ داری کے راستے پر فرض شناسی کی لال بتی روشن کر دی جاتے۔ تو کیا ہی اچھا ہو۔

دین اور دنیا کے کاموں میں توازن رکھیں۔

Marfat.com

میں بازار سے جب بھی کوئی چیز خریدوں تو دوکاندار دو روپے کی چیز دس روپے میں دیتا ہے۔ یہ علم ہوتے ہوئے بھی مطلوبہ رقم ادا کر آتا ہوں کہ جب، یہ آدمی میرے ہتھے چڑھے تو دس کے بیس وصول کر دوں گا۔ اور اس سے اگلے روز کسی کو چالیس ادا کر آتا ہوں یہ زنجیر یونہی چلتی رہتی ہے کاش دوسرے دکاندار میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں کاش میں دوسروں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کروں۔

کسی جگہ شہد پڑا ہو تو مکھیاں اس کے گرد اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ کچھ تو کنارے پر لگ جاتی ہیں اور ضرورت کے مطابق شہد کھاتی جاتی ہیں بعض مکھیاں لالچ میں آکر شہد کے درمیان چلی جاتی ہیں جہاں سے ان کی رہائی ناممکن ہوتی ہے۔ ان کی موت یقینی ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم اگر دنیا کو بقدر ضرورت حاصل کریں تو بچے رہیں گے۔ اور اس میں ڈوب گئے تو دل و نگاہ کی موت یقینی ہے۔

مسجد قرطبہ کی فضا صدیوں سے بے آذان ہے حرم قرطبہ مدتوں سے ویران ہے کاش میں وہاں جاکر آذان دے سکوں مسجد کے سینکڑوں ستون سالہا سال سے میرے انتظار میں حسرت کی تصویر بنے کھڑے ہیں۔ کاش میں انہیں عیسائی پادریوں کے نفرت آلود ہاتھوں سے آزاد کرا سکوں۔

جب انسان اپنے نافرمانوں سے نفرت کرتا ہے تو خدا جس کی فطرت پہ یہ پیدا ہوا کیوں نہ نافرمانوں سے نفرت کرے گا۔

Marfat.com

آپس کی اپنائیت ختم ہونے اور مہمان نوازی میں کمی کی وجہ سے آج ہوٹل اور کیفے کھلے نظر آتے ہیں ہمارے بزرگوں کے زمانے میں کوئی چیز پکا کر بیچنا باعثِ شرم سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس دَور میں کسی کو کھانا کھلانا ایک خوشگوار ذمہ داری ہوتی تھی۔ آج کے دَور میں خود غرضی اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ انسان کو اپنی بنیادی ضرورتوں کے لئے بھی ہاتھ پھیلانے پڑ رہے ہیں۔ مشرق میں پھر بھی صورتِ حال اس قدر نہیں بگڑی لیکن یورپی ممالک میں تو نفسا نفسی کا عالم ہے۔ لاس اینجلس میں رہنے والے ایک امریکی دوست نے بڑی محبت سے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا پاکستان میں کسی گھر کے دروازے پر دستک دے کر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے بھوک لگی ہے کھانا کھلا دیں لیکن امریکہ میں ایسا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اِسلام کا ظہور مکہ مکرمہ میں نہیں ہوا بلکہ اسلام تو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک ہر دور میں موجود رہا ہے جس نے اپنے زمانے کے نبی کی پیروی کی وہ اُس دَور کا سچا مسلمان تھا۔

جھوٹ ہمارے ہاں مروّج ہے مگر اس کی سزا کا کوئی رواج نہیں آپ سوچیں گے کہ عجیب شخص ہے جو ہر مروّج چیز کی سزا کے متعلق سوچ رہا ہے کمزور کو دبانا۔ نااہلوں کو مسند پر بٹھانا۔ ناسمجھ کو ذمہ داری سونپنا۔ ہر کسی کی جیب پر نظر رکھنا۔ کم تولنا اور کم ماپنا اور کونسی ایسی اخلاقی گراوٹ ہے جس کا آج رواج نہیں ہے۔ کس کس رواج پر سزا دی جا سکے گی؟ واقعی میں عجیب آدمی ہوں!

Marfat.com

میرے خوبصورت الفاظ میرے ادب دوست حلقوں میں محبت سے سنے اور پڑھے جاتے ہیں مگر دل کے تار چھیڑنے والی نظموں کی میرے اپنے گھر میں کوئی قیمت نہیں۔

آج پھر گلی کی نالیاں صاف کرنے والے بھنگی کو میں نے بخشش نہیں دی۔ کل پھر وہی بھنگی میرے گھر کے عین سامنے گندگی کا ایک انبار اکٹھا کر دے گا کیونکہ ہمارے ہاں گلی میں جھاڑو دینے والے سے لے کر اعلیٰ آفیسر تک تنخواہ کی بجائے اوپر کی کمائی سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس لئے میں آج ہی اس خاکروب کو جگا ٹیکس ادا کروں گا کیونکہ میں تعفن میں نہیں رہ سکتا۔

ہسپتال میں مریض دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کا رویہ عموماً بڑا درشت ہوتا ہے جلد از جلد مریضوں کو فارغ کیا جاتا ہے۔ اکثر لوگوں کی بات پوری سنی بھی نہیں جاتی اور دوائیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ وہی ڈاکٹر صاحب جب اپنے کلینک میں بیٹھتے ہیں تو ہر کسی سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ہمدردی سے باتیں سنتے ہیں اور خود دوا تیار کر کے دوائی دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں ملازمت اور اپنے کاروبار میں یہی بنیادی فرق ہے۔

ہم اکثر اوقات یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی کی موت بڑی بے وقت ہوئی ہے حالانکہ یہی وقت اس کے رخصت ہونے کے لئے مقرر تھا۔ اس لئے ہر موت بر وقت ہی ہوتی ہے۔

Marfat.com

اگر کسی کے پاس ایک دوکان ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ دو دوکانیں اور میری ملکیت میں آجائیں۔ کسی کے بینک اکاؤنٹ میں دس ہزار روپے پڑے ہیں تو اُس کا جی چاہتا ہے کہ ان میں دس ہزار اور مل جائیں۔ اور ملتے ہی رہیں۔ اگر ایک مکان ہے تو خواہش ہوتی ہے کہ دو مکان اور مل جائیں۔ مگر کوئی ایک نماز پڑھتا ہے تو اسی پر قانع ہے کہ چلو ایک تو پڑھتا ہوں۔ بہت سے ایسے ہیں کہ جو ایک نماز بھی ادا نہیں کرتے اور اس سوچ پر وہ اس قدر مطمئن ہوتا ہے کہ جیسے اُس نے خدا اور رسول کے سارے حقوق ادا کر دیئے ہوں۔ وہ لالچ جو دنیا کے لئے ہماری طبیعتوں کا حصہ بن چکا ہے آخرت کے لئے دل میں کیوں پیدا نہیں ہوتا؟

ھدایت تو خدا کی عنایت سے آتی ہے۔ صہیبؓ روم سے آکر۔ بلالؓ حبشہ سے آکر اور سلمانؓ فارس سے آکر یہ دولت حاصل کر گئے لیکن اپنے گھر میں موجود چچا اس بے بہا سرمایہ سے محروم رہا۔ وہ دنیا کا بدقسمت ترین انسان تھا۔

کسان ــــ ایک بے عیب اور صاف ستھرا دانہ زمین کے حوالے کرتا ہے۔ تو زمین خدا کے اذن سے اسی کو کئی گنا بڑھا کر واپس کرتی ہے۔ اسی طرح اگر تم اپنی زندگی اللہ پاک کو دے دو گے اور اس کے دین کے لئے لگاؤ گے تو یہ زندگی کروڑوں گنا بڑھا کر تمہیں واپس کی جائے گی۔ یعنی آخرت کی نہ ختم ہونے والی جنت کی زندگی عطا ہوگی۔

Marfat.com

صدف سمندر کی خاموش تہوں میں پلتے ہیں طوفانی لہروں میں نہیں، علم کے خزانے خاموشی اور پُرسکون مطالعے سے حاصل ہوتے ہیں۔ جوشیلے مقرر اور آتشیں نوا خطیب کی دھواں دار تقریر میں علم کا فقدان ہوتا ہے۔

جان سے پیارے بھیا۔ دل کی بیماری میں آج تم جتنی بار کھانسے ہو میرے سینے میں اتنی بار اک ہوک سی اٹھی۔ تم نے جتنی دفعہ خون تھوکا ہے میں نے اتنی بار اپنی عمر عزیز کو بے معنی پایا۔ اگر تمہیں کچھ ہوگیا تو میں اپنی میڈیسن کی قیمتی اور موٹی کتابیں ردی کے بھاؤ بیچ دوں گا۔

میں کتنا خوش قسمت ہوں لوگ جس کے لیے اداس رہتے ہیں۔

رات کے پچھلے پہر چوکیدار کی گونجتی ہوئی وسل بار بار اس چیز کا اعلان کر رہی ہے کہ انسان انسان سے خائف ہے۔

میرا ضمیر میرے افعال کی بہترین کسوٹی ہے۔ کسی کو دھوکا دیتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ ضمیر کی یہ روشنی جبیں تاریک نہ ہو جائے۔ میرے ہاتھ سے کہیں یہ کسوٹی نہ چھن جائے۔

بعض اوقات کسی کی زبان سے نکلا ہوا صرف ایک فقرہ اُس کی پوری ذات کا تعارف بن جاتا ہے۔

Marfat.com

کروڑ پتی باپ سے بیٹے نے چند پیسے مانگے تو اس نے ایک زوردار تھپڑ بچے کے گال پر مارا۔ دیکھنے والے نے کہا کہ صاحب بچہ ہے آپ کے پاس روپے پیسے کی کمی نہیں اس کو چند پیسے دینے میں کوئی حرج نہ تھا۔ سمجھدار باپ نے جواب دیا کہ میری ساری دولت اسی بچے کے لئے ہے اور یہی اس کا وارث بھی ہے مگر ابھی سے یہ دولت اس کے ناسمجھ ہاتھوں میں دینا شروع کر دوں تو یہ تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہو جائے گی۔

الیکشن کے دنوں میں دیکھتے ہیں کہ معمولی لوگ بھی اعلیٰ مشروب پیتے ہیں کاروں میں سفر کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے کھاتے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ میں فلاں آدمی کا سپورٹر ہوں۔ فلاں چوہدری صاحب کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اور انہوں نے اسی لئے مجھے یہ سہولتیں فراہم کی ہیں۔ جو آدمی دونوں جہانوں کے خالق و مالک کی طرف لوگوں کو بلائے گا۔ اس کی کتنی عزت ہوگی! ذرا سوچئے تو کہ اس کو کیسے کیسے انعامات ملیں گے!!

قرآن پاک میں آیا ہے کہ خدا نے ہر چیز کا جوڑا بنایا۔ پہلے پہل اس بات کا تمسخر اڑایا گیا۔ مگر تحقیقات سے پتہ چلا تو آنکھوں سے نظر نہ آنے والے جانداروں پھولوں اور پودوں میں جوڑے موجود پائے گئے یعنی جہاں میں ہر چیز کا مقابل اور OPPOSITE پیدا کیا گیا ہے جس طرح دن رات اور اندھیرا اجالا وغیرہ۔ اسی طرح دنیا کا بھی تو کوئی مقابل ہوگا۔ اس کا بھی تو جوڑا ہوگا۔ دنیا کا مقابل آخرت ہے جو اپنی تمام حقیقتوں سمیت موجود ہے۔

Marfat.com

ماں) کے پیٹ کے اندر موجود بچے کو اگر کوئی یہ کہے کہ اس پیٹ کے باہر ایک بڑی وسیع دنیا ہے جس میں پہاڑ بھی ہیں اور دریا بھی بڑے بڑے شہر بھی ہیں اور صحرا بھی تو وہ کبھی یقین نہیں کرے گا اسی طرح آج ہم زمین اور آسمان کے پیٹ میں ہیں۔ مخبر صادق ہمیں یہ باور کرتے ہیں کہ اس سے آگے ایک بہت بڑی دنیا ہے جس میں جنت بھی ہے اور دوزخ بھی قبر بھی ہے اور حشر بھی تو ہمارے دل کو اس بات کا بالکل اُسی بچے کی طرح یقین نہیں آتا۔

اپنی جیپ اور موٹر سائیکل کا سائیلنسر اتار کر کانوں کے پردے تک پھاڑ دینے والا شور کرتے ہوئے جس گلی میں سے آج آپ گذرے ہیں۔ اُسی گلی کے ایک گھر میں جان بلب مریض پڑا اور دوسرے گھر میں خاموشی سے مطالعہ کرنے والے ایک طالب علم پر آپ نے جو عذاب ڈھایا ہے اُس کے متعلق کبھی غور ضرور کیجئے گا۔

آپ سمجھتے ہوں گے کہ بہرہ آدمی کچھ نہیں سنتا۔ ایسا بالکل نہیں۔ بستی کے اندر ہر بیہودہ شور کو سب سے زیادہ وہی تو سنتا ہے اور آپ کا یہ بھی خیال ہوگا کہ گونگا نہیں بولتا حالانکہ اپنی بے بسی پر اُس کا دل چیخ چیخ کر خاموش آواز میں صدائے احتجاج بلند کر رہا ہوتا ہے۔

اگر ہم میں سے ہر ایک قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیتا تو پاکستان کا نقشہ اور حالات اس سے یکسر مختلف ہوتے ہیں جیسے کہ آج ہیں۔

Marfat.com

آپ نے اگر برائی کا ارادہ کر ہی لیا ہے۔ تو خدا آپ کو کان سے پکڑ کر ہٹانے نہیں آئے گا اس نے تو آپ کو شعور عطا کر دیا ہے اچھے اور بُرے راستے کی پہچان بھی بتا دی ہے اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا ہے آپ کو اختیار دے کر آزمایا ہے خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس آزمائش میں پورا اُترے۔

گرمیوں کے دن تھے سترہ گھنٹے کا روزہ پیاس سے بُرا حال ہو جاتا تھا۔ والد نے مشورہ دیا کہ کل روزہ نہ رکھنا۔ اس وقت کچھ بچے گھر میں آتے ہوتے تھے۔ ایک دس سالہ بچی نے کہا کہ "انکل ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے" ایک اور بچے کے متعلق پتہ چلا کہ وہ بھی روزے سے ہے۔ ان بچوں کے بزرگوں نے اس کی تصدیق کی تو دل میں بڑی خفت محسوس ہوئی۔ خیال آیا کہ تنومند ہوں نوجوان ہوں قوی الجثہ بھی ہوں یہ ناتواں بچے روزہ رکھیں اور میں چھوڑ دوں یہ تو اپنے اپنے دل کی محبت کی بات ہے کہ کون اپنے رب کو راضی کرنا چاہتا ہے وہ آقا جو سارا سال کئی قسموں کے کھانے کھلاتا ہے کئی رنگوں اور ذائقوں والے فروٹ مہیا کرتا ہے رب پالنے والا اگر گنتی کے چند دنوں میں نہ کھانے کو کہے تو اسکی خوشی کی خاطر ایسا کر لینا کوئی بڑی بات تو نہیں۔

کہتے ہیں تعزیر کے تاحشر دو کوزے زبان۔
خوشیوں کے دو لمحات کے درمیان۔
جو ایک لمحہ غم کا ہوتا ہے۔
وہ انتظار دراصل ہر آن ہے۔

شکوک کو یقین میں بدلنے کی تمہاری ایک ہی کوشش نے مجھے اعتماد کی اونچی فصیلوں سے سوچ کے خاموش ٹیلوں سے دُکھ کی اندھی کھائی میں گرا دیا ہے۔

اپنے مسائل کو حل کرنے کی سنجیدہ کوشش جاری رکھیں لیکن ان کو اپنی جان کا روگ نہ بنائیں۔

حرکت بنیادی چیز ہے۔ جس مقصد کے لئے حرکت ہوگی وہ عام ہو جائے گا۔ باطل کے لئے دن رات حرکت ہو رہی ہے اس لئے ظُلمت عام ہوئی جاتی ہے۔ نیکی کیلئے بھی حرکت ہوگی تو اچھی اقدار عام ہو جائیں گی۔

دنیا کے ساتھ صرف ضرورت کی حد تک تعلق اچھا ہے۔ بس اتنا سا کہ جتنا کشتی کا پانی کے ساتھ۔ کشتی چلتی تو پانی کے اوپر ہی ہے اور پانی کے بغیر وہ کسی کام کی نہیں مگر یہی پانی کشتی کے اندر چلا جائے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔

انسان جہاں بھی جائے دو چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی۔ خدا اور اعضاء نہ تو اعضاء کو الگ کر کے کوئی گناہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی خدا کو کیونکہ خدا سمیع بھی ہے اور بصیر بھی۔

آج کے دور میں ذکرِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو بہت ہے مگر فکرِ رسولؐ نہیں۔

Marfat.com

اُن دنوں شہر کے بڑے سٹیڈیم میں پاکستان اور ویسٹ انڈیز کی کرکٹ ٹیموں کا میچ ہو رہا تھا۔ تماشائیوں کا شوق دیدنی تھا۔ ہم اُن دنوں دوسرے سٹوڈنٹ ساتھیوں کے ساتھ کالج کے ہوسٹل میں مقیم تھے ایک صبح آذان کی آواز کے ساتھ اُٹھے تو دیکھا کہ میرے سائیڈ روممیٹ اور کچھ دوسرے لڑکے واش بیسن پر منہ دھو رہے ہیں۔ اُن پر بے انتہا پیار آیا یہ سوچ کر کہ میں اُن کو اکثر نماز پڑھنے کی ترغیب دیتا رہتا تھا آج ان کے دل میں اپنے مالک کو سجدہ کرنے کا خیال آ ہی گیا ہوگا اسی لئے وضو کر رہے ہیں۔ یقیناً ابھی نماز پڑھنے چلے جائیں گے وہ فارغ ہو کر میرے پاس سے گزرے تو ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے "یار ابھی ابھی نکل چلیں" سٹیڈیم پہنچتے پہنچتے دیر ہوگئی تو اچھی جگہ سیٹ نہیں ملے گی۔

اکثر لوگوں نے اپنی ذات پر ایک خوشنما خول چڑھا یا ہوتا ہے اُن کی حقیقی شکل اس خول کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے باہر سجے ہوئے نقلی چہرے کے پیچھے ہی اصل چہرہ موجود ہوتا ہے اس تکلف کی ضرورت شاید اس لئے پڑتی ہے کہ ظاہر اور باطن ایک نہیں ہوتا آیئے کوئی ایسی ترکیب اپنائیں جو ہمیں چہروں پر خود چڑھانے اور شخصیات کے گرد دھوکہ دینے والے خول بنانے سے بے نیاز کردے۔

آج کے دور میں صرف خوراک کا ہی نہیں انسانوں کا بھی قحط ہے۔ آپ کو روزانہ جو سینکڑوں لوگ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں یہ سب آدمی ہیں شاید ہی ان میں کوئی انسان ہو یہ تو صرف بھاگتے دوڑتے سائے ہیں۔

Marfat.com

زندگی برف کی مانند ہے کہ اس کو استعمال کر کے مثمر بنا دو۔ ٹھنڈے کر لیں تو اچھا ہے ورنہ یہ تو تھوڑی دیر تک گھل جائے گی۔

انسانی جسم بھی باہر کی دنیا سے بہت حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ جیسے اس جہاں میں ندی نالے بہتے ہیں اسی طرح جسم کی شریانوں میں خون بہتا ہے۔ جیسے اس زمین پر میدان گڑھے اور پہاڑ ہیں اسی طرح جسم کے بعض حصے چپٹے اور بعض ابھرے ہوئے ہیں جیسے اس دنیا میں کہیں سبزہ ہے اور کہیں خشکی اسی طرح انسانی جسم کے بعض حصوں پر بال اُگتے ہیں اور بعض حصوں پر نہیں اُگتے۔ الغرض یہ جسم جہانِ صغیر ہے اور دنیا جہانِ کبیر ہے ہم اگر کوشش کر کے اس جہانِ صغیر یعنی پانچ چھ فٹ کے جسم پر اسلام اور نظامِ مصطفیٰ کو لاگو کر لیں تو جہانِ کبیر میں خود بخود اسلامی انقلاب برپا ہو جائے گا۔ دیواروں پر نعرے لکھنے سے کسی کے دل کی دنیا میں انقلاب نہیں آتا۔ اس کے لئے دِلوں پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

انسان کے اندر قابلیت کے بہت سے جوہر پوشیدہ ہیں جنہیں استعمال کر کے اس نے ایجادات کا ڈھیر لگا دیا ہے۔ چاند پر جا پہنچا ہے۔ لوہے پر ایسی محنت کی کہ اسے ہواؤں میں اڑا دیا۔ پانی پر تیرنے قابل بنا دیا۔ لوہا بہت قیمتی بن گیا۔ مگر انسان نے خود اپنی ذات پر کوئی محنت نہیں کی جس کی وجہ سے آج کا انسان بے قیمت ہو گیا۔ اس کی جان کی قیمت تھوڑی سی دس ساٹھ یا چند روپوں جتنی بھی نہیں رہی۔

Marfat.com

اپنے کلینک میں میں نے ایک ایمرجنسی باکس رکھا ہوا ہے جس میں ہر قسم کی ضروری میڈیسن ہر وقت موجود رہتی ہے تاکہ کسی بھی وقت اچانک کسی مریض کو دیکھنے جانا پڑے تو یہ بکس نامکمل نہ ہو۔ جب درد روکنے والا انجکشن ختم ہو تو اس کی جگہ اور انجکشن باکس میں رکھ دیتا ہوں۔ اسی طرح سوزش دور کرنے والا ٹیکہ دل کی حرکت باقاعدہ بنانیوالی دوائیاں بھی احتیاط سے رکھتا ہوں اور جب ان میں سے کوئی چیز ختم ہو تو فوراً اس کی جگہ نئی دوائی رکھ لیتا ہوں۔ مگر اپنے دِل میں سے نیکی کرنے کی محبت ختم ہونے لگے تو میں نے کبھی اُس کی تجدید نہیں کی۔ میرے ہاتھ بالکل خالی ہیں مَیں نے سنا تھا کہ کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے ازالہ کے لئے کوئی نیکی کر لینی چاہیے۔ میں نے ایک عرصہ ہوا کبھی ایسا بھی نہیں کیا اب تو خطرہ ہے کہ اگر تہی صفی کے اس دَور میں کسی روز اچانک اگلے سفر پہ جانا پڑ گیا تو کیا ہو گا؟

سردی جوبن پر ہوتی ہے تو لحاف میں دبکے ہوتے سامنے رکھا سوئی گیس کا ہیٹر جلا لیتے ہیں لیکن کبھی کبھی دل پھر بھی ٹھٹھر رہا ہوتا ہے کاش سوئی گیس کا ایک کنکشن دل کے دائیں بطن تک لگوالیں اور شاید ماہرین میں کوئی اہلِ دِل ایسا ہیٹر ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جاتے جو سرد مہر طبیعتوں کو بھی محبت کی گرمی سے آشنا کر سکے پھر اُن اُن دِلوں کوئی دوست بے مہر بننے کی کوشش کرے گا۔ تو ہم یہی جدید قسم کا ہیٹر اس کے ساتھ فِٹ کر کے اس کی طبیعت میں مہر و وفا کی ریل پیل پیدا کر لیں گے اور اس کے پاس رہ کر خلوص و محبت کی گرمی سے حظ اٹھایا کریں گے لیکن اُنہی دنوں سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو گئی تو؟؟

Marfat.com

تن پر ناکافی لباس کو جدیدیت یا ماڈرن ہو جانا نہ سمجھیں بلکہ یہ بات تو انسان کی ندامت کی غمازی کرتی ہے۔ غار کے زمانے کے انسان کا جس کے بدن پر لباس برائے نام ہوا کرتا تھا۔

ہم سے ایک غلطی اکثر اوقات ہو جاتی ہے کہ ہم مقصد کو بھول کر ذرائع کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ پھر ان ذرائع کا حصول ہی مقصدِ حیات ٹھہرتا ہے انہیں حاصل کرنے کی جدوجہد میں وہ مقصد جس کے لیے ان ذرائع کو اختیار کیا گیا تھا۔ طاقِ نسیاں ہو جاتا ہے۔

دنیا کی ساری چیزیں درجہ بدرجہ پیدا کی گئی ہیں۔ ہر ایک کا کوئی نہ کوئی مقصد مقرر ہے جمادات کا مقصد یہ ہے کہ نباتات کے کام آئیں اسی طرح نباتات کا مقصد ہے کہ حیوانات کی بہبودی میں کام آجائیں اور حیوانات کا مقصدِ زندگی یہ ہے کہ وہ انسان کی خوشنودی اور ترقی کے لیے قربان ہو جائیں۔ بالکل اسی طرح انسان کی زندگی کا مقصد خدا کی ذات پر خود کو قربان کر دینا ہے اور اس کی خوشنودی کا حصول ہی اصلِ حیات ہے۔

بال پوائنٹ آج کل ہر جگہ لکھنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ بس اشارہ کرنے کی دیر ہے۔ صفحوں کے صفحے کالے کرتا جاتا ہے۔ بال پوائنٹ عمرِ عزیز کی طرح ہر دم رواں دواں رہتا ہے اور اسی کی مانند ناپائیدار بھی ہے کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کس وقت اندر سے روشنائی ختم ہو جائے اور یہ لکھنے سے انکار کر دے جیسے اسپِ عمر سرپٹ دوڑتے ہوئے اچانک ہمیشہ کے لیے تھم جاتا ہے۔

Marfat.com

ایک ایرانی شہزادہ قید ہو کر مدینہ منورہ آیا تو حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا تم لوگوں کے پاس کئی لاکھ تربیت یافتہ فوج بھی تھی اور سامان حرب و ضرب بھی لیکن تم لوگ ہم سے شکست کیوں کھا گئے تو اس نے جواب دیا کہ تم مسلمان بڑے چالاک نکلے اگر مقابلہ صرف تمہارا اور ہمارا ہوتا تو پھر تم کبھی جیت نہیں سکتے تھے۔ لیکن تم ہمارے مقابلے پر اپنے خدا کو لے آئے ہو اب اس سے مقابلہ کون کرے! آج اگر ہم بھی مغربی اقوام اور ہنود و یہود کے مقابلے پر اپنے اللہ کو لے آئیں تو بے شک ہم تھوڑے ہی ہوں ہمارے پاس اسلحہ کی کمی ہو، ہائیڈروجن اور ایٹم بم نہ بھی ہو لیکن فتح ہماری ہوگی۔

بعض لوگ کسی ایسے موضوع پر گھنٹوں بے تکان بول سکتے ہیں جس کے متعلق وہ سرے سے کچھ بھی نہیں جانتے۔

کسی کو اتنے پیسے ادھار دیں جتنے آپ ہمیشہ کے لئے بھلا سکتے ہیں۔

میں نے کچھ ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہیں اپنی خوشی کی بجائے دوسروں کی خوشی زیادہ عزیز ہوتی ہے وہ اپنے حقوق کا کبھی مطالبہ نہیں کرتے بلکہ دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں لگے رہتے ہیں انہیں اپنے آرام کی بجائے دوسروں کی آسائش کا فکر رہتا ہے اسی لئے وہ ہر کسی پر اپنے متعلق بہت اچھا تاثر قائم کر لیتے ہیں آپ اپنا ذاتی مسئلہ ان کے سامنے ڈسکس کریں تو وہ آپ کی بات اتنی دلچسپی سے سنیں گے جیسے یہ مسئلہ ان کا اپنا مسئلہ ہو یہی لوگ شہر دنیا کی آبرو ہیں میں بھی کوشش کروں کہ ان لوگوں میں شامل ہو سکوں۔ ——

Marfat.com

یہ سہانی سہانی گھٹائیں ۔
آہستہ آہستہ چھائیں ۔
تیرے میرے پیار کی بدلیاں
اک دوسرے سے دُور ۔
اور درمیاں جدائیوں کا سورج ۔
قہر آلود ۔
جس سے تیرے میرے سینے گرد آلود ۔
راتوں میں چاشنی مفقود ۔
دنوں میں رت جگوں کا اثر موجود ۔
کاش کہ تیرے میرے پیار کی بدلیاں ۔
مل جائیں ۔
سورج کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ۔
تو ٹپ ٹپ گریں ۔
بوندیں الفت کی ۔
اور ہو جائے ہر سبز ۔
تیرے میرے دل کی بنجر زمیں ۔

عرصہ گذرا جب پیار کی بارش میں تمہارے گھر گیا تھا پھر کبھی بھی وہاں سے واپس نہ آسکا کیونکہ میں اپنا دل ہر جذبہ اور ہر احساس وہاں بھول آیا تھا ۔

Marfat.com

میرے ایک دوست امریکہ کی ایک ریاست میں مقیم ہیں۔ اُن کے ایک امریکی دوست کی والدہ کا ایکسیڈنٹ ہوگیا تو وہ اپنے دوست کی والدہ کا پتہ لینے اور تیمارداری کی غرض سے ہسپتال گئے۔ مادام بستر پر حسرت و یاس کی تصویر بنی لیٹی ہوئی تھیں۔ سرہانے پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کا بیٹا کہاں ہے تو پتہ چلا کہ وہ صبح اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ہسپتال آیا تھا اور یہ چند پھول ماں کے سرہانے رکھ کر اپنی دوست کے ساتھ کچھ دِنوں کے لیے لمبی سیر پر نکل گیا ہے۔ ماں نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کہ کاش ہماری اولاد بھی برصغیر میں بسنے والے لوگوں کی طرح ہماری خدمت کرتی۔

شیشے کے مکانوں میں رہنے والے اکثر لوگ ظاہری طور پر بہت مالدار اور سیٹھ نظر آتے ہیں مگر ان میں سے کوئی اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کا ملازم ہوتا ہے تو کوئی اپنی حد سے بڑھی ہوئی انا کا۔ ان میں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کے دِل میں حسرتوں کے انبار لگے ہوتے ہیں۔

حالات کتنے ہی مایوس کُن کیوں نہ ہو جائیں اپنے خدا پر اعتماد رکھیں کیونکہ خدا کبھی بھی آپ کا بُرا نہیں چاہ سکتا۔ یقین کریں کہ اس ذات کی پوری عنایات کے باوجود آپ پر کوئی ناگہانی آفت ٹوٹی ہے اور اس میں آپ کی کوئی نہ کوئی بہتری مضمر ہے۔

جو آدمی بہت زیادہ ہنستا ہے وہ اندر سے اُتنا ہی پریشان ہوتا ہے۔

Marfat.com

وہ بھی کتنے سہانے دن تھے میرے مالک کہ میں نے تمہاری خاطر سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ میں نے صرف تیری خوشی کی خاطر ساری دنیا تج دی تھی۔ میں نے اپنا لباس شکل اور عادات تک بدل لیں تھیں میں کوشش کرتا تھا کہ ہر وہ عادت اپنا لوں جس سے تو خوش ہو اور ہر وہ خصلت چھوٹ جائے جس سے تو ناراض ہوتا ہو۔ میں نے اپنی دلچسپیاں تک تبدیل کر دی تھیں میرے جذبات یہ ہوتے تھے کہ ساری دنیا ٹوٹتی ہے تو ٹوٹ جائے مگر تیرا حکم نہ ٹوٹے اور ساری دنیا چھوٹتی ہے تو چھوٹ جائے لیکن پیارے نبی کی کوئی بھی سنت نہ چھوٹے لوگ میرا استہزا اڑاتے تھے۔ سب مجھے مذاق کرتے تھے۔ طرح طرح کے ناموں سے بلاتے تھے لیکن میں دل کو سمجھا تا تھا کہ تو نے جس سے پیار کیا ہے اسی کی خاطر ہر بات کو سن کر مسکرا دے۔ تمہاری خاطر لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں سہہ کر مجھے مزہ آتا تھا رسوائیاں حاصل کر کے کہ ایسا لگتا تھا جیسے میں نے اپنے سینے پر اپنے مالک کی محبت کے تمغے سجا لئے ہیں یہ سب کچھ صرف تیری عنایت اور نوازش کی وجہ سے تھا۔ مجھ میں تو ایسی کوئی سلاحیت نہیں تھی ——— جو کچھ مجھے حاصل ہوا وہ میری ہمت سے زیادہ تھا۔ میرا اتنا ظرف ہی نہیں تھا کہ میں اسے سنبھال سکتا۔ یہ ایک بہت ہی بڑی دولت تھی جس کے سامنے دنیا کے سارے زر و جواہرات۔ زمرد و یاقوت اور ہلو موتیوں کے سارے خزانے ہیچ تھے۔ میں خود کو بہت ہی خوش قسمت تصور کرتا تھا میں خوشی سے دل ہی دل میں خود کو کہا کرتا تھا کہ ان لوگوں کو کیا خبر کہ تیرے پاس کتنی قیمتی چیز ہے! پھر نہ جانے کیا ہوا ——— ؟ مجھ سے کونسی ایسی غلطی سرزد ہوئی کہ آہستہ آہستہ وہ ساری کیفیات رخصت ہو گئیں میں نے جو لباس چھوڑے تھے وہی پہننے شروع کر دیئے جن لغو باتوں سے بچتا تھا انہی میں محو ہو گیا جن محفلوں میں نہیں

Marfat.com

جاتا تھا وہیں جانا شروع کر دیا جن گندے دوستوں سے کتراتا تھا اُنہی سے راہ رسم بڑھتی گئی پھر میرے پاؤں اکھڑ گئے۔ میرا دل جو کہ تیری یاد سے آباد تھا۔ اس میں گندگی بھرنا شروع ہو گئی اور تیرا طہر خیال اس میں سے سرکنا شروع ہو گیا۔ تعفّن سے بھرپور جگہ پر بھی کبھی عطریات اور خوشبو کا ٹھکانہ ہوا ہے! میرے خدا مجھے آج بھی وہ دن یاد آتے ہیں۔ تو میرا تا سرور یاد کر کے آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ مجھے یہ سوچ کر بڑی شرمندگی ہوتی ہے کہ تو تو خود سب کچھ دیکھتا ہے مگر جب فرشتے میرے سیاہ اعمال کے بدبودار گٹھڑ تیرے سامنے لے جاتے ہوں گے تو میرے متعلق تُو کیا سوچتا ہو گا؟ میرے مالک! میں نے سب کچھ گنوا دیا لیکن اب بھی ایک چیز باقی ہے تجھیں پانے کی تمنّا۔! میں نے اس آس میں اپنی شکل نہیں بدلی گو عادتیں اب وہ نہیں رہیں مگر میری صورت ہو بہو وہی ہے جو تجھ سے دوستی کے دنوں میں ہوا کرتی تھی لوگوں کو اب بھی خدشہ ہے کہ میں وہی ہوں۔ مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ اب بھی مجھے پاکباز سمجھتے ہیں۔ میں نے صرف اس موہوم سی امید پر اپنی شکل و صورت وہی رکھی ہے کہ شاید تیری رحمت سے کسی روز پھر اسی طرح نواز دیا جاؤں اور لوگوں کو پتہ ہی نہ چلے کہ میں ایک بار لٹ چکا تھا اور اب پھر آباد ہو گیا ہوں۔ نہ جانے وہ کونسا گناہ تھا جس کی وجہ سے تو نے مجھے اپنے دروازے سے دھتکار دیا۔ میرے خدا ـــــ میں چاہتا ہوں کہ تو میرا وہ گناہ معاف فرما دے کہ جس کی پاداش میں میرا یہ سرمایہ مجھ سے چھن گیا۔ میں قلاّش اور مفلس ہو گیا ہوں دنیا کی ساری دولتیں میرے پاس ہیں مگر میرا دل غریب ہو چکا ہے اسے اپنی یاد کی دولت سے پھر مالا مال کر دے!!

Marfat.com

تم میرے پاس رہتے تھے تو مجھے ایسا لگتا تھا کہ میرے دل میں تمہارے لئے خصوصی جذبہ نہیں آج بہت دنوں سے میں تم سے دور ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں دل کی گہرائیوں سے تمہیں چاہتا ہوں تمہارے بغیر میں خود کو نامکمل محسوس کرتا ہوں۔ ــــــ مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ میں تمہیں اس قدر چاہتا ہوں۔

خدا نہ کرے کبھی آپ کا سکوٹر سامنے سے آتی ہوئی بس کی زد میں آجائے اور خدا کبھی نہ کرے کہ آپ کی کار کسی ٹرک سے جا ٹکرائے۔ کوئی بڑا حادثہ نہ ہو جائے آج کل آئے دن سڑکوں پر بڑے دلدوز حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ زمین پر انسانی خون بہتا ہے تو بڑا خوفناک منظر پیدا ہوتا ہے۔ بعض اعضاء تو عمر بھر کے لئے بے کار ہو جاتے ہیں مگر ان سب حادثات سے بھی زیادہ خوفناک حادثہ اس وقت رونما ہوگا۔ ــــــ جب کسی وجہ سے آپ کے دوست، یا بھائی کا کسی بزرگ، یا پیار کرنے والی دوسری ہستی کا آپ پر سے اعتماد اٹھ گیا۔

جو اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے، درحقیقت وہ کچھ بھی نہیں اور جو خود کو کچھ بھی نہیں سمجھتا دراصل وہ بہت کچھ ہے ــــــ وہ تو ایک انتہائی عظیم انسان ہے۔

ایک وقت تھا کہ میں اپنوں کے لیے دل میں محبتوں کا دریا موجزن پاتا تھا مجھے اب بھی اپنے گھر والوں سے محبت ہے مگر محبتیں جب فرائض کا روپ دھار لیں تو ان میں سے چاشنی نکل جاتی ہے ــــــ ان کا نشہ اور خمار رخصت ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ایک زمانہ تھا کہ ہر بستی میں کوئی نہ کوئی اللہ والا موجود ہوتا تھا۔ پرخلوص اور غرض سے عاری انسان ...... دھوکہ دہی اور فریب سے بے نیاز ایک قیمتی شخصیت! اب ایسے لوگ ایک ایک کر کے اس غرض بھری اور پُرفریب دنیا سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ یہ ماحول اب ایسے لوگوں کے رہنے کے لیے سازگار نہیں رہے یہ شہر اس قابل ہی نہیں رہے کہ عظیم لوگ یہاں زندگی گذار سکیں۔ ان کی گلیوں میں جھوٹ اور مکاری رچ بس گئی ہے یہ صفات اب تو اس قدر عام اور گہری ہوتی جا رہی ہیں۔ کہ زمین کا بھی حصہ بنتی جا رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اب دنیا سے پاکیزگی اور خلوص اٹھتا چلا جا رہا ہے۔

آج آپ فارغ ہیں، اس لیے سوچا کہ اپنے کسی عزیز دوست کو ہی مل آئیں ــــ لیکن تھوڑی سی دیر کے لیے یہ بھی سوچ لیں کہ کہیں اس وقت وہ آرام تو نہیں کر رہے ہوں گے یا کسی اور کام میں مصروف تو نہیں ہوں گے ہو سکتا ہے کہ آپ کے عدیم الفرصت دوست نے اپنی بے پناہ مشغولیات میں سے یہی وقت بڑی مشکل سے اپنے بیوی بچوں کو دینے کے لیے فارغ کیا ہو۔ آپ اُن سے ملنے ضرور جائیں لیکن ان کا رویہ اور مزاج ضرور پیشِ نظر رکھیں ــــ اب آپ کو وہاں بیٹھے دو گھنٹے گذر چکے ہیں وہ شرم و حیاء اور اخلاقی اقدار کے بندھن میں جکڑے آپ کو کچھ نہیں کہہ رہے لیکن بے چینی سے پہلو بدل رہے ہیں آپ کی باتوں کو توجہ سے نہیں سن رہے اور بار بار گھڑی کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں وہ دبے دبے لفظوں میں آپ سے ابھی اپنی مصروفیات کا تذکرہ بھی کر چکے ہیں اس لیے اب آپ کو اُن سے اجازت لینی چاہیے۔

Marfat.com

آپ بہت بڑے آفیسر ہیں. ڈاکٹر ہیں یا انجینئر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہیں یا ضلعی انتظامیہ کے سربراہ. آپ نے مقابلے کا امتحان حال ہی میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے اعلیٰ نمبروں کے ساتھ امتیازی حیثیت میں پاس کر لیا ہے تو یقین جانیے کہ ایسا صرف اور صرف آپ کی محنت اور ذہانت کی وجہ سے ——— بالکل نہیں ہوا. آپ ذرا سوچیں تو آپ کو اپنے بہت سے ایسے دوستوں کے نام یاد آ جائیں گے جو آپ سے زیادہ محنت کر کے پڑھتے تھے جو آپ سے زیادہ قربانی کرتے تھے اور ذہنی لحاظ سے بھی آپ سے بہت آگے تھے مگر وہ اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکے جہاں تک آپ کی رسائی ہو چکی ہے ایسا تو صرف اور صرف خدا کے خاص احسان کی وجہ ہی سے ہوا ہے ——— دینے والے نے آپ پر خصوصی ترس کیا ——— تب جا کر آپ کو یہ منصبِ جلیلہ عطا ہوا ورنہ صرف محنت اور مشقت اس سطح تک پہنچنے کے لیے درکار ہوتی تو آپ کے دوسرے ساتھی آپ سے پہلے یہاں پہنچ جاتے۔

جب اس دل سے نازک جذبات رخصت ہو جائیں جب طبیعت میں دلچسپیوں کی بجائے مسلسل اکتاہٹیں در آئیں. جب قلم جو کچھ محسوس کرے. وہ لکھ نہ سکے جب اس دل میں خلوص کی جگہ خود غرضی آ جائے ——— اور جس دن اس دل سے سوز و درد اور ان آنکھوں سے شرم و حیا رخصت ہو گی تو ایک عظیم سانحہ برپا ہو گا ——— انسان کی موت کا سوہانِ روح واقعہ!

خوش اخلاقی سے ملنے اور مسکرا کر بات کرنے پر کچھ خرچ نہیں آتا۔

Marfat.com

کل ہم اپنے بھائی کو ایرپورٹ پر ریسیو کرنے گئے جو سعودی عرب سے رات کی فلائٹ پر آ رہے تھے۔ جہاز کی آمد کا وقت نو بجے تھا۔ خدا خدا کر کے شیشوں کے اُس پار ہمیں اُن کی صورت دکھائی دی۔ پھر اُن کے سامان کی چیکنگ شروع ہوئی۔ کمبل کھول کر دیکھا گیا۔ اٹیچی کیس پھاڑا گیا حتیٰ کہ بچوں کے کھلونے تک نہ بچ سکے۔ ڈیڑھ گھنٹہ اسی کام میں صرف ہو گیا۔

ہم نے سوچا —— کاش جتنی شد و مد سے ہیروئن اور دوسری منشیات کا سراغ لگایا جاتا ہے اُسی طرح کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے جس سے لادین نظریات اور وطن دشمن سوچوں کے ملک میں آنے پر بھی پابندی لگائی جا سکے۔ شاید اِس طرح سے وطنِ عزیز کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہو سکے۔ کاش کسٹم آفیسرز کو ایسے آلات مہیا کیے جائیں جو گندے ذہنوں کو ائیرپورٹ پر ہی روکنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔

محنت کرنے سے جو مسرت ملتی ہے۔ کاہل اور بے کار آدمی اس کے مزے سے کبھی آشنا نہیں ہو سکتا۔

آپ کے کتنے بچے ہیں؟ تین! بہت اچھا ہے بس ان کی تربیت کر کے ان کو ایسا عمدہ انسان بنا دیں کہ آپ کی طرف سے دنیا کی آبادی میں ایک اچھا اور قابلِ قدر اضافہ ہو آپ اگر دنیا میں رہنے والے لوگوں میں بے کار انسانوں کا اضافہ کر رہے ہیں تو یہ بات کس طرح سے بھی قابلِ تحسین نہیں۔

Marfat.com

فرض کریں ہمیں کسی طریقے سے یقین ہو جائے ـــــــ کہ کل ہماری زندگی کا آخری دن ہوگا تو آج کا دن ہم کیسے گذاریں گے ؟

ذرا سوچیئے ! سب سے پہلا خیال تو یہ آئے گا کہ بہت سے لوگوں پر ظلم کر کے اور کئی قسموں کے جھوٹ بول کر جو جائیداد بنائی تھی وہ اب بالکل بیکار ہے کل اس دنیا کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے جانا ہے ۔ یہ سب چیزیں ساتھ نہیں لے جائی جا سکتیں ـــــــ یہ خیال بھی ضرور آئے گا کہ خدا کو سجدہ ہی کر لوں ۔ کچھ تلاوت ہی کر لوں ۔ اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگ لوں ۔ دل کو پتہ ہے کہ بہت سے رشتہ داروں سے زیادتی بھی کی تھی ان سے درگذر کرنے کی درخواست کرنے کو بھی جی چاہے گا ـــــــ یہ سوچ بھی ذہن میں آئے گی کہ کاش تھوڑی سی مہلت مل جائے تو اپنی عاقبت سنوارنے کے لیے کچھ کر لوں ـــــــ بہت لمبا اور بڑا ہی انوکھا سفر ہے کچھ زادِ راہ ہی لے لوں ـــــــ خدا کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہمیں صحت سے نوازا ہے اور زندگی رواں دواں حالت میں عطا کی ہوئی ہے ۔ آیئے ہم اپنے ہر دن کو اسی طرح گزاریں جیسے یہ عمرِ عزیز کا قطعی طور پر آخری دن ہے ۔

کسی نے آپ کی بے عزتی کی ہے ۔ آپ کو ذہنی اذیت پہنچائی ۔ مہذب طریقے سے آپ کو بلایا بھی نہیں تو یہ اس کا ظرف ہے ! آپ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئیں کوئی ایسی بات کریں جس سے اسے ذہنی فرحت پہنچے اسے عزت اور محبت سے بلائیں ـــــــ کہ یہ آپ کا ظرف ہے !

Marfat.com

آپ بزنس مین ہیں تو ہر وقت کاروبار کو پیشِ نظر نہ رکھیں ہر معاملے کو نفع اور نقصان کی بنیاد پر نہ پرکھیں۔ بعض معاملات میں اپنوں کی خوشی کے لیے اور بعض میں خدا کی خوشنودی کے لیے بظاہر نقصان والی سرمایہ کاری بھی کرنا پڑے تو ایسا ضرور کر ڈالیں اس سے آپ کو ایک اندرونی خوشی حاصل ہوگی اور یہ منافع تو بہت ہی عمدہ قسم کا ہے یہ تو بہت بڑی دولت ہے۔ حضرت عثمانؓ بھی ایک تاجر تھے۔ ان کا بھی بزنس تھا لیکن انہوں نے ہمیشہ بہت بڑے منافع والی سرمایہ کاری کی۔ قحط کے زمانے میں انہیں غلّے کے ڈھیروں کا بہت زیادہ منافع مِل رہا تھا مگر انہوں نے اس سے بھی کہیں زیادہ نفع پر یہ سارا غلہ اپنے مالک۔ کے نام پر مستحقین میں تقسیم کر دیا ——— آپ معلم ہیں تو ہر وقت خود کو استاد اور صرف پڑھانے سکھانے والا ہی نہ سمجھیں بلکہ خود کو کبھی کبھار طالب علم کی جگہ پر بٹھا کر بھی کچھ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ کے اندر کے انسان کی آبیاری ہوگی روح کو اور بالیدگی نصیب ہوگی آپ کے علم و فن میں اور اضافہ ہوگا اور یہ سب آپ کے منصب کو اور بلند کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔ آپ معمارِ قوم نہیں مسمارِ قوم نہ بنیں۔ آپ دوکاندار ہیں تو ہر گاہک کی کھال اتارنے پر ہر دم کمر بستہ نہ رہیں غریب اور بے آسرا پڑوسی خریداری کرنے آئیں تو بہت ہی جائز اور مناسب منافع پر چیزیں فروخت کریں ——— ہر کسی کو جھکتا ہوا تول کر دیں ظاہری طور پر اس میں نقصان نظر آئے گا لیکن اسی صورتِ حال میں سے طاقتوں اور قدرتوں والی ذات آپ کے لیے بے شمار منافع کی صورتیں پیدا کر سکتی ہے۔

Marfat.com

دِل ہی دِل میں آج مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو کچھ بھی محسوس کروں تمہیں ٹھنڈے دل سے بتا دیا کروں ــــــــ کیونکہ سالہا سال تک دِلوں میں یہی خاموش نفرتیں پلتی رہیں تو ایک دِن آتش فشاں کی صورت پھوٹ بہیں گی ــــ جس کی زد میں تعلقات اور پرانی محبتیں، اعتماد اور گذری ہوئی الفتیں مسکراہٹیں اور گذشتہ عقیدتیں خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گی ــــ خدا کرے کہ ایسا دن کبھی نہ آئے۔

دِل مطمئن ہو۔ گھریلو مسائل اور پریشانیاں راستے کی رکاوٹ نہ بن رہی ہوں تو زندگی کے دن اس تیزی سے گذرتے ہیں کہ وقت پَر لگا کر اڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک ایک لمحہ پہاڑ کی مانند لگتا ہے۔ زندگی گذارنا بھی ایک بہت بُرا کام نظر آتا ہے کچھ دِن گذر جائیں تو یہ سوچ کر دل کو تسلی ہوتی ہے کہ چلو اس رائیگاں زندگی کا کچھ حصّہ تو تمام ہوا باقی بھی کسی نہ کسی طرح کٹ جائے گا۔

زنا آج کل اس لیے عام ہوگیا ہے کہ ہم نے شادی کو بہت ہی مشکل بنا دیا۔ اپنے کسی بھی لڑکے یا لڑکی کی درمیانے درجے کی بھی شادی کرنا ہو تو دو تین لاکھ روپیہ پاس ہونا ضروری ہے ــــــــ متوسط طبقے کے ہر آدمی کے لیے ایسا کرنا ناممکن ہے ہاں اس کا ایک حل ہو سکتا ہے ؟ مگر اس کے لیے بڑی جرأت کی ضرورت ہے لوگوں کی باتوں کی بالکل پرواہ نہ کی جائے دُور پار کے عزیزوں اور سب دوستوں سمیت آٹھ سو بندہ شادی پر مدعو نہ کیا جائے بلکہ صرف چند قریبی عزیزوں کو بُلا کر رسم پوری کر دی جائے۔

Marfat.com

میرے ایک دوست سرجن ہیں جن کا کلینک میری رہائش گاہ کے نزدیک ہی ہے جب میری طبیعت بوجھل ہو تو تھوڑی سا دیر کے لیے ان کے پاس چلا جاتا ہوں انکی نرم گفتاری اور اپنائیت کی وجہ سے کچھ دیر بعد ہی موڈ خوشگوار ہو جاتا ہے دو تین دن کی بات ہے میں شام کے وقت ان کے پاس ہی بیٹھا تھا جب دو لڑکے ایک آدمی کو لے کر آئے اس کا چہرہ پژمردہ اور گال پچکے ہوئے تھے اس کے دائیں انگوٹھے سے خون رس رہا تھا انہوں نے بتایا کہ یہ آدمی بازار میں غباروں پر نشانے لگوانے کا چھوٹا سا کاروبار کرتا ہے گولی ڈالتے ہوئے اتفاقاً بندوق چل گئی اور گولی اس کے ہاتھ میں جا لگی۔ اُس وقت وہ بہت اذیت میں تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے فوراً اپنے ڈسپنسر کو سامان تیار کرنے کے لیے کہا اور اس کا اپریشن شروع کر دیا کافی تگ و دو کے بعد گولی نکال لی گئی۔

اس کے انگوٹھے کا ایک حصہ کالا ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا تو اس نے بتایا۔ ”میں انتہائی غریب آدمی ہوں اور تین سال سے ہیروئن کا نشہ کر رہا ہوں جس سے میرا گھر اور صحت دونوں ہی تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ میں آج ہی راولپنڈی سے اس شہر میں آیا ہوں۔ ایک بچہ اور بیوی بھی ساتھ ہے یہاں آنے کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ نہ یہاں نشہ کرنے والے دوست ملیں گے اور نہ اس اجنبی شہر میں آسانی سے ہیروئن ملے گی میں نے اب اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی قسم کھائی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس دوران اُس کی کٹی ہوئی جلد کو ٹانکے لگائے اور مرہم پٹی بھی کر دی۔

”ڈاکٹر صاحب کتنے پیسے دوں جی“

”جتنے تم آسانی سے دے سکو“ انہوں نے شفقت بھرے انداز میں کہا ”میں نے آج

Marfat.com

صرف چند روپے ہی کماتے تھے کہ یہ حادثہ ہو گیا آپ یقین کریں کہ ابھی تک اپنے بچے کا دودھ بھی نہیں خرید سکا ہم آج سارا دن اُسے پانی میں چینی ملا کر پلاتے رہے ہیں" ڈاکٹر صاحب نے اُسے بہت دلاسا دیا اور کہا "تو پھر میری ایک ہی فیس ہے"

"کیا؟" اُس نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"بس جب بھی کبھی تمہیں یاد آؤں تو اپنے خدا سے میرے لیے دعائے خیر کیا کرنا"

ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب ہم نشتر میڈیکل کالج ملتان میں پڑھتے تھے ہماری کلاس میں بہت سے غیر ملکی طلباء بھی تھے ہم نے ایک فارنر کے سامنے "برکت" کا لفظ بولا تو انہوں نے بہت بحث کی۔ کہنے لگے کہ یہ میرے سامنے پلیٹ میں تین آم پڑے ہیں آپ کہتے ہیں کہ خدا کرے ان میں برکت ہو تو یہ تین سے چار یا آٹھ آم کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان میں اضافہ ناممکن ہے ـــــــ ہم نے انہیں بتایا کہ برکت خالص اسلامی لفظ ہے اس کے مقابل انگریزی ڈکشنری میں آپ کو بالکل اسی مفہوم کا کوئی بھی لفظ نہیں ملے گا ـــــــ ہم چیزوں میں اضافے کی بات کب کرتے ہیں جب ہم خدا سے اپنے لیے برکت کی دعا کرتے ہیں تو مطلب یہی ہوتا ہے کہ تھوڑے سے رزق سے سب کا پیٹ بھر جائے۔ تھوڑے سے وسائل میں ہی سب کے کام سنور جائیں اور حکمت و قدرت والی ذات ایسا کرنے پر بڑی اچھی طرح قادر ہے۔

Marfat.com

سارے پتھر خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ سارے درخت خدا کو سجدہ کرتے ہیں سارے جانور بھی اپنے طریقے سے اور اپنی زبان میں خدا کی عبادت کرتے ہیں لیکن سارے انسان خدا کو پابندی سے سجدہ نہیں کرتے سارے انسان روزانہ خدا کی حمد و ثنا بیان نہیں کرتے۔ سارے انسان خدا کی عبادت نہیں کرتے۔

ہمارے گاؤں سے کچھ فاصلے پر ہمارے داداجی کے ایک دوست رہتے ہیں۔ بڑے اللہ والے انسان ہیں۔ اس مادی دَور میں بھی ہر لالچ اور ہوس سے بے نیاز! گو کہ اپنا کاروبار کرتے ہیں مگر ہمیشہ اپنے خدا پر راضی رہتے ہیں۔ ہم اُن سے کبھی کبھار ملنے جاتے ہیں۔ ان کے چھوٹے سے گاؤں تک ایک ہی کچا راستہ جاتا ہے۔ تقریباً آٹھ میل کا سفر پیدل چل کر جاتے تو اُن کی باتیں دِل میں طلب رکھ کر سُنتے۔ اُس سفر میں ایک انجانا سا سرور ہوتا تھا۔ جب دوسرے روز ہم وہاں سے واپس آتے تو دِل پر پڑا ہوا غبار دُھل چکا ہوتا ——— آج بھی میں ان سے ملنے گیا ہوں مگر آٹھ میل پیدل چلنے کی مشقت نہیں کی۔ بلکہ اپنی گاڑی میں یہ سفر طے کیا۔ آج میرے دِل میں وہ شوق اور تمنّا پیدا نہیں ہو سکی جو اس سے پیشتر دِل کے نہاں خانوں سے اُبھرتی تھی۔

اس دَور میں "جاننا" بہت زیادہ ہے مگر "ماننا" بہت کم ہے یعنی اکثر لوگ علم تو رکھتے ہیں مگر دِل سے اس علم کو مانتے نہیں۔ جاہل سے جاہل اور ان پڑھ آدمی کو بھی اس چیز کا علم ہے کہ نماز اُس پر فرض ہے مگر پڑھنے دو فیصد بھی نہیں ——— وجہ اس امر کی یہی ہے کہ ان احکام کے متعلق ہم جانتے تو ہیں لیکن انہیں دِل سے کبھی نہیں مانتے۔

Marfat.com

بہت سے لوگ کسی کا نامناسب رویہ ایک منٹ کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتے اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو اپنوں اور غیروں کی ہر کسیلی بات کو ساری زندگی سہنے کا حوصلہ رکھتے ہیں ـــــــ کسی کی ہر ناپسندیدہ عادت کو ساری عمر برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ـــــــ کیا یہ لوگ بہت ہی عظیم حوصلہ رکھتے ہیں؟ شاید ایسا نہیں بلکہ یہ لوگ تو بالکل ایسی خوشنما لکڑی کی مانند ہوتے ہیں جسے اندر ہی اندر دوسروں کا دکھ دینے والا انداز دیمک کی طرح چاٹ چکا ہوتا ہے وہ باہر سے بہت ہی مضبوط دکھائی دیتے ہیں ـــــــ لیکن اپنائیت سے کوئی ذرا سا بھی درشتی والا ہاتھ لگا دے تو ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جاتے ہیں ان کی شخصیت اندر ہی اندر ریزہ ریزہ ہو چکی ہوتی ہے۔ بظاہر اٹل نظر آنے والی یہ ہستیاں تعلقات اور بندھنوں کے بوجھ تلے پس چکی ہوتی ہیں اور یہ قربانی انہیں دو چار روز نہیں ساری عمر کے لیے دینا پڑتی ہے کیونکہ ان کے ہاں بغاوت کی بجائے سمجھوتہ کرنا ہی مقصدِ حیات ہوتا ہے۔

آدمی کو اپنے لڑکے سے محبت ہوتی ہے مگر اپنی لڑکی سے محبت بھی ہوتی ہے اور عقیدت بھی وہ اپنے لڑکے سے پیار کرتا ہے مگر اپنی لڑکی سے پیار بھی کرتا ہے اور اس کا احترام بھی بلکہ عظیم لوگ تو دوسروں کی بچیوں کی بھی قدر کرتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاتم کی لڑکی لائی گئی تو رحمتِ دو عالم نے اپنی چادر بچھا کر اُسے بٹھایا بالکل اسی طرح جیسے حضرت فاطمہ رضؓ کو شفقت اور محبت سے اپنی چادر بچھا کر بٹھایا کرتے تھے۔

Marfat.com

بڑے لوگوں نے ایک آفاقی مقصد اپنے اوپر اوڑھ رکھا ہوتا ہے لیکن گھریلو پریشانیوں سے وہ بھی ایک عام اور غیر معروف آدمی کی طرح متاثر ہوتے ہیں۔ غبارِ خاطر میں مَیں نے پڑھا کہ جب مولانا آزاد قید میں تھے تو ایک روز انہیں اپنے ساتھیوں کی باتوں سے شک ہوا کہ اُن کی اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ جیل کے اندر بہت سختی تھی ٹیلیگرام پہنچ چکا تھا لیکن جیلر نے ابھی تک اُنہیں یہ جانکاہ خبر نہیں سنائی تھی وہ کہتے ہیں کہ جب دو دن بعد ایک اہلکار ٹیلیگرام والا لفافہ لے کر آیا تو میں اُس وقت ایک کونے میں لکھنے والی میز پر بیٹھا تھا میرا بہت جی چاہا کہ ابھی اس کے ہاتھ سے یہ لفافہ چھین لوں اور پڑھوں لیکن میں نے سنتری سے بڑی لاپرواہی کے ساتھ کہا کہ اسے وہاں رکھ دے بعد میں دیکھ لوں گا ——— بہت بڑا لیڈر ہونے کے باوجود اُن کا دِل اپنی بیوی کے لیے بالکل عام آدمی کی طرح دھڑکتا تھا۔ اُس سمے اُن کا کتنا جی چاہتا ہو گا کہ کاش وہ اپنے گھر میں ہوتے ——— نہ جانے بیماری میں اُن کی رفیقہ حیات نے کس طرح جان دی اور اُنہیں اس سانحہ کی خبر تک نہ ہوسکی۔ انہوں نے اُس دن کی پوری رُوداد یقیناً غبارِ خاطر میں پوری نہیں لکھی ——— ان کا دل اُس روز ضرور خون کے آنسو رویا ہوگا جونہی جیل کا سپاہی اُن کے کمرے سے باہر گیا ہوگا۔ دروازہ بند کرکے وہ یقیناً پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوں گے۔ بے شک انہوں نے سیاسی مقاصد کے لیے اپنا سب کچھ وقف کر دیا تھا لیکن دل تو گوشت پوست کا بنا ہوتا ہے سنگ وخشت تو ہوتا نہیں اسی لیے اُن کا دِل ——— بھی درد سے ضرور بھر آتا ہوگا۔

محنت کرنے کے عادی کو بیکار بیٹھنا پڑے تو اُسے بڑی بے چینی ہوتی ہے۔

Marfat.com

مغربی ممالک اور انگلستان سے آنے والے لوگ انگریز قوم کے مہذب ہونے کی بڑی تعریفیں کرتے ہیں۔ کسی انگلش آدمی کی کہنی غلطی سے آپ کو جا لگی یا اس کا پاؤں آپ کے پاؤں پر آ پڑا تو وہ آپ کو "سوری" ضرور کہے گا۔ آپ اس کا کوئی چھوٹا سا کام بھی کر دیں تو بڑی دیر تک آپ کا احسانمند رہے گا۔ ہمارے جو دوست مڈل ایسٹ سے ہو کر آتے ہیں وہ عربوں کے جذباتی ہو جانے اور غلط رویئے پر اظہار تشویش کرتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ عرب لوگ بہت جلد برانگیختہ ہو جاتے ہیں ۔ انفرادی حیثیت سے تو یہ بات بالکل بجا ہے مگر آپ تھوڑا سا بھی غور کریں تو خیال آئے گا انگلش لوگوں کا انفرادی اخلاق تو بہت اچھا ہے مگر من حیث القوم ان کا کردار کیا ہے؟ انہوں نے ہر ملک پر چڑھائی کی اردگرد لینے والی ہر قوم کا استحصال کیا ساری قوموں کو محکوم بنایا مگر اس کے مقابلے میں عربوں کے کردار کو ایک قوم کی حیثیت سے دیکھیں تو اس کی مثال ہی نہیں ملتی۔ انہوں نے اگر دوسری قوموں سے جنگ کی تو اسی صورت میں جب اُن کے آفاقی دین کے آگے وہ لوگ رکاوٹ بنے ورنہ انہوں نے ہر قوم کو بھائیوں جیسا پیار دیا حتیٰ کہ مفتوح قوموں کو بھی ان کے پورے حقوق دیئے۔

تقریباً پانچ سال پہلے جس پیشہ وارانہ تعلیم کا آغاز ہوا تھا۔ آج اُس کے آخری لمحات بھی آ پہنچے۔ میں فائنل ایر ایم بی بی ایس کا امتحان دے کر ملتان سے اپنے گاؤں واپس آ رہا تھا۔ اس چھوٹے سے قصباتی ریلوے اسٹیشن پر اُترا تو بڑے بھائی یحییٰ عبداللہ مجھے لینے کے لیے آئے ہوئے تھے انہوں نے میرا بھاری بھرکم بیگ اٹھا لیا تو کچھ سوچ کر میں نے اُن سے کہا کہ یہ بیگ مجھے ہی پکڑا دیں۔ انہوں نے کہا "کوئی ایسی بات

Marfat.com

نہیں مجھے تم پر فخر ہے اور میں تمہارا سامان اٹھانے میں خفت کی بجائے مسرت محسوس کر رہا ہوں"

میں نے کہا۔ بھائی جان میں بھی جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں میرے لیے بہت سے محبت و شفقت کے جذبات ہیں۔ میں ایسی دس ڈگریاں اور بھی حاصل کر لوں تو آپ سے میرا رتبہ کسی صورت نہیں بڑھ سکتا ــــــ لیکن دنیا والوں کو آپ کچھ نہیں کہہ سکیں گے۔ آپ میرا سامان اٹھا کر چل رہے ہیں تو دیکھنے والے یہی کہیں گے کہ چھوٹا بھائی اپنی تعلیم اور ڈگریوں کے زعم میں ساتھ ساتھ چل رہا ہے ــــــ آپ کے لیے میرے دل میں جو عقیدتیں ہیں ان کی کسی کو کیا خبر!

ایک اَن پڑھ بیٹا جو اپنے ماں باپ کا ہر حکم بجا لاتا ہے اُن کی ہر طرح سے خدمت کرتا ہے اس اعلیٰ تعلیم یافتہ بیٹے سے بدرجہا بہتر ہے جسے اپنی بوڑھی ماں اور عمر رسیدہ باپ کی خبر تک نہیں۔

اِس جہاں کی کرنسی نوٹ، ڈالر، ہیرے، پونڈ اور شلنگ ہیں جب آنے والے جہان کی کرنسی نیک اعمال۔ دنیا میں غربا پر کی گئی مہربانیاں۔ مخلوق پر کی گئی عنایات دنیا میں کیا گیا خوفِ خدا، زندگی میں پڑھی گئی نمازیں اور دلوں کو رکھے گئے روزے ہیں ــــــ اِس جہان کے لیے کچھ نہ کچھ کرنسی تو ہمارے پاس موجود ہے کیا اگلے جہان کے لیے بھی ہمارے پاس وافر کرنسی موجود ہے۔

Marfat.com

ضروری نہیں کہ جو دنیا میں شہنشاہ ہو آخرت میں بھی شاہی اُس کے حصّے میں آئے جو دنیا میں امیر ہو اگلے جہان میں بھی وہ سرمایہ دار سمجھا جائے اور یہاں خوش حال رہنے والا آخرت کے دن بھی خوش حال ہو ——— لیکن اصل امیر وہی ہے جو اُس دن غریب نہ گردانا جائے اور اصل خوش حال وہی ہے جو اگلے جہان میں بھی خوش حال کہلائے۔

کبھی آپ نے سوچا کہ آخر دنیا میں آپ کا آنے کا مقصد کیا ہے ؟؟

آیئے غور کریں ——— اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو دنیا میں اپنی عبادت کرنے کے لیے بھیجا ہے ! لمبی لمبی خواہشات پالنے کے لیے نہیں۔ بڑے بڑے پروگرام بنانے کی خاطر نہیں۔ بہت ہی ہینڈسم بینک بیلنس بنانے کے لئے نہیں ——— آپ کوئی بڑا پروگرام بنانا ہی چاہتے ہیں تو آیئے اپنا سارا وقت انسانیت کو دے دیں اپنے آفاقی اور سچے دین کو لے کر فرینکفرٹ کے بازاروں میں اور نیویارک کی گلیوں تک پھیل جائیں ——— یہ ایک کٹھن راستہ ہے مگر در بدر پھرتے ہوئے آپ کے جسموں پر سنتِ بلالی رضؓ زندہ ہو گی تو آپ کو جینے کا وہ مزہ ملے گا۔ کہ جس کا کبھی آپ نے تصوّر تک نہیں کیا اب تک کی زندگی تو یونہی رائیگاں گذری ——— آپ کو اپنی حیات کا اور اس زندگی کا ایک واضح مقصد نظر آ جائے گا۔

آج کے دَور میں انسان کے پاس دشمنی کے لئے وقت نہیں تو دوستی کے لیے کہاں سے آئے گا۔

Marfat.com

وقت اس دور کی سب سے قیمتی چیز بن چکا ہے آپ کسی بھی آدمی کو دیکھ لیں وہ ہر وقت آپ کو جلدی میں نظر آئے گا۔ ـــــ سڑکوں پر تیز دوڑتی گاڑیاں فضاؤں میں سفر کرتے بوئنگ طیارے ایک سڑک کی بجائے ون وے اور ڈبل ٹریک تاکہ گاڑیاں اور تیزی سے اور روانی سے سفر کرتی جائیں ـــــ یہ سب وقت کی بچت کی خاطر ہو رہا ہے اس دور میں کوئی انسان کسی دوسرے انسان کی بات بھی دو منٹ کے لیے سننے پر تیار نہیں۔ آپ کسی صنعتکار سے مطالبہ کریں تو ہو سکتا ہے وہ کسی فلاحی کام کے لیے لاکھوں روپے دینے پر تیار ہو جائے لیکن خدا کی خوشنودی کے لیے انسانیت کی بقا کے لیے۔ لوگوں کو بے راہ روی سے روکنے کی خاطر وہ چند گھنٹے بھی وقف کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گا۔ خاص طور پر اس وقت جب کہ اُسے یہ بھی یقین ہو کہ اس کام کو بے غرض ہو کر کرنا پڑے گا۔ اخباری رپورٹر اور فوٹوگرافر بھی نہیں ہوں گے۔ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات اُس کے اس کام اور کاوش کو کوریج بھی نہیں دیں گے۔

ایٹمی دور میں انسان کی بھلائی کے لیے جس قدر مشینیں ایجاد کی گئی ہیں اُس سے زیادہ مشینری اسے برباد کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

جذباتی آدمی پل میں تولہ اور پل میں ماشہ ہو جاتا ہے۔ وہ کوئی دور رس اثرات پیدا کرنے والا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص مسائل کو اُلجھا تو سکتا ہے انہیں حل نہیں کر سکتا۔ جذبات میں آکر انسان جو کچھ چند منٹوں میں کرتا ہے اس کیلئے اُسے سالہا سال تک پچھتانا پڑتا ہے۔

Marfat.com

فضائی سفر کے لیے شہروں کے درمیان تیز تر رابطے کے لیے بڑے تیز رفتار طیارے ایجاد ہو گئے ہیں۔ ملکوں کے درمیان فاصلے سمٹ گئے ہیں ہزاروں میل کا سفر منٹوں میں طے ہو جاتا ہے ـــــــ مگر انسانوں کے دلوں کے درمیان فاصلے بہت بڑھ گئے ہیں یہ فاصلے منٹوں اور گھنٹوں میں تو کیا صدیوں میں بھی طے نہیں ہوتے ایک ہی گلی میں رہنے والے بھائی ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتے ایک ہی گھر میں رہنے والے انفرادِ طبعیتوں کے بُعد کی وجہ سے ایک دوسرے سے کوسوں دور بستے ہیں ـــــــ حتیٰ کہ ایک ہی انسان کے دل کی تہہ اور زبان کی نوک میں ہزاروں میل کا فاصلہ پیدا ہو چکا ہے یعنی وہ جو بھی بات کرتا ہے اس کی زبان کی سطح تک ہی محدود ہوتی ہے۔ سچائی خدا کی طاقتوں کا یقین اور روزِ محشر کا خوف صرف اُس کے ہونٹوں تک موجود ہے دل کی گہرائیوں تک نہیں پہنچا۔ زبان کی سطح سے دل کی تہہ میں جا کر جمنے تک ـــــــ ان جذبات کو اور اس یقین کو نہ جانے کتنا عرصہ لگ جائے یہ چند انچ کا فاصلہ نہ جانے کتنے قرنوں میں طے ہو گا!

صاحبِ اولاد لوگ عموماً نرم خو ہوتے ہیں اپنے ہم عمر لوگوں سے ملتے ہوئے وہ سوچتے ہیں کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اس پر کوئی آفت نہ ٹوٹے اسے کوئی گزند نہ پہنچے کیونکہ یہ بیچارہ بچوں والا ہے۔ اسے کچھ ہو گیا تو اس کے بچوں کا کیا بنے گا ـــــــ اور بچوں سے ملتے ہوئے صاحبِ اولاد آدمی سوچتا ہے کہ یہ بھی تو میرے بچوں کی طرح ہیں جس طرح میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے بچے کو ذرا سی بھی تکلیف نہ ہو اسی طرح ان کے والدین بھی ان کی چھوٹی چھوٹی تکلیفوں پر تڑپ اٹھتے ہوں گے۔ ہمارے ایک پروفیسر لاولد

Marfat.com

تھے کسی طالب علم کو بہ آسانی سے پاس نہیں کیا کرتے تھے۔ کئی طلباء تو اُن کے مضمون میں مسلسل کئی سال سے فیل ہوتے آرہے تھے کالج ہی کے ایک بزرگ ملازم ہمارے پاس آتے رہتے تھے ایک روز کہنے لگے "پروفیسر صاحب کا اگر اپنا بیٹا ہوتا اور سالہا سال تک فیل ہوتا رہتا تو انہیں احساس ہوتا کہ بچوں کی ناکامیوں کو دیکھ کر والدین کے دل پر کیا گذرتی ہے۔

آج کل مشینیں دھڑادھڑ ایجاد ہو رہی ہیں۔ فرش صاف کرنے کپڑے دھونے کی مشینوں کے بعد فصلیں کاٹنے والی ہڑن مشینیں اور کتابت کرنے والے جدید کمپیوٹر۔ سامان اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والے روبوٹ اور دفتری کام نبٹانے والے ایسے کلاس روبوٹ بھی ایجاد ہو چکے ہیں ——— ان ایجادات کا ایک اثر یہ ہوا ہے کہ ہنرمند طبقہ بے کار ہونا شروع ہو گیا ہے یہ مشینیں دن رات کام میں مصروف ہوتی جا رہی ہیں اور غریب دستکار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوتے ہیں۔ صفائی اور دھلائی سے لے کر فصلوں کی کٹائی تک ہر کام مشینوں کے ذمہ لگا دیا گیا ہے۔ اخبارات کے دفاتر میں کاتب صبح سے لیکر شام تک کتابت کیا کرتے تھے اور اسطرح اپنی زندگی کی گاڑی کھینچتے تھے خوش نویسی ایک فن سمجھا جاتا ہے مگر اب اسکی جگہ بھی کمپیوٹر نے لے لی ہے منٹوں میں صفحہ لکھ لیتا ہے کتابت کرنے والے خوش نویس کا مستقبل بھی دوسرے محنت کشوں کیطرح تاریک ہو گیا ہے وہ جو اس فن کو اپنا خاندانی وقار سمجھتے تھے اب کوئی اور مزدوری تلاش کرینگے۔ پھر رفتہ رفتہ گذرنے کیساتھ ایک دور آئیگا کہ ہر قسم کی مزدوری مشینوں کے ذمے لگا دی جائیگی اور انسان کے ذمے صرف اپنے ذہنی بوجھ کو ڈھونے کی ذمہ داری ہوگی۔

Marfat.com

ہمارے گھر کے قریب ہی ایک مچھلی بیچنے والا بیٹھتا ہے وہ مچھلی کا گوشت بناتے ہوئے دُم اور سر کے حصے اُتار کر نیچے پھینک دیتا ہے کچھ بچے گوشت کے یہ بے کار حصے اکھٹے کرنے لگے تو اُس نے پوچھا۔

"اِن کا کیا کرو گے"

"اپنی بلی کو کھلائیں گے" انہوں نے جواب دیا۔

"بیٹا یہ چھیچھڑے تو نہیں! انہیں بلی نہ کھا سکے گی اور نہ ہی انہیں کُتّے کھاتے ہیں"

اس نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ میں نے اُس سے مچھلی کا بھاؤ پوچھا۔

"بھائی صاحب چالیس روپے کلو! آپ ہمارے پڑوسی ہیں نا اس لیے!"

کچھ شک سا ہوا کہ میرا پڑوسی مہنگے دام لگا رہا ہے مچھلی مارکیٹ چلا گیا تو اُسی قسم کی مچھلی اٹھائیس روپے کلو مل گئی۔ اُس دکاندار نے بھی نیچے زمین پر مچھلیوں کے بہت سے کٹے پھٹے سر اور دُموں کے حصے پھینکے ہوتے تھے —— میلے کچیلے کپڑے پہنے ایک عورت انہیں اکٹھا کر رہی تھی۔ "یہ تو کسی کام کے نہیں بی بی!" میں نے کہا تو وہ خاموش رہی اس کی بجائے دکاندار نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"بابو جی گریب لوگ ہیں یہ ٹکڑے اکھٹے کر کے لے جاتے ہیں اور گھر جا کر صاف کر کے پکا لیتے ہیں اسطرح سے مچھلی کا مزہ تو پا لیتے ہیں کیونکہ اتنی مہنگی مچھلی خریدنا تو ان کے بس میں نہیں۔ میں تو انہیں کہتا کچھ نہیں ورنہ بعض دکاندار تو یہی مال انہی لوگوں کو چار پانچ روپے کلو کے حساب سے دیتے ہیں۔

"بابو جی کیا سوچ رہے ہیں آپ!" اُس نے مزید پوچھا

میں نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن زمین پر بیٹھی ہوئی عورت کی آنکھوں

Marfat.com

بیں سے جھانکتی ہوئی مجبوریوں نے چیخ چیخ کر مجھے بتایا کہ وہی چیزیں جو کتے اور بلیاں تک نہیں کھاتے اپنی اشیاء کو اشرف المخلوقات کیوں کھانے پر مجبور ہے ؟

کسی غریب کو دیکھ کر ایک بار یہ خیال ضرور آتا ہے کہ اس کی مدد کرنا چاہیے ——— مگر پیسے کی محبت کی وجہ سے دل نہیں مانتا۔ آذان کی آواز آنے پر مالک کو سجدہ کرنے کی امنگ اُبھرتی ہے مگر سہل انگار دل نہیں چاہتا کہ اس سردی میں ٹھنڈے پانی کیساتھ وضو کرکے مسجد کا رُخ کیا جائے دین کے لیے قربانی کرنے کی سوچ دل میں آتی ہے۔ مگر جی نہیں مانتا۔ دوسروں کے دُکھ بانٹ لینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے مگر دل پھر تساہل سے کام لیتا ہے ہمیں ایک بہت بڑی کوشش کرنا چاہیے ——— کوئی ایسی مشقت۔ کوئی ایسا طریقہ کہ جس سے دل کا یہ "نہ چاہنا" ختم ہو جائے اور اس کی جگہ صرف "چاہنا" باقی رہ جائے۔ کسی مستحق کو دیکھ کر اپنی جیب بچانا اور اپنے پیسوں کو محفوظ کرنا ہمارے لیے مشکل اور انہیں خرچ کرنا آسان ہو جائے یہ "چاہنا" اگر پیدا ہو جائے تو آذان کی آواز سن کر گھر میں بیٹھنا سردیوں میں گرم لحاف کے اندر لیٹے رہنا مشکل اور گھر سے نکلنا آسان ہو جائے دوسروں کو دُکھ میں دیکھ کر اپنی ہی دُھن میں مگن رہنا مشکل ہو جائے اور اُن کے دُکھ درد میں جان و مال سے شریک ہونا آسان ہو جائے۔ ایسی ہر مشقت پر دل خود بخود مائل ہو جائے۔

قطب الدین ایبک کے مزار کے پاس سے گذرتے ہوتے میں اکثر سوچتا ہوں کہ پورے ہندوستان کا مشہور سلطان آج کتنا گم نام ہے۔ اپنی زندگی میں یہ شخص کتنا اہم تھا اور

Marfat.com

آج کسقدر بے توجہی کا شکار ہے۔ انارکلی کے ساتھ ہی ایک بغلی گلی میں واقع اس مزار پر ہر وقت اُداسی اور پژمردگی کا راج ہوتا ہے۔ میں جب بھی یہاں سے گذرا اس چھوٹے سے احاطے کو ویران پایا۔ میں نے کئی بار سوچا کہ آج مزار کے اندر جا کر اس شہنشاہ کی قبر دیکھوں گا لیکن مصروفیات اتنی ہوتی ہیں کہ اپنے ارادے کو عملی جامہ نہیں پہنا سکا۔ پاس ہی موجود دوکانوں پر بیٹھے ہوتے چائے پینے والوں نے بھی کبھی اس سلطان کی آخری آرام گاہ کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا ——— چند گز پرے جرسیوں کی کلیرنس سیل والی دوکان جتنا بھی رش اس شہنشاہِ وقت کے ارد گرد نہیں ہوتا۔ دنیا کی یہ بادشاہت کس قدر عارضی ہے۔

اپنے ملازم کو سخت سست کہنے اور اس پر سارا غصہ نکالنے سے قبل ——— صرف ایک لمحے کے لئے سوچ لیں کہ ہم اپنے مالک کی کتنی نافرمانی کرتے ہیں اُس کے بہت سے احکام نہیں مانتے اُس نے کبھی ہم پر غصہ کیا ہے؟ ——— جتنی قدرت ہمیں اپنے نوکر پر ہے اس سے کہیں زیادہ دسترس ہمارے رب کو ہمارے اوپر ہے ——— لیکن اُس نے ہمیشہ درگذر سے کام لیا ہے اسکا حوصلہ کتنا بڑا ہے کہ ہم اس کے سامنے ہر وقت اُس کی زمین پر رہتے ہوئے اُس کی حکم عدولیاں کرتے رہتے ہیں لیکن اُس نے کبھی ہمیں کچھ بھی نہیں کہا حالانکہ ہماری ان حرکتوں کے نتیجے میں اُسے چاہیے کہ اپنی زمین پر ہمیں ایک منٹ بھی زندہ نہ رہنے دے لیکن وہ الٹا ہر دم ہماری حفاظت کرتا ہے بہت سی ناگہانی آفات سے ہمیں بچاتا ہے اپنی بخشی ہوئی صحت و تندرستی اور دوسری دولتیں واپس نہیں لیتا ——— جب وہ ہم پر اتنی مہربانیاں کرتا ہے تو ہمیں بھی اپنے دستِ نگر لوگوں

Marfat.com

پر ظلم نہیں کرنا چاہیے کہ وہ بھی ہمارے جیسے ہی انسان ہیں بے عزتی ہونے سے بالکل ہماری طرح اُن کی عزتِ نفس بھی مجروح ہوتی ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پڑھے لکھے بھی نہیں تھے۔ انہوں نے آج سے صدیوں پہلے اُس سادہ سے دور میں جو باتیں کہیں ——— انہیں آج کا ماڈرن سائنسی دور تحقیق کے بعد سچا ثابت کر رہا ہے۔ ایک ایسا شخص جو اپنا نام بھی کہیں لکھا ہوا پہچان نہیں سکتا تھا ——— اُس نے ساری دنیا کو جینے کا طریقہ سکھایا وحشی لوگوں کو ایسے اخلاق اور ایسی عمدہ عادات سکھا دیں کہ وہ سارے زمانے کے امام بنے وہ لوگ جو زمین پر پڑا ہوا خون چاٹ جایا کرتے تھے۔ مُردار کھا لیا کرتے تھے وہی لوگ ساری دُنیا کو تہذیب سکھانے والے بنے۔ اُس زمانے کی ترقی یافتہ ترین قومیں یعنی ایرانی اور رومی اُن سے شکست کھا گئے۔ یہ دونوں ممالک اُس دَور کی سُپر طاقتیں تھیں ہو بہو اور بالکل آج کل کے امریکہ اور رُوس کی طرح کی طاقتیں جو مسلمانوں کی اُس یلغار کے سامنے سرنگوں ہو گئیں ——— کیا مسلمانوں کے پاس رومیوں جتنا سامانِ حرب وضرب تھا؟ بالکل نہیں! وہ تو ننگ دھڑنگ لوگ تھے۔ اُن کی تلواریں تک نیام کو ترستی تھیں۔ نیام کی بجائے وہ اپنی تلواروں پر چیتھڑے لپیٹتے تھے۔ لیکن یقین اور ایمان کی ایک ایسی قوت انہیں حاصل ہو گئی تھی کہ جس کا عشرِ عشیر بھی اُن دونوں رومیوں اور ایرانیوں کے پاس نہیں تھا ——— آج اہلِ مغرب مسلم اقوام کو غلط پٹی پڑھاتے ہیں ان کو اپنی تقلید پر مائل کرتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کی ترقی کے لیے خدا کے ہاں بالکل علیحدہ پیمانے ہیں۔ یکسر علیحدہ اصول ہیں۔ مسلم کیلئے خدا پر اعتماد سب سے

Marfat.com

بڑا اسلحہ ثابت ہوتا ہے جب تک ہم ریسرچ کر کے ایٹم بم بنائیں گے ـــــــ اُس وقت تک رُوس اور امریکہ اس سے بھی بڑھیا اور تباہ کن اسلحہ ایجاد کر چکے ہونگے آج بھی اگر ہمارے دِل میں یہ یقین راسخ ہو جائے کہ

۱۔ سب طاقتیں اللہ کے پاس ہیں۔

۲۔ اور وہ سب طاقتیں ہمارے ساتھ ہیں۔

تو رُوس اور امریکہ ہمارے سامنے سرنگوں ہو سکتے ہیں بالکل اُسی طرح جیسے رومی اور ایرانی ہمارے اسلاف کے سامنے شکست خوردہ ہو کر آتے تھے۔ عجیب وغریب یقین کے مالک تھے وہ لوگ بھی ـــــــ مجھے یقین ہے کہ وہ اگر پہاڑ کو بھی حکم دیتے تو وہ چل پڑتا۔

اے خدا سائنس دان کہتے ہیں کہ رات کو آسمان پر نظر آنے والی کہکشاں میں بہت سی زمینیں اور آسمان پوشیدہ ہیں۔ کئی سورج اور کئی چاند چھپے ہوئے ہیں۔ یہ نظر آنیوالی دھول صرف گرد کا طوفان ہی نہیں بلکہ اِس میں موجود ہر ذرّہ ایک بہت بڑا سیارہ ہے اور اسی طرح کی کئی کہکشائیں اس کائنات میں موجود ہیں ـــــــ جن کا تو ہی مالک اور تو ہی خالق ہے ـــ میرے دل کا بھی تو ہی مالک ہے یہ بھی ایک جہان ہے باہر نظر والے جہاں سے بھی بڑا اس میں محبتوں کے بڑے بڑے "نظام شمسی" موجود ہیں جن میں کئی چاند چہرے اور سورج صورتیں جگمگاتی تھیں ـــــــ پھر ایسا ہوا کہ اِس جہان کی کایا پلٹ گئی ـــــ بے شک تو اور بہت سی خصوصیات کے ساتھ ساتھ بصارت کے نہایت اعلیٰ درجے بھی اپنے پاس رکھتا ہے ـــــــ تو کبھی میرے دِل میں جھانک کر دیکھ ـــ اس میں تیرے لیے چاہتوں کی کئی دنیائیں آباد ہیں۔

Marfat.com

والد جب اپنے بیٹے پر غصہ دکھاتا ہے تو اس میں بھی اپنے بچے کے لیے پیار صاف جھلک رہا ہوتا ہے اور جب یہی والد اپنے بیٹے سے پیار کرتا ہوگا تو نہ جانے اُس کی چاہتوں کی سرحدیں کتنی دُور تک جاتی ہوں گی ــــــــ مگر اکثر بیٹوں کو محبتوں کے ان مرغزاروں کی صحیح پیمائش معلوم نہیں ہوتی۔ والدین کی بے شمار الفتوں کی بہت بڑی وادی کی گہرائی ناپنے میں کوئی بیٹا کامیاب ہو ہی نہیں سکتا ــــــــ اُس کی سوچوں سے بھی زیادہ اُس کے باپ کے دِل میں اُس کی چاہت موجود ہوتی ہے ــــــــ اور یہ چاہت ہر لالچ سے پاک ــــ سود وزیاں کے ہر احساس سے بالا ــــ ہر قسم کی غرض سے مبرّا ہوتی ہے۔

انسانی تخیّل ایک بہت بڑی طاقت ہے۔۔۔۔ــــ آپ لاہور میں بیٹھے ہوں تو خیالوں ہی خیالوں میں فوراً لندن پہنچ جائیں گے۔ آئیے اس تخیّل کو ضائع ہونے سے بچالیں یہ دولت جھوٹی محبتوں اور چھوٹے چھوٹے مقاصد کے حصول پر ضائع ہو رہی ہے اس قوتِ متخیلہ کو کسی بڑے کے نام کر دیں۔ اُس کے ساتھ مِل جائیں اُسے ساتھ ساتھ رکھیں زندگی کے کسی موڑ پر بھی اُس کا دامن نہ چھوڑیں ــــــــ وہ تو ایک قیمتی ذات ہے ہم اُس کے ساتھ مِل جائیں گے تو ہم بھی قیمتی بن جائیں گے۔ گندم جب کھلیان سے اکٹھی کر کے لائی جاتی ہے تو زرعی اجناس کی منڈی میں بہت مہنگی بکتی ہے اُس وقت کھیت سے گندم کے ساتھ ملے ہوئے تنکے اور چھوٹے چھوٹے کنکر بھی اُسی قیمت سے تول دیئے جاتے ہیں مثلاً گندم کا بھاؤ ستر روپے فی مَن ہے تو یہ کنکر بھی ستر روپے فی مَن کے حساب سے بِک جائیں گے اگر انہیں علیحدہ کر لیا جائے تو ان تنکوں اور کنکریوں کو کوئی بھی اتنی قیمت پر خریدنے پر تیار

Marfat.com

نہیں ہوگا ـــــــ یہ تو اُن کا گندم سے تعلق تھا جس نے اُن کی قیمت بڑھا دی۔ آیئے ہم بھی اپنی قیمت بڑھا لیں!

ڈاکٹر کے کلینک پر اکثر عورتیں اپنے بچے کو دوائی لینے کے لیئے لاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جب بچے کو انجکشن لگاتے ہیں تو اُس کے رونے سے پہلے ہی ماں کا دل رو پڑتا ہے سرنج بچے کو چبھتی ہے اور درد کا احساس بلا ارادہ ماں کے چہرے سے ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ننھا بچہ ـــــــ کہ جس کی ماں اُس سے اتنا پیار کرتی ہے۔ کیا یہ بڑا ہو کر ماں کے بے شمار حقوق ادا کر سکے گا؟ یہ اپنے کاموں اپنی مصروفیات اپنی محبتوں اور بیوی سے تعلقات کو ماں کی محبت پر فوقیت تو نہ دے گا؟

اپنے سے بڑوں کو اس لیے خود سے بہتر سمجھیں کہ انہوں نے اس عمر تک آپ سے زیادہ نیکیاں کی ہوں گی اور چھوٹوں کو اس لیئے اپنے سے اچھا خیال کریں ـــــــ کہ انہوں نے آپ سے کم گناہ کیئے ہیں۔

میں اپنے خدا کو بغیر کسی دلیل کے مانتا ہوں۔

اپنوں کے لیے ایثار کرتے ہوئے جو انجانی سی خوشی حاصل ہوتی ہے وہ اُن کا مال چھیننے سے کبھی نہیں مل سکتی۔

Marfat.com

یہ زمین اس نظامِ شمسی میں سورج کے گرد گھوم رہی ہے اور اپنے محور کے گرد بھی گھوم رہی ہے ــــ کتنی عجیب بات ہے کہ اس پر بہت بڑے سمندر ہیں کئی کئی منزلہ عمارتیں ہیں۔ بڑے بڑے پل اور ڈیم ہیں ــــ اور اربوں چلتے پھرتے انسان ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز بھی سطحِ زمین سے گر کر خلا میں نہیں جاتی ــــ جب کہ زمین ایک بہت ہی بڑے گولے کی صورت میں خلا کے اندر دو قسم کی گردشیں کر رہی ہے ــــ ایک مرکزی طاقت ہے جو زمین پر موجود ساری چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ فزکس کی اصطلاح میں اسے مرکز مائل قوت کہتے ہیں۔ اگر کسی چیز کو اس قوت سے زیادہ رفتار والی قوت کے ساتھ آسمان کی طرف چھوڑا جائے ــــ تو وہ زمین سے اپنا تعلق توڑ جاتی ہے ــــ ہم سب کا بھی ایک مرکز ہے جو دنیا کے بتکدے میں خدا کا پہلا گھر ہے۔ ہم گناہ کی لذتوں میں گھر کر گندگی کی گہری کھائیوں میں گرتے ہیں تو اپنے مرکز سے دور ــــ بہت ہی دُور چلے جاتے ہیں اور اس مرکز سے جب تعلق ٹوٹ جاتے تو مسلمان کی شناخت ختم ہو جاتی ہے آیئے اپنے مرکز کے ساتھ اس بندھن کو مضبوط تر کرتے چلے جائیں۔ اپنے اندر نیکی کی محبت پر پلنے والی اس مرکز مائل قوت کو کمزور نہ ہونے دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی مصیبتوں میں گھر کر اس مرکز کے مدار سے باہر نکل جائیں۔ اور اپنی پہچان کھو دیں ــــ کیونکہ بے نام ہونے میں بڑی مہیب اذیتیں پنہاں ہیں۔

بات کرتے ہوئے ہم اکثر یہ نہیں سوچتے کہ اس سے سننے والے کی کتنی دل آزاری ہو گی۔

Marfat.com

دِل و دماغ کے اندر موجود سوچ ہی ہمارے افعال اور زندگی کی راہوں کو متعیّن کرتی ہے ـــــ جو آدمی دفتر میں بیٹھ کر اوپر کی کمائی کر رہا ہے جو دوکاندار کم تول رہا ہے جو کلاتھ مرچنٹ کم ماپ رہا ہے ۔جو بزنس مین دس روپے کی چیز پچاس روپے میں فروخت کر رہا ہے اُس کے دِل میں اگر یہ سوچ جاگزیں ہو جاتے کہ ـــــــــــ میری اپنی ضروریات بہت زیادہ تو نہیں ہیں ـــــ تو پھر یہ سب میں کس لیے کر رہا ہوں اتنی بڑی جائیداد اور کوٹھیاں دوسروں کے لیے بنا کر اِس دُنیا سے چلا جاؤں گا جب کہ ان سب بے اعتدالیوں کا جو میں کر رہا ہوں صرف اور صرف مجھے ہی جواب دینا ہو گا ـــــ اگر یہ سوچ دِل میں بس جائے تو خیالات کے اس ذرا سے ہی فرق سے اس آدمی کی عادتوں میں بہت بڑا انقلاب آ جائے گا ـــــ پھر وہ کسی سے رشوت نہیں لے گا کیونکہ اُس کے سامنے بہت بڑی ضروریات ہی نہیں پھر وہ کسی سے دھوکہ نہیں کرے گا کیونکہ اُس کے پیشِ نظر بہت لمبے لمبے پروگرام نہیں ـــــ کسی طریقے سے یہ سوچ دِلوں میں اجاگر کر دی جائے تو پورا معاشرہ سنور سکتا ہے ـــ اور ایسے آدمی کو خدا پھر وہاں سے دیتا ہے جہاں سے ملنے کا اُسے گمان تک نہیں ہوتا ـ اُس کے کام خود بخود سنوارتا ہے ـــــ آپ خود ہی بتائیں کیا یہ سوچ ڈنڈے سے ـ صدارتی آرڈیننس سے ـــــ تعزیراتِ پاکستان کی کسی دفعہ سے یا جناب گورنر کے احکام سے دِلوں کی گہرائیوں میں پیدا کی جا سکتی ہے ؟ ـــــ ہرگز نہیں ـــــ کبھی بھی نہیں ـــــ تو اپنے دل کو ہی سمجھانا ضروری ہے اور دوسرے لوگوں کے دِلوں میں بھی اسی سوچ کو پیدا کرنے کے کام کا آغاز کیجیئے ـــــ روزانہ سب سے نہ سہی تو اراد تا کر کے ایک دوست سے اس موضوع پر ضرور بات کیجیئے ـ کسی ایک ملنے والے کو تو ضرور

Marfat.com

فائل کیجئے ـــــ کسی ایک واقف کار نو ضرور اس راہ پر لے آئیے۔

ہم اکثر سوچ سمجھ کر نا سمجھی والی بات کر جاتے ہیں۔

نبی اُمیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اطہر میں علم و حکمت کے سمندر چھپے ہوتے تھے جو کچھ انہوں نے چودہ سو سال پیشتر کہا ـــــ وہ آج کے انتہائی جدید دَور میں بھی درست جانا گیا مثلاً کھانا کھانے سے پیشتر ہاتھ دھونا اور تولیہ استعمال نہ کرنے کی سُنت! کیونکہ تولیے سے پھر جراثیم ہاتھوں کو لگ کر مُنہ میں جا سکتے ہیں۔ قربانی کا اسلامی طریقہ بھی جدید میڈیکل سائنس کے مطابق بہت ہی احسن جانا گیا ہے کیونکہ اس طریقہ میں شریانیں تو کٹ جاتی ہیں مگر حرام مغز کا تعلق ریڑھ کی ہڈی سے باقی جسم کے ساتھ وابستہ رہتا ہے جس کی وجہ سے پورا دھڑ پھڑکتا رہتا ہے اور بقیہ خون بھی جسم کے دور دراز حصّوں میں سے نکل کر باہر بہہ جاتا ہے جو اگر اندر رہ جائے تو ضرر رساں ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کھانا کھاتے ہوئے چبا کر کھانا اور دن میں پانچ دفعہ منہ ہاتھ دھونا یعنی وضو کرنا اور اس کے علاوہ اور بہت سی سُنتیں ایسی ہیں کہ جن میں بے شمار فوائد مضمر ہیں ـــــ تو کیا ہم ان فوائد کے حصول کے لیے ان سُنتوں پر عمل کریں ـــــ ہمیں تو ان سب کاموں کو صرف اور صرف اس لیئے کرنا ہے کہ یہ ہمارے پیارے نبی کے پیارے پیارے افعال ہیں۔

بعض لوگ ہمیشہ دوسروں پر بوجھ بنتے ہیں اور بعض لوگ کبھی بھی دوسروں پر بوجھ نہیں بنتے

Marfat.com

ایک شام ہسپتال میں ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک بوڑھا مریض آیا ——— وہ بڑا مہذّب اور خوش اخلاق آدمی تھا بیچارہ کئی سال سے جوڑوں کے درد میں مبتلا تھا۔ کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب مجھے کوئی ایسی دوائی دیں کہ جس سے یہ موذی مرض میرا پیچھا چھوڑ دے کم از کم میں ہاتھ پاؤں تو خود ہلا سکوں اور چلتا پھرتا ہوں ورنہ بوڑھے ماں باپ اگر اپاہج ہو جائیں تو اولاد کی خواہ مخواہ بدنامی ہو جاتی ہے"

"وہ کیسے" میں پاس بیٹھا ہوا تھا چپ نہ رہ سکا اس لیے پوچھ لیا۔

"بس جی وہ اس طرح کہ جوان اولاد کی اپنی بھی کچھ مصروفیات ہوتی ہیں وہ حتی المقدور ماں باپ کی خدمت بھی کرتے ہیں مگر ان سے ذرا سی کوتاہی ہو جاتے تو والدین پروپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں کہ آج کل کی اولاد نافرمان ہے ہماری خدمت نہیں کرتی ——— اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس عمر میں بھی اپنے کام خود کر سکوں

آپ کا مخاطب انتہائی غصّے کی حالت میں آپ سے بات چیت کر رہا ہے جواب میں اگر آپ بھی چبھتی ہوئی باتیں کریں گے تو بات بڑھے گی۔ معاملہ تلخ کلامی سے لڑائی جھگڑے تک بھی پہنچ سکتا ہے آپ ایک باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ کیا ایسا ہونے سے آپ کی اچھی شہرت اور نیک نامی کو دھچکہ نہیں لگے گا۔ آپ لوگوں کے سامنے تماشہ نہیں بنیں گے۔ اس لیئے اپنے مخاطب کو شیریں کلام میں جواب دیں ——— وہ کوئی بے بنیاد الزام آپ پر لگائے تو بڑی نرمی سے اس کی نفی کریں۔ آخر کار اس کا فائدہ آپ ہی کی ذات کو پہنچے گا۔

Marfat.com

فزکس اور کیمسٹری کے ماہرین نازک جذبات واحساسات رکھنے والے ادیبوں اور شاعروں پر اکثر یہ اعتراضات کرتے ہیں کہ یہ لوگ صرف خیالات کی دنیا میں بستے ہیں اور اَن دیکھے محبوب کے سروقامت اور صراحی دار گردن کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔ سائنس میں بھی تو مشاہدات کے ساتھ ساتھ بہت سی اَن دیکھی چیزوں پر یقین کیا جاتا ہے۔ ان دیکھے (INVISIBLE) ایٹم اور الیکٹران کے خواص پر بڑے اعتماد سے بحث کی جاتی ہے۔

اپنے ساتھی کو اس کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں سمیت قبول کیجئے ــــــــــ کیونکہ اس جہاں میں کوئی انسان مکمل نہیں۔ کسی کی ذات میں بہت سی اچھائیاں موجود ہیں تو چند ایک خرابیاں بھی پائی جائیں گی۔ آپ اچھی عادات کو تو پسند کریں اور جو باتیں آپ کو ناپسند ہوں ان کو گوارا بھی نہ کریں تو ساتھ کیسے نبھے گا۔ کسی کی زندگی اور ظاہری رکھ رکھاؤ کتنا ہی عمدہ کیوں نہ ہو ــــــــــ اکثر اس کے بہت ہی نیچے اغراض اور خواہشات کا ایک سلسلہ موجود ہوتا ہے۔

بے اصولی کے وقت کسی کو فوراً ہی اصول بتانا اس وقت کی سب سے بڑی بے اصولی ہوتی ہے ــــــــــ جب کوئی غلط حرکت کر رہا ہو اس وقت اسے ٹوکنے پر طیش آئے گا۔ نصیحت بڑا نازک کام ہے اس کام کے لیے بڑے سلیقے اور قرینے کی ضرورت ہوتی ہے غلط کام کرنے والے کو تھوڑی دیر بعد پیار سے سمجھائیں تو ضرور سمجھ جائے گا مگر نصیحت کو زور سے اس پر برسائیں گے تو اسے بغیر دیکھے اور سمجھے واپس کر دے گا۔

Marfat.com

سائنس میں دو جمع دو (۲) ہمیشہ چار (۴) ہوتا ہے جب کہ شاعری میں دو جمع دو بائیس (۲۲) بھی ہو سکتا ہے۔

جب انسان کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا جب اُس کی زندگی میں صرف ہندسوں اور مشینوں کا رواج ہو گا جب شب و روز اُسے بٹنوں اور سوئچز آن آف کر کے صرف آلات کی وساطت سے جینا پڑے گا ـــــــ اُس زمانے میں بھی لوگوں کے دل میں یہ بات ضرور آئے گی کہ کاش کوئی اکیلے میں بیٹھ کر اُن کے دُکھ سُنے کوئی چند منٹ کے لئے اُن کے دِل کا حال سن کر شرمائے۔ کوئی انہیں دیکھ کر خوشگوار حیرت کا اظہار کرے کسی کی آنکھیں اُن سے ملتے ہی مسکرانے لگیں کیونکہ مشینیں تو دُکھ سُکھ کے احساس سے عاری ہوتی ہیں۔ انہیں کسی بات پر بھی حیرت نہیں ہوتی وہ تو چپ چاپ اپنا کام کرتی جاتی ہیں۔ وہ کسی سے پیار نہیں کرتیں ـــــــ وہ نہ تو مسکراتی ہیں اور نہ ہی کبھی اُداس ہوتی ہیں۔

رَاہ چلتے ہوئے آوارہ لڑکوں کے ساتھ مِل کر آپ نے ـــــــ کالج جاتی ہوئی لڑکیوں پر آوازے کَسنے ہوئے کبھی سوچا کہ اگر کوئی اسی طرح کسی روز برلب سڑک آپ کی پاکیزہ اور نیک نام ہمشیرہ کو سرعام ستاتے تو آپ کے دِل پر کیا گذرے گی !!

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو چیز نظروں کے سامنے موجود ہو اُس پر بڑی آسانی سے یقین آجاتا ہے۔ لیکن حقیقی دنیا میں اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے لندن اور نیویارک نہیں دیکھے صرف اخباروں رسالوں ریڈیو اور ٹی وی

Marfat.com

پر اُن کا تذکرہ سُنا ہے ہم نے بھی یہ شہر نہیں دیکھے صرف لوگوں سے تذکرہ سُنا ہے۔ آپ کی طرح مجھے بھی سو فیصد یقین ہے کہ یہ شہر کرہ ارض پر موجود ہیں اور اگر کوئی شخص اس بات کو نہ مانے تو اُس کی ذہنی حالت یقیناً مشکوک ہے جب عام لوگوں کے کہنے پر (جو ان شہروں کو دیکھ کر آتے ہیں) ہم اُن کی بات کا یقین کر لیتے ہیں تو مخبرِ صادق جب ہم سے کہیں کہ وہ جنت اور دوزخ دیکھ کر آئے ہیں۔ تو اس بات کا پکا یقین کیوں دلوں میں نہیں بیٹھتا۔ کیا ہم اپنے نبی کی بات پر ایک عام آدمی کی بات جتنا اعتبار بھی نہیں کرتے؟ اگر کرتے ہیں تو اس یقین کا اظہار ہماری عادتوں اور ہمارے روز و شب کے افعال سے ہونا چاہیے!!

اب سے پچاس برس پہلے کہیں دور سے سرخ آندھی اُٹھتی ہوئی نظر آتی تھی تو بڑے بوڑھے خیال کیا کرتے تھے کہ کہیں بڑا ظلم ہوا ہو گا کسی قریبی جگہ قتل ہوا ہو گا تبھی تو افق سے لال آندھی اُبھر رہی ہے آج ایک ہی شہر میں ایک دن میں ہی کتنے قتل ہو جاتے ہیں مگر شہر کے کسی افق سے کوئی سرخ بگولہ نہیں اُٹھتا۔ ایف آئی آر لکھی جاتی ہے ابتدائی رپورٹ کے بعد اور رپورٹیں تحریر ہوتی ہیں۔ جامنی رنگ کی پنسلوں سے محرّر نقلیں تیار کرتے ہیں۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ پر نشان لگاتے جاتے ہیں۔ پھر کچھ عرصہ گزر جانے پر یہ فائلیں داخل دفتر ہو جاتی ہیں لیکن ——— مرنے والے کے لواحقین اس کی بیوی اور بیٹوں۔ بہنوں اور ماں باپ کے دل پر لکھی ہوئی رپورٹیں کبھی داخل دفتر نہیں ہو سکتیں۔

Marfat.com

ہر طرف وحشت ہی وحشت ہے ایک افراتفری مچی ہوئی ہے کہیں بموں کے دھماکے ہیں تو کہیں زلزلے اور حادثات۔ انسانی خون کبھی اتنا ارزاں نہیں ہوا تھا جتنا آج ہو چکا ہے۔ انسان پوری دنیا کے انسانوں کو چند سیکنڈوں میں تباہ کرنے پر تحقیق کر رہا ہے ــــــــ انسان خود ہی اپنی نسل کو ملیا میٹ کرنے کے در پے ہے صرف جھوٹی انا اور غلط ترجیحات کو قائم رکھنے کی خاطر! امن کی فاختہ کے منہ میں دبی ہوئی تازہ پھولدار شاخ مرجھانے لگی ہے ــــــــ اس فاختہ کی آنکھوں میں اب خوف کی پرچھائیاں ہر وقت تیرتی رہتی ہیں۔ ذہین سائنسدان مختلف قسموں کے بم ایجاد کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ کاش کوئی ان کی ریسرچ کا رُخ موڑ دے تو دنیا ایک اور بڑی تباہی سے بچ جائے ــــــــ ناگاساکی اور ہیروشیما سے اس دور کے انسان نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ وہ لوگ اُس دن کی یاد آج بھی بڑے ہی سوگوار چہروں کے ساتھ مناتے ہیں جب ایک تباہ کن اور نظروں کو خیرہ کر دینے والی چمک اُن پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔ جس دن لاکھوں لوگوں کی ہنستی بستی آبادیوں میں سے صرف دس بیس افراد زندہ سلامت بچے تھے۔ باقی مر گئے۔ زخمی ہو گئے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپاہج ہو گئے کاش کوئی ان لائق فائق سائنسدانوں کو دل درد مند کا یہ پیغام پہنچا دے جو کروز اور سام میزائل بنانے میں مصروف ہیں کہ اگر تم لوگ اسی روش پر چلتے رہے تو اتنی بڑی تباہی آئے گی کہ پھر اُس تباہ کن دن کی یاد منانے والا بھی کوئی نہیں بچے گا۔

چیونٹی اپنی استطاعت سے کئی گنا زیادہ وزن اٹھا لیتی ہے تو ــــــــ میں بھی اپنی ہمت سے بڑا کام کر سکتا ہوں۔

Marfat.com

عابد ہمارے چھوٹے سے گاؤں میں ہمارے ساتھ ہی پڑھتا تھا اُس کے والد بھی وہیں ملازم تھے سب باہم محبت سے رہتے تھے —— شاید عابد کے ابّو کے پروگرام زیادہ وسیع تھے۔ اس لیے انہوں نے گاؤں سے اپنی ٹرانسفر لاہور کروالی۔

عابد ہمارا بچپن کا ساتھی تھا۔ میٹرک کرنے کے بعد مَیں اس سے ملا تو اُس نے گاؤں جانے کا بڑا اشتیاق ظاہر کیا "چوہدری لال دین تمہیں اور تمہارے ابّا جی کو بہت یاد کرتے ہیں"۔ میں نے اُسے بتایا "اچھا" اُس نے بڑے شوق اور تمنا کے لہجے میں کہا۔

"حیات نائی، بابا محمد حسین اور دوسرے گاؤں والے بھی اکثر آپ لوگوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں"

"یار میں تو خود بہت اداس ہو جاتا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ اُڑ کر اپنے گاؤں پہنچ جاؤں"۔ "تو پھر کسی روز آ جاؤ نا"

"نہیں! میرے ارادے بڑے لمبے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ بہت بڑا آدمی بن جاؤں۔ اب تو میں اُسی وقت گاؤں جاؤں گا جب میری اپنی جیپ ہو گی۔ اردلی اور بُٹ مین ساتھ ہوں گے اور ملازمین کی ایک فوج میرے پیچھے۔ بس تم دیکھتے جانا گاؤں والوں کو بھی تو پتہ چلے گا کہ عابد آیا ہے؟"

ایف اے کرنے کے بعد ایک بار شہر میں ملا تو کہنے لگا۔ "میں نے ملٹری جوائن کر لی ہے وہ دن دور نہیں جب میرے سارے سپنے سچ ثابت ہو جائیں گے"۔

چند سال بعد اچانک میری اس سے ملاقات شاد باغ میں ہوئی اُس نے بڑی اپنائیت سے گاؤں والوں کے بارے میں فرداً فرداً پوچھا۔

"یار پچھلے دنوں چوہدری لال دین تو فوت ہو گئے"۔

Marfat.com

"اوہو بڑے افسوس کی بات ہے" اظہارِ تاسف میں وہ کچھ دیر چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس ملاقات کو بھی برسوں بیت گئے۔ پچھلے دِنوں ایک سرکاری جیپ ہمارے گاؤں کے باہر آکر رُکی گاؤں کے ندیدے بچے جیپ کے اِردگرد آکر اکٹھے ہو گئے کسی نے شیشہ سرو ڑا۔ کسی نے باڈی پر مٹی مل دی۔ آرمی کے ایک میجر صاحب نیچے اُترے اور لوگوں سے پوچھا "میں بابا محمد حسین سے ملنا چاہتا ہوں"

"جناب عالی! وہ تو پچھلے دِنوں رضائے الٰہی سے یہ دنیا چھوڑ کر چلے گئے"

گاڑی کے گرد اکٹھے ہونے والے ہجوم میں سے آواز آئی۔

"میں صدیقی صاحب کا بیٹا میجر عابد ہوں۔ شاید آپ لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا"

ہجوم نے بیگانگی میں دائیں بائیں سر ہلائے۔

"ہم تو اس نام کے کسی آدمی یا اُس کے بیٹے کو نہیں جانتے۔ ویسے آپ ڈیرے پر چلیں۔ آپ کی خدمت خاطر کرتے ہیں۔ آئیں کسی ریفر، پیئیں"

میجر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور خلاؤں میں گھورنے لگے۔ میں نے دُور سے ہجوم دیکھا تو اس طرف چلا آیا۔ میجر عابد اپنی جیپ پر دونوں کہنیاں ٹکائے گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ میں نے جا کر شانے پر ہاتھ رکھا تو بے دلی سے بغلگیر ہوتے اور آہستگی سے کہنے لگے۔

"تم جانتے ہو ——— ! میں نے اس دن کے لیے شدید محنت کی تھی میں اپنے گاؤں والوں کو بڑا آدمی بن کر دکھانا چاہتا تھا لیکن مجھ سے ایک بھول ہو گئی۔ میں نے اپنے پیاروں سے رابطہ ہی نہیں رکھا۔ کبھی انہیں آکر ملا ہی نہیں۔ اب یہ مجھے پہچانتے بھی نہیں تم خود ہی بتاؤ میں کس مان پر اور کس خوشی کی بنا پر انہیں اپنے شانوں پر سجے ہوئے

Marfat.com

پھول اور سینے پر لگے ہوئے ستار دکھاؤں"

بہت اسرار کے باوجود وہ گاؤں میں نہ رُکے نہیں۔ اردلی اور ڈرائیور کو انہوں نے چھڑی سے اشارہ کیا اور جیپ میں سوار ہو گئے۔ گاؤں کے کچے راستے پر دھواں اڑاتی جیپ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو سب لوگ میرے پیچھے پڑ گئے۔

"بتاؤ تو سہی یہ فوجی افسر کون تھا ایسا لگتا ہے کہ تمہارا پرانا دوست ہے"

میں نے سر جھکا کر کہا" نہیں بھائیو یہ تو کوئی اجنبی تھا بیچارہ بھول گیا تھا اس لئے مجھ سے اپنے گاؤں کا راستہ پوچھ رہا تھا۔

اِس وقت دنیا کی کل آبادی میں ہم ایک ارب سے بھی زیادہ کی تعداد میں ہیں۔ اتنی تعداد میں قطرے ملیں ــــــ تو سیلاب بن جاتے ہیں ہوا کی لہریں اتنی تعداد میں چلیں تو آندھیاں جنم لیں ــــــ ذرّے اس تعداد میں ملیں اور اکٹھے ہو کر چلنے لگیں تو گرد وغبار کا ایک بہت بڑا طوفان بن جائیں ــــــ لیکن ایک ارب مسلمان اپنی اپنی چھوٹی اور علیحدہ دنیاؤں میں مگن ہیں۔ عرب ملکوں کے سارے باشندے اکٹھے ہو کر اسرائیل پر تھوک بھی دیں تو وہ اسی میں بہہ جائے گا ــــــ لیکن افسوس کہ ہم اس کے لیے بھی اکٹھے نہ ہو سکیں گے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ عرب سلاطین اپنی ہی بغل میں ایک جمہوری فلسطینی ریاست کا قیام دل کی تہہ سے تسلیم کر لیں تو ایسا واقعتاً بھی ہو سکتا ہے مگر وہ ایسا کبھی نہیں چاہیں گے ــــــ کیونکہ یہ نمائندہ حکومت ان کی غیر نمائندہ بادشاہت کے لیے سخت خطرہ ہو گی ــــــ اور مستقل خطرہ بنی رہے گی لیکن ایسا کب تک ہو گا۔ انسانی بیداری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ شہنشاہیت

Marfat.com

بالآخر کہیں بھی باقی نہیں رہے گی۔ مصر کے شاہ فاروق نے آخری دم ٹھیک ہی تو کہا تھا کہ دنیا کے ہر ملک سے شہنشاہ چلے جائیں گے صرف دنیا میں دو قسم کے بادشاہ رہ جائیں گے ایک تاش کے پتوں والا اور دوسرا بادشاہ برطانیہ کا۔ !

بدر کے مقام پر صرف تین سو تیرہ ایمان والوں نے سارے کفر کو ملیا میٹ کر دیا تھا کیا آج ساری دنیا کے لاکھوں مسلمانوں میں تین سو تیرہ بھی صحیح ایمان رکھنے والے موجود نہیں! میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ان کروڑوں مسلمانوں میں تین سو سے کہیں زیادہ مکمل ایمان رکھنے والے خدا کے مسلمان بندے موجود ہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے مدد کے فیصلے ——— "فی کس مقدار ایمان" ——— پر اترتے ہیں یعنی ایک آدمی کے حصے میں انفرادی طور پر ایمان کی کتنی مقدار آتی ہے آج کے دور میں پائے جانے والے کل مسلمانوں کے اندر موجود ایمان کو سب مسلمانوں پر برابر تقسیم کر دیا جائے تو ہر مسلم کے حصے انتہائی قلیل ایمان آئے گا ——— اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ اس انتہائی کمزور ایمان پر ہمارے حق میں آسمانوں سے کیا فیصلہ اترے گا۔ بدر کے میدان میں تو ہر مسلمان ایمان کے درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا اس وقت مسلمانوں میں فی کس مقدارِ ایمان بہت زیادہ تھی اس لیے فرشتے اُن کی نصرت کو قطار اندر قطار کیوں نہ اُترتے۔ کسی سیٹھ کے پاس لاکھوں روپیہ موجود ہو اور کسی مفلس کے پاس صرف دس روپے ہوں تو کہنے کو دونوں ہی پیسے والے ہیں جب کہ سیٹھ صاحب اپنے پیسے سے ہر چیز خرید سکتے ہیں اور یہ مفلس آدمی اپنے پیسے سے ایک وقت کی روٹی بھی جی بھر کر نہیں کھا سکتا۔ یہی حال ہمارے ایمان کی سطح کا ہے یہ ایمان جسے ہم چند روپوں کے لالچ میں فروخت کر دیتے ہیں کفر کے مقابلے میں ہماری کیا مدد کریگا

Marfat.com

آیئے اپنے انفرادی ایمانوں کو اُس بلند سطح پر لے جائیں جہاں بدر و حنین جیسے فیصلے ہمارے لئے اتریں پہلے خود کو مدد کا مستحق تو ثابت کریں پھر اُس سے الطاف و عنایات کا مطالبہ جائز ہا ورنہ بالکل بے سود و عبث ہے۔

ایک آدمی اپنی ناجائز خواہش کے حصول کے لیے پچیس آدمیوں کی خواہشات کو قطع کر دیتا ہے اور یہ پچیس آدمی اپنی اپنی منہ زور خواہشات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے پچاس دوسرے لوگوں پر زیادتی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بگاڑ اور افراتفری اسی طرح انسانوں میں اور اُن کے گھروں میں پھیلتی جاتی ہے۔

لندن برج کے پاس بنے ہوتے ٹاور میں ہیروں کا ایک عجائب گھر ہے جس میں انواع و اقسام کے سٹون رکھے ہوتے ہیں۔ کوہ نور نامی مشہور و معروف ہیرا بھی یہاں پڑا ہے۔ سبھی قیمتی پتھروں کے ساتھ ایک ایک چٹ رکھی ہوئی ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ ہیرا فلاں ملک سے اور یہ ہیرا فلاں ملک سے لایا گیا۔ کوئی پتھر افریقہ سے تو کوئی ہندوستان سے لا کر یہاں سجایا گیا۔ اس ایک ہی عجائب گھر سے دنیا کی مہذب ترین قوم کی عادات کا پتہ چل جاتا ہے کہ انہوں نے کون کونسی قوموں کو تاخت و تاراج کیا — ہند کے کیا کیا خزانے برطانیہ لے جا کر ڈھیر کئے۔ اور قیمتی پتھروں دھاتوں کا رونا اتنا زیادہ نہیں وہ ہماری کمزوری کی وجہ سے ہمارا تشخص تک چرا کر لے گئے۔ ہماری انا اور عہد ماضی سے اسلاف سے آئی ہوئی عادتیں بھی ہم سے چھین کر لے گئے ——— وہ قوم میری قوم کو بالکل تہی دست اور قلاش کر گئی ہے !!

Marfat.com

دین جس حیثیت میں اور جس شکل میں خدا کے آخری نبی پر اُترا تھا اُس کی شکل آج بالکل بگڑ چکی ہے ـــــــ اس کے شعائر کو ذاتی اغراض کی بنا پر بدل دیا گیا ہے۔ اُس سادہ سے دین میں جان بوجھ کر بہت سی پیچیدگیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ صحابہ کے دور میں بھی کوئی دقیق مسائل اور بہت گہرے نقاط دین میں تلاش نہیں کئے جاتے تھے۔ وہ لوگ سیدھے سادے مسلمان تھے۔ انہوں نے خدا اور رسول کے علاوہ اور کسی ذات کی اپنے اوپر پابندی نہیں لگائی تھی۔ صرف خدا کے احکام اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو اپنا کر انہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت مل گئی تھی ـــــــ یہ کام آج بھی کچھ ایسا مشکل تو نہیں ؟

ایک صاحب بات کر رہے تھے کہ اب پلاٹ بہت مہنگے ہو چکے ہیں جی ٹی روڈ پر تو دس مرلے کا پلاٹ بھی ایک لاکھ روپے سے زائد میں فروخت ہو رہا ہے اور جوں جوں دن گذرتے جا رہے ہیں قیمتیں بڑھتی جائیں گی ـــــ مجھے خیال آیا کہ رہائشی پلاٹس کی قیمت اب ہم جو چاہیں مقرر کر لیں مگر اس خطے کی تو سیم اور تھور والی بنجر زمینیں بھی انتہائی قیمتی ہیں۔ ان بے آب و گیاہ زمینوں کے ایک ایک انچ کے حصول کے لئے نہ جانے کتنی سرسبز جوانیاں ویران ہو گئیں۔ کیسے کیسے لہلہاتے نوجوان کٹ گئے۔ باپ کے سامنے اُس کے پورے خاندان کو تہ تیغ کر دیا گیا ہم نے ان پلاٹوں کے لیے اس ملک کے لئے اسلام نافذ کرنے کے لئے ایک ابتدائی لیبارٹری کی صورت میں اس خطۂ ارض کو پانے کے لئے لاکھوں جانوں کی قربانی دی اس وطن کی تو ایک ایک گلی بڑی قیمتی ہے ـــــــ اس ارضِ پاک کو صحیح معنوں میں پاکیزہ بنانے کی ضرورت ہے !

Marfat.com

میں نے کچھ لوگ ایسے بھی دیکھے ہیں جن کی طبیعت انبیاءؑ والی ہوتی ہے ـــــــ وہ اپنی کم اور دوسروں کی فکر زیادہ کرتے ہیں۔ سارا دن وہ صرف اپنے ہی کاموں میں مصروف نہیں رہتے بلکہ اپنا بیشتر وقت دوسروں کے کام کاج کرنے میں صرف کرتے ہیں۔

آپ کسی سے ملنے گئے ہیں تو اُس شخص سے اُس کی دلچسپی والی باتیں کریں اگر آپ صرف اپنی پسند کے موضوعات پر گفتگو کریں گے تو آپ کا مخاطب بہت جلد بور ہو جائیگا چند لمحوں بعد ہی وہ آپ سے اُکتا جائے گا۔ لیکن آپ اس کی پسندیدہ اشیاء کے بارے میں اُس کی خواہشات اور اُس کے مشاغل کے بارے میں بات چیت کرینگے تو اُسکے دل میں آپ کے لئے پسندیدگی کے جذبات ابھریں گے۔

ظاھری حالات کو کبھی بھی اصل اور اٹل نہ سمجھیں کیونکہ خدا کی ذات اس چیز پر قادر ہے کہ ظاہری حالات کتنے ہی تباہی والے کیوں نہ ہوں ـــــــ وہ بچانے پر آئیں کامیابی دلانے کا فیصلہ کرلیں تو نقصان ظاہر کرنے والے سب نقشوں کے اندر سے فائدہ نکلتا ہوا نظر آجائے گا ـــــ جیسے حضرت اسماعیلؑ کی گردن چھری کے نیچے ہے۔ زندگی کو خطرہ ہے۔ گلا کٹ جانا یقینی ہے۔ تیز چھری ہے ـــــــ پیغمبر کی طاقت والا ہاتھ چھری کو چلا رہا ہے ـــــ لیکن ظاہری نقشے کے اُلٹ گلا نہیں کٹا۔ حضرتِ موسیٰ اپنے پیروکاروں کے ساتھ دریائے نیل کے کنارے کھڑے ہیں آگے گہرے پانی ہیں۔ اور پیچھے فرعون کی ظالم فوج! سارے منظر تباہی کے ہیں۔ بچنا ناممکن نظر آرہا ہے پیروکار پریشان ہو کر پکار اُٹھتے ہیں "اے موسیٰ آپ خود اور آپ کا رب اب آکر ان سے لڑیگا

Marfat.com

ہم تو پکڑے گئے۔ ہم تو مارے گئے" لیکن یقینی تباہی سامنے دیکھ کر بھی صرف اور صرف ایک انسان ڈٹا ہوا ہے اور وہ ہے حضرت موسیٰؑ کی ذات ــــــ انہیں یقینِ کامل ہے کہ اُن کا خدا انہیں ضرور بچا لے گا ــــ ! اور پھر واقعتاً ایسا ہی ہوا کہ پانیوں نے راستے دے دیے۔ ہر قبیلے کے لیے علیحدہ راستہ بن گیا جس میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہیں۔ حضرتِ ابراہیمؑ بھی خدا کے سچے دوست تھے اور خدا اپنے سچے دوستوں کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے۔ انہیں ایک بہت بڑے الاؤ میں ڈالا جا رہا ہے ــــ اور سب جانتے ہیں کہ آگ کا کام کیا ہے ؟ جو چیز اُس میں جائے گی جل کر خاک ہو جائے گی۔ مگر خلیلِ خدا کا ایک بال بھی نہیں جلا ــــ ہم لوگ ذرا سی پریشانی پر گھبرا جاتے ہیں۔ ذرا سی افتاد پڑے تو ہمیں اپنی بربادی کا یقین آ جاتا ہے ــــ ہمیں خدا کی طاقت پر کوئی اعتماد ہی نہیں۔ ہم نے اُس سے کبھی دِل کی بات کی ہی نہیں ــــ اس سے کبھی کچھ مانگا ہی نہیں کاش جو ایمان حضرتِ موسیٰؑ، حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو حاصل ہوا تھا۔ اُسی ایمان کا ایک ذرّہ یا اُس ذرے کا بھی کچھ حصہ ہمیں میسر ہو تو انتہائی پریشان کن حالات میں بھی ہم ہر کسی کو مسکراتے ہوئے نظر آئیں۔

درزی کی قینچی جب کبھی غلط چل جائے تو نیا فیشن وجود میں آ جاتا ہے پھر ایسی بھیڑ چال شروع ہوتی ہے کہ ہر کوئی اپنے درزی کے پاس جا کر اُسی ڈیزائن کی فرمائش کرتا ہے۔ ہم ہر کسی کا ہر رنگ اثر قبول کرنے پر کمر بستہ ہوتے ہیں۔ مگر ہم نے خود دوسروں پر اثر انداز ہونے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کبھی اس بارے میں نہیں سوچا !

Marfat.com

آپ اگر شہر میں رہتے ہیں تو آپ کے بہت سے ملنے والے گاؤں سے آپ کے پاس آتے رہتے ہوں گے۔ کسی کو کچہری میں کام ہے تو کسی کو تحصیل آفس میں۔ کسی کا مریض آپ کے شہر میں آپ کے گھر کے پاس ہی واقع سول ہسپتال میں داخل ہوا ہے تو کوئی آپ کے ہاں اس لئے چلا آیا ہے کہ آپ آج کی مصروفیات ترک کر کے سارا دن اُسے شاپنگ کروائیں ـــــ ایسے کاموں پر جانے کو آپ کا جی تو نہیں چاہتا ہو گا۔ لیکن غرض مند آدمی تو دیوانہ ہوتا ہے ـــــ آپ کو جانا ہی پڑتا ہو گا۔ آپ کی اپنی بھی کچھ ضرورتیں ہیں اُسی روز اپنے بھی کچھ ضروری کام نپٹانا تھے۔ لیکن جب آپ کسی کے کام آتے ہیں اور وقتِ رخصت جب وہ آدمی دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور زبان سے آپ کو دعائیں دیتا ہے تو آپ کی طبیعت کی اکتاہٹ ضرور ختم ہو جاتی ہو گی یہ دعائیں ہمارا سرمایہ حیات ہیں۔ انہی دعاؤں سے ہمارے سارے کام سنورتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی ایسی ہی دُعا کی وجہ سے ہمارے سر پر پڑنے والی بہت بڑی مصیبت خدا نے ٹال دی ہو۔ یہ دعائیں ہمارے سروں پر سایہ فگن رہتی ہیں۔ ہر دم آپ کی محافظ بنی رہتی ہیں اور آخرت میں پیش آنے والی منازل کی کفالت بھی کرتی ہیں ـــــ ہو سکتا ہے کسی کے لئے آپ نے تھوڑی سی تگ و دو کی اُس کا کام بن گیا اور اُس نے بڑی ہی عاجزی سے خدا کے حضور آپ کے جینے کی دعا کی تو آپ کی ختم ہونے والی عمر تک بڑھ سکتی ہے ـــــ ایسے آدمی کی طرف موت آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتی۔

بہت سے ناعاقبت اندیش والدین بیٹیوں کا رشتہ کرتے ہوتے بے جا اور فضول قسم کی شرائط عائد کرتے ہیں دو چار لاکھ حق مہر لکھوانے کا کیا فائدہ؟ کیا صرف حق مہر کے

Marfat.com

بندھے ہوئے ہی یہ دو انسان ساری زندگی گذاریں گے اس سے کہیں زیادہ اچھا نہیں کہ بہت زیادہ حق مہر کی بجائے وہ اپنے باہمی اعتماد کی وجہ سے ایک ساتھ رہیں۔ شرائط کی لسٹ ہیں پھر ماہانہ خرچہ لکھوایا جاتا ہے الگ گھر میں رکھنا منوایا جاتا ہے۔ ایک نیک سیرت لڑکی کی قیمت کو حق مہر کی مقدار سے ناپنا بہت بڑی کم نہی ہے ایسی لڑکی کی قیمت تو ہندسوں میں بتائی ہی نہیں جا سکتی۔

لاؤڈ سپیکر پر روزانہ اعلان ہوتا ہے ـــــــ کہ ایک ضروری اعلان سنیئے اور اس کے بعد کسی کی موت کی اطلاع دی جاتی ہے اور اب تو یہ ضروری اعلان اس کثرت سے ہونے لگے ہیں کہ ان کی نوعیت غیر ضروری اعلان کی سی ہو گئی ہے پہلے دھاڑیں دور دور سنائی دیا کرتی تھیں اب قریب آتی جا رہی ہیں اسی طرح ہوتے ہوتے کسی دن ہمارے لئے بھی ایسا ہی کیا جائے گا وہ ایک لمحہ کہ جسے ہر حال میں آنا ہے اس کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے کوئی جنازہ جاتے ہوتے دیکھا تو کسی نے پوچھا۔

"کس کا جنازہ ہے"

سننے والے نے کہا "بھائی تیرا جنازہ ہے اور اگر تو برا منائے تو پھر میرا جنازہ ہے" کہنے والے کا مقصد یہی تھا کہ یہ تو چلا گیا۔ اب ہم دونوں میں سے کسی ایک کی باری ہے ـــــ آیئے یہ سانس یہ دن رات بچ گئے ہیں انہیں اپنی زندگی کا بونس سمجھ کر ان میں کچھ کر لیں۔

دکھ سہتے سہتے انسان کو عادت ہو جاتی ہے تو سکھ اسے راس نہیں آتے کسی کی ہمدردی

Marfat.com

اور محبت پاکر وہ پریشان ہو جاتا ہے غلط قسم کے حالات بھی مسلسل طاری رہیں تو انہی حالات میں زندہ رہنے کی عادت ہو جاتی ہے پُرسکون نیند کے لئے ہم شور و غوغا سے دُور کہیں لیٹنا پسند کرتے ہیں۔ سنا ہے کہ نیاگرا کی مشہورِ زمانہ آبشار کا ارد گرد کے علاقے میں بہت شور رہتا ہے لیکن یہ شور سُننے کی مسلسل عادت اُس علاقے کے رہنے والے لوگوں کی سرشت میں رَچ گئی ہے ایک رات اچانک یہ شور بند ہو گیا تو لوگ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے۔ بعد میں پتہ چلا کہ آبشار کے راستے میں ایک بڑا گلیشیر آکر پھنس گیا تھا۔

دین کی قدر و قیمت ہمارے ہاں بالکل نہیں رہی۔ یہ حالات اس لئے پیدا ہوئے کہ دین پر ہم نے کچھ نہیں لگایا اس پر ہماری INVESTMENT ہی کچھ نہیں ہمارا جو بچہ ذہین ہو اُسے ہم ڈاکٹر یا انجینئر بناتے ہیں سی ایس ایس کا امتحان دلواتے ہیں یا چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ بنواتے ہیں۔ ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ بیٹا کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی کرے کہ کمپیوٹر کی دنیا تو ورلڈ آف لٹ مارو ہے کل کلاں کو اس چیز کی بڑی مانگ ہو گی بہت بڑا سکوپ ہو گا۔ ہمارا کبھی جی نہیں چاہا کہ بیٹا قرآنِ پاک حفظ کرے کیونکہ ہمارے سامنے اُس کی اس کوالی فیکیشن کا کوئی سکوپ نہیں ! اُس کی اس حفظِ قرآن کی ڈگری کی کوئی مانگ کل کلاں کو نظر نہیں آتی۔ جن گھروں میں کچھ کچھ رہا سہا دینی ماحول موجود ہے وہاں بھی جو بچہ اپاہج ہو اُسے مسجد میں بھیج دیا جاتا ہے یہ معذور بچہ جب قرآن و حدیث کا قیمتی علم سیکھ لیتا ہے تو فہم قرآن کی عظیم دولت سینے میں لیے اپنی دو وقت کی روٹی کے لئے محلے کی مسجد میں بیٹھ کر امیر لوگوں کی طرف دیکھتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں علماء کی معاشرے میں بحالی کے لئے انتظامی ڈھانچہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ ہم لوگ علماء کی صحیح خدمت نہیں

Marfat.com

کرتے حالانکہ ضروریات تو ان کے ساتھ بھی لگی ہوئی ہیں اس لئے اُن بیچاروں کو مختلف طریقوں سے یہ ضرورتیں پوری کرانا پڑتی ہیں ـــــــ اور اسی لئے اکثر اوقات دینی شعائر کو بھی روٹی کے حصول میں ملوث کر دیا جاتا ہے۔

خدا کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہر کسی کا پردہ رکھا ہوا ہے بہت سے عزیز و محترم لوگ جن کا ہمارے ذہن میں ایک انتہائی اعلیٰ و ارفع امیج بنا ہوا ہے۔ ان کی ذاتی زندگی اور بہت سی عادات کا ہمیں بالکل علم نہیں ہوتا بہت سے لوگ ہماری ظاہری عادات اور رہن سہن کی وجہ سے ہمارے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ ہمارا حد درجہ احترام بھی کرتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارے اندر کا علم ہو جائے۔ وہ کام جو ہم چھپ کر کرتے ہیں اُن پر عیاں ہو جائیں ہماری ذات کے چھپے ہوئے گوشے اُن پر ہویدا ہوں تو انہیں ہماری اصلیت کا پتہ چل جائے پھر وہ ہمارے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہ کریں سنا ہے کہ ایک بزرگ جن کی پاکیزگی کا شہرہ دُور دُور تک تھا اکثر اپنے آپ کو سرزنش کرتے رہتے تھے لوگ جب اُن کے منہ پر ہی اُن کی نیکی اور اعلیٰ ظرفی کی باتیں کرتے تو وہ کچھ دیر کے لئے اندر چلے جاتے۔ انہوں نے کچھ ایسی غلطیاں جو اُن سے سرزد ہو چکی تھیں۔ اُن کی فہرست بنائی ہوئی تھی۔ اُن کاغذات کو لیکر سب سے چھپ کر دوبارہ سہ بارہ اور بار بار پڑھتے پھر خود کو سمجھاتے کہ تیرا اندر کیسا ہے لوگوں کی باتوں سے مغالطے میں نہ پڑنا خدا کرے کہ جیسے اس دنیا میں اُس نے ہماری پردہ پوشی کی ہے قیامت کے روز بھی ہماری اسی طرح پردہ پوشی کر دے ـــــــ لوگوں کو ہمارے متعلق غلط فہمی ہی رہے ـــ وہ آخر دم تک یہی سمجھتے رہیں کہ یہ بڑا پاکباز شخص تھا۔ انہیں ہماری سیاہ کاریوں کا علم ہی نہ ہو

Marfat.com

سکے۔ اُنہیں پتہ ہی نہ چل سکے کہ ہم اندر سے کتنے گھٹیا تھے۔

سمرقند اور بخارا کی قسمت پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں۔ کم ہیں یہ شہر دین کی تعلیم اور قرآن و حدیث کی ریسرچ کے مرکز تھے۔ بڑی بڑی مساجد میں سینکڑوں طلبا دینی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ علماء درسِ حدیث دیا کرتے تھے لیکن اُن میں ایک کمی تھی کہ وہ دین کے لیے ہجرت نہیں کرتے تھے۔ وہ دوسروں کو دعوت نہیں دیتے تھے۔ دین کی دولت کو عام نہیں کرتے تھے۔ علماء بھی اگر دین کو نہ پھیلائیں اور اپنے اپنے گھروں ہی میں بیٹھے رہیں تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان کی اپنی گود میں بیٹھا ہوا بچہ جوان ہو کر اپنے رب کے وجود ہی کا انکار کر دیتا ہے بالکل یہی صورتِ حال ان لوگوں کی ہوئی جن علاقوں میں اسلام کا چرچا تھا آج وہاں خدا کا نام لینے والا بھی نہیں ملتا۔

سُنا ہے کہ ساری مخلوق خدا سے اپنی ہمت سے بڑھ کر مانگ لے اور خدائے پاک سب کو اُن کی طلب سے بھی زیادہ عطا کر دیں تو اُن کے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں ہوتی جتنی کہ سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے کل پانی میں واقع ہو جاتی ہے! ہمارے ذہن میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ خدا کے خزانے بہت بڑے سہی لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ کمی تو ہو جاتی ہی ہوگی۔ بے شک وہ کمی ناقابلِ ذکر حد تک کم ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ حقیقت اِس کے برعکس ہے واقعتاً اگر ایسا ہو تو خدا کے خزانوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ خدائے پاک تو ساری کائنات کے رب ہیں جیسے دیہات میں بڑی بڑی حویلیوں کے مالک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اُن کے ہاں بہت سے کمرے ہوتے ہیں ۔اُن کے ملازمین اور مزارعے مختلف کمروں میں رہتے ہیں وہ اگر کسی ایک کمرے سے کرسیاں اُٹھا کر دوسرے میں رکھ دیں یا کسی کمرے سے پلنگ اٹھا کر کسی اور کمرے میں بچھا دیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ یہ چیزیں ان کی اپنی حویلی میں ہی رہتی ہیں ۔ اسی طرح خدائے واحد لاشریک کسی کو علم بھی دے دیں وہ رہے گا تو اُن کی اپنی کائنات کے اندر ہی اس لئے کمی کیسے واقع ہو گی ؟

یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ملحدانہ نظریات کی ایک لہر اس لئے چلی ہے کہ طلباء اسلام کا مطالعہ تو کرتے نہیں مگر اسلام پر کئے گئے اعتراضات کا مطالعہ کرتے ہیں جو ذہنوں میں بے بنیاد شکوک و شبہات کو جنم دیتا ہے ۔ یہی طلباء اگر پہلے اپنے دین کا گہرا مطالعہ کریں اور بعد ازاں دوسرے نظام ہائے حیات کا تو اسلام ایک ضابطے کی حیثیت سے انہیں سب سے ممتاز مقام پر نظر آئے گا ۔

رقاصہ ناچے تو دیکھنے والا ساری رات جاگے گا دو تین پسندیدہ فلمیں سرکٹ کے بہترین سینماؤں میں زیر نمائش ہوں تو تین تین شو متواتر دیکھے گا ۔ نیند سے آنکھیں پھٹنے لگیں گی مگر آتشِ شوق کم نہیں ہوگی ——— اسی شخص کو اگر یہی محبت اور یہی شغف دین سے ہو تو پھر وہ راتوں کو جاگے گا مگر رقاصہ کو دیکھنے کے لئے نہیں وضو کر کے مصلے پر کھڑا ہونے کے لئے یہ تو اپنے اندر کی چاہت ہے ۔ جس کام کے لئے دل میں موجود ہو گی اُس پر جسم کو لے کر آ جائے گی ۔

Marfat.com

اکثر لوگ کسی کو کوئی مادی یا حقیقی فائدہ نہیں پہنچاتے جس کسی کو بھی اُن سے کام پڑے وہ صرف اپنی باتوں ہی سے اُس کو راضی کر دیتے ہیں حالانکہ دوستی اور تعلقات نفع اور نقصان کی بنیاد پر نہیں چل سکتے ۔

اپنے رَب سے ہمیشہ آسانیاں مانگیں ــــــ کیونکہ نیک اور صالح آدمی پر جب آزمائش آتی ہے، اور امتحان آتا ہے تو اُس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ راسخ عقیدہ رکھنے والے پر بھی جب مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں تو اس کا ایمان متزلزل ہونے لگتا ہے ــــــ وہی آدمی جو بڑی چاہت سے نماز پڑھتا تھا۔ بڑے دلگداز انداز میں دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا تھا بڑی پرسوز آواز میں اپنے رب سے مانگا کرتا تھا ــــــ پھر وہ بھی اعمال بڑی سست روی اور بددلی سے کرنے لگتا ہے ــــــ آئیے مل کر یہ دعا کریں کہ ہم پر کبھی بھی ہمارا مہربان آقا ایسا وقت نہ لاتے ۔

خوبصورتی ہمیشہ ساتھ نہیں رہتی مگر عادات وخصائل ــــــ اچھی ہوں یا بُری ہمیشہ آدمی کے ساتھ رہتی ہیں جس شخص کا اندر خوبصورت ہے اُس کے چہرے پر جھریاں چھا جائیں بال سفید ہو جائیں اور جسم کی کھال لٹکنے بھی لگے تو اُس کی شخصیت پھر بھی بڑی پیاری ہو گی۔ ایسا شخص عمر رسیدہ بھی ہو جاتے تو پھر بھی دلکش رہتا ہے۔ سبھی اُس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ کوئی ایسا شخص جو عمر کے اٹھارویں سال میں ہو جوانِ رعنا ہو مگر بری عادات کا حامل ہو اُس کی ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر لوگ اس کے قریب تو آ جائیں گے مگر جلد ہی اُس سے اکتا کر دور چلے جائیں گے ۔

Marfat.com

سچا لکھاری معاشرے کا صحیح عکاس ہوتا ہے۔ اُس کی تحریروں سے اُس کی قوم کے رویے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جس معاشرے میں وہ رہتا ہے۔ ایسے قلم کار کی حیثیت آنکھ کی سی ہوتی ہے۔ ایسی آنکھ جو قوم کے اندر پر نظر رکھتی ہے ایسی آنکھ جس کے ذریعہ سے بیرونی لوگ اور دوسری قومیں اِس کی دھڑتی کو دیکھ سکتی ہیں۔ اس کا مشاہدہ کر سکتی ہیں۔

آج کل بڑی بڑی مسجدوں میں لمبی لمبی صفوں میں کھڑے نمازی سجدہ کرتے نظر آتے ہیں۔ خدا کے حضور سر جھکاتے ہیں مگر اُن میں صرف چند ایک ہیں ـــــ جن کا دل بھی خدا کی بارگاہ میں جھکا ہوا ہو ـــــ تو کیا ایسے نمازیوں کو مسجدوں میں حاضری دینے کے لیے نہیں جانا چاہیے؟ شاید ایسا نہیں یہ لوگ جو نماز کی ظاہری شکل بناتے ہیں پھر بھی غنیمت ہیں۔ کیونکہ ظاہر کے بغیر باطن مردود ہے اور باطن کے بغیر ہی بنا ہوا ظاہر ہو تو وہ مقبول ہے۔

دعاؤں کی ہر وقت احتیاج رہتی ہے۔ آپ کتنے ہی خوشحال ہوں آپ کو کوئی بھی غم نہ ہو آپ کے سارے کام خوب سنور چکے ہوں ـــــ پھر بھی آپ کو دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کو ہر وقت ناگہانی آفات سے پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔ اپنی موجودہ صحت وعزت اور مال ومتاع میں مزید برکت کی دعاؤں سے اب بھی آپ کے دونوں ہاتھوں کا پیالہ بھرا ہونا چاہیے اور جھولی سب کو عطا کرنے والے کے سامنے پھیلی ہوئی چاہیے۔

Marfat.com

ساری دنیا کو خلوص و محبت کا درس دینے والے ادیب ایک دوسرے کے خلاف اپنے دلوں میں کینہ اور بغض چھپائے پھرتے ہیں۔ ہر وقت محبتوں کا تذکرہ کرنے والے ایک دوسرے سے شدید نفرت کرتے ہیں بڑے بڑے دانشور ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں سہہ سکتے ـــــ لکھاریوں کے گروپس کے درمیان اتنی بڑی غلط فہمیاں ہیں کہ کوئی ثالث انہیں اپنی بہترین کاوشیں بروئے کار لا کر بھی ختم نہیں کر سکتا۔ ـــــ اور صرف ایک شہر ہی نہیں ہر بڑے چھوٹے شہر کے ادیبوں کا یہی حال ہے۔ کوئی شاعر کسی بزم یا ادبی تنظیم سے صرف اس لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناراض ہو جاتا ہے کہ پڑھنے والوں کی لسٹ میں اس کا نام صحیح نمبر پر کیوں نہیں پکارا گیا ـــــ آج کا علم و فضل سے مالا مال اور اصلی تہذیب و تمدن میں پرورده ادیب بھی کہیں ایسی حرکات تو نہیں کر رہا جو آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے صحرائے عرب کے باسی کرتے تھے وہ بھی تو صرف اپنے گھوڑے کو پہلے پانی پلانے کی وجہ سے اپنے حریفوں سے ساری عمر جنگ کرتے رہتے تھے!

آج مسلمانوں کی اکثریت ضعیف اعتقادات کا شکار ہے ـــــ ہم سڑک پر پڑے ہوئے کسی ننگ دھڑنگ اور مخبوط الحواس شخص کو کرنی والا پیر ماننے پر ہر وقت تیار رہتے ہیں ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اس کی ذہنی حالت کیسی ہے اس کی زندگی اور اس کی شکل و صورت اس کا رہن سہن اور اس کی عادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے کس قدر ہٹی ہوئی ہیں۔ کسی جگہ کوئی بھی شخص ایک ڈھیرا لگا دے اور وہاں ایک ڈھول پیٹنے والا آدمی کھڑا کر دے ـــــ تو چند دن بعد ہی وہ جگہ ایک متبرک

Marfat.com

اور مقدس مقام کا درجہ اختیار کر جائے گی۔ حاجتیں مانگنے والے اور اپنی بگڑی سنوارنے والے اس جگہ کا رُخ کرنا شروع کریں گے ایک وقت تھا کہ ہم دنیا میں سب سے زیادہ راسخ اور پکے عقیدے والے تھے۔ گھرے درباؤں میں ہم نے ہی گھوڑے ڈالے تھے بالکل بیگانے ساحل پر اترے تو اپنی کشتیاں ہم نے ہی جلائیں تھیں۔ ایران کے آتش کدہ کو بھی ہم نے ہی بجھایا تھا ——— یہ سب کچھ ہمارے پختہ عقائد کی وجہ ہی سے ظہور پذیر ہوا تھا۔

کسی بھی میدان میں شروع شروع میں پیش آنے والی مشکلات آئندہ آنیوالی آسانیوں کا پیش خیمہ بن جاتی ہیں جب ہم کسی مقصد کو پانے کے لئے جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں تو راستے میں بے شمار رکاوٹیں کھڑی نظر آتی ہیں۔ منزل دھندلا جاتی ہے اور وہاں تک پہنچنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ ایسے میں کیا کیا جائے؟ کیا مشکلات سے گھبرا کر کوشش ترک کر دی جائے ——— ! نہیں ! ایسا نہیں بلکہ جستجو اور تلاش موقوف نہیں کرنی چاہیے۔ آدمی چلتا رہے تو ایک نہ ایک دن منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے اگر تھک کر بیٹھ جائے پھر تو گوہر مقصود ملنے کا کوئی چانس ہی نہیں رہتا۔ بظاہر حصولِ مقصد کی کوئی بھی صورت نظر نہ آتی ہو پھر بھی امید کا دامن تھامے رکھنا چاہیے ——— جب کبھی ہم زمین میں کھونٹا گاڑنے لگتے ہیں تو ہموار زمین میں چھوٹا سا سوراخ بھی پہلے سے موجود نہیں ہوتا۔ لیکن ہتھوڑے کی لگاتار ضربیں لگانے پر وہی ہموار زمین لکڑی کو جگہ دے دیتی ہے !

Marfat.com

جن کو کوئی ہم نوا نہ ملے انہیں مجبوراً تنہائی پسند بننا ہی پڑتا ہے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو فطرتاً تنہائی پسند ہو کیوں کہ طبیعتیں تو رونق کو پسند کیا کرتی ہیں۔ تنہائی تو اک عذاب ہے اور عذاب کو کبھی کسی نے خوشی سے قبول نہیں کیا۔ کوئی بھی عذاب کو پانے کی خواہش نہیں کرتا ـــــ اکیلا تو درخت بھی اُداس ہو جاتا ہے انسان تو پھر جذبات و احساسات رکھتا ہے۔ اکلاپا انسان کو اک اذیت ناک حالت سے روشناس کراتا ہے۔ اگر کوئی لوگوں سے بھاگتا ہے دور کسی کونے میں اکیلا بیٹھا رہتا ہے تو اُس کا ذہن اور جسم صحت مند نہیں اُس کے دِل پر ضرور کوئی بوجھ ہے۔ ایسا آدمی یقیناً اِک نفسیاتی مریض ہے۔ بعض اوقات اردگرد لوگوں کا ہجوم ہونے کے باوجود انسان خود کو بڑا تنہا محسوس کرتا ہے جب اُسے احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے دِل کی بات من وعن کسی سے بھی نہیں کر سکتا ـــــ اُس وقت اُسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اُس کے سامنے بہت سے حسین نظارے ہیں مگر وہ ایک بوڑھے برگد تلے بیٹھا ہے جس کا نام معاشرہ ہے۔ معاشرہ نامی اس عمر رسیدہ درخت کے تنے سے خود غرضی فریب کاری نفرت اور بزرگوں کی آمرانہ سوچوں پر مبنی شاخیں نکل کر دور تک چلی گئی ہیں اس کی گھنی چھاؤں میں بیٹھ کر بھی اُسے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کڑی دھوپ میں جل رہا ہے۔ برگد کی ان شاخوں پر سے جھولتی جڑیں اُس کے گرد اس طرح سے لپٹتی جارہی ہیں کہ وہ خود کو اُن کی قید سے چھڑا نہیں سکتا۔ اور اُس کی ناتمام آرزوئیں ایک پیلے پتے کی مانند ـــــ اس کی جھولی میں پڑی ہیں !

میری تمنا ـــــ کوئی ایسا ساتھی ـــــ جو میرے دُکھ کو سمجھ سکے۔

Marfat.com

سادہ دل آدمی سے جو تھوڑی سی محبت ظاہر کرے وہ اسے اپنا سمجھ لیتا ہے جو چند روز اچھا برتاؤ کرے اس پر اعتبار کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ تو کبھی مجھ سے دغا کر ہی نہیں سکتا ــــــ ایسا معصوم آدمی اس چالاک دور میں بارہا اپنی سادگی کی وجہ سے نقصان اٹھاتا ہے۔ ایسے لوگ اس دور میں بالکل مس فِٹ ہیں بلکہ اَن فِٹ ہیں۔

آسمان کی چھت اور زمین کا بچھونا، خوف کی چادر اوڑھ کر سونے والے فلسطینی بھائیو! میں سوچتا ہوں کہ ظلم کا یہ طوفان، دکھ کی آندھی، دھوئیں اور گندھک سے بادل تمہارے سروں پر کب تک تنے رہیں گے۔ اردگرد کانٹوں کے جنگل کب تک چُبھتے رہیں گے۔ یہودی کا ظلم کب تک چھایا رہے گا۔ ہم نے سنا تھا کہ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مِٹ جاتا ہے۔ یہ کیسا ظلم ہے جو بڑھتا ہی جاتا ہے کیا یہ رنج و الم کبھی ختم ہونے ہی نہیں آئیں گے۔ ہم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے۔ تمہارا خون تو عرصے سے بہہ رہا ہے یہ کب جمے گا ــــــ میں جب تمہاری قوی ہمتوں کو دیکھتا ہوں تو امید پیدا ہوتی ہے کہ ــــــ اک دن خوب سویرا ہوگا۔ تم سب کو رین بسیرا ملے گا ــــــ یعنی وہی اپنی ہی مٹی جسے اپنے خونِ جگر سے تم نے گلزار بنایا۔ اس پر اپنے بیٹوں کی لاشوں کا انبار لگایا۔ تمہاری دو نسلوں نے پکے مکانوں کی بجائے خیموں میں آنکھ کھولی ــــــ اس دھرتی کی قیمت لوٹ نہیں ہیں بلکہ وہی پرانے سکے ہیں! یہ جنس تو عزت عصمت اور زندگیوں کے بدلے خریدی جاتی ہے۔

کوئی ذی روح ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ اس نے آج تک کسی سے محبت نہیں کی۔

Marfat.com

ہمارے نبیؐ بڑے فراخ دل تھے مگر ہمارے دینی حلقوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو بڑے تنگ نظر واقع ہوئے ہیں اختلافات ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی بُری بات ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں بھی دینی مسائل پر اختلاف ہو جاتا تھا ـــــــ لیکن صرف اس بناء پر وہ ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرتے تھے اُن کے درمیان اختلاف رحمت کا باعث بنتا تھا دینی مسائل میں تدقین و تحقیق کی راہیں کھلتی تھیں لیکن ہمارے ہاں اختلاف صرف اور صرف زحمت کا باعث بنتا ہے۔ سر پٹھول میں کچھ لوگ مر جاتے ہیں اور کچھ زخمی ہو جاتے ہیں ہمارے دین نے تو ہر کسی کے زخم پر پھاہا رکھا ہے۔ اس دین کو زخموں کو جنم دینے کا ذریعہ نہ بننے دیں۔

موت کا ایک نظام قدرت نے بنا دیا ہے کہ آدمی جب بڑا ہو جاتا ہے تو اُس کے بزرگ عموماً یہ دنیا چھوڑ جاتے ہیں اسی طرح دوسرے کئی بچے اور جوان بھی اس دارِ فانی سے کوچ کر جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نئے اجسام بھی اس دنیا میں آتے رہتے ہیں ذرا غور تو کیجئے ـــــــ! اب تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں۔ اگر اُن میں سے کوئی بھی نہ مرتا اور سارے اس زمین پر موجود ہوتے تو کیا صورتِ حال ہوتی ہر آدمی دوسرے سے نفرت کرتا اور یہ خواہش کرتا کہ نہ جانے یہ شخص کب مرے گا اور میرے لیے کچھ جگہ خالی کرے گا اگر موت نہ ہوتی تو اس زمین پر کھڑے ہونے کی جگہ تک نہ بچتی۔

لمحوں کی بھول عمروں کا پچھتاوا بن جایا کرتی ہے۔

Marfat.com

حاضر جوابی، بذلہ سنجی اور بے ساختگی بڑی اچھی خوبیاں ہیں لیکن یہ ذرا سا بھی تجاوز کر جائیں تو بے ادبی کہلاتی ہیں۔

صدیوں پہلے مسجدیں کچی تھیں مگر نمازی پکے تھے۔ وہ لوگ نماز کو صرف ایک عادت کے طور پر نہیں اپناتے تھے بلکہ بڑی محبت اور بڑے دھیان سے اپنا یہ فرض لطف لے کر ادا کیا کرتے تھے۔ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی جس کے اوپر مٹی کا لیپ دیا گیا تھا بارش ہوتی تو چھت سے پانی ٹپکتا رہتا تھا۔ صحابیؓ سجدہ کرتے تو جبین نیاز کیچڑ سے لت پت ہو جایا کرتی تھی۔ مگر اس دور کے نمازی پکے تھے۔ آج کل مسجدیں پکی ہیں مگر نمازی کچے ہو گئے ہیں۔ اتنی خوبصورت مساجد تعمیر ہو رہی ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے دیواروں پر کعبۃ اللہ اور موجودہ مسجد نبوی کی بڑی دلکش تصاویر آویزاں کی جاتی ہیں۔ بڑے خوبصورت اور نازک نقش و نگار بنائے جاتے ہیں ہمارے ہاں کی بعض مساجد اب اندر سے اتنی دیدہ زیب بنا دی گئی ہیں کہ وہاں جا کر نماز پڑھنے والا اپنے رب کا خیال بھول کر خوشنما رنگ در و دیوار کو ہی دیکھتا رہتا ہے ایئر کنڈیشنڈ مسجدوں میں قالین بچھائے جاتے ہیں لیکن ان پر سجدہ کرنے والی پیشانیوں میں سے شاید ہی کوئی ایسی ہو جس پر اس دور میں سجدہ کرنے والوں جیسی سپردگی اور محویت بکھرتی نظر آتی ہو۔

صرف بڑی مچھلی ہی چھوٹی مچھلی کو نہیں کھاتی طاقتور آدمی بھی کمزور آدمی کو نگل جاتا ہے۔

Marfat.com

کھانا کھانے سے متعلق بہت سی سُنّتیں ہیں جیسے بسم اللہ پڑھنا دائیں ہاتھ سے کھانا اور اپنے سامنے سے کھانا وغیرہ مگر اس سلسلے میں ایک فرض بھی ہے ـــــ اور وہ یہ کہ کھانا حلال ہونا چاہیے۔

سکون پانے کے لیے پہلے پہل اپنی زندگی کا سکون برباد کرنا پڑتا ہے ایک ڈاکٹر وکیل یا انجینئر جب فارغ التحصیل ہو کر آتا ہے تو کم از کم بھی چوبیس یا پچیس سال کی عمر کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ آج کل لوگوں کی اوسط عمر چالیس یا پچاس سال کے لگ بھگ ہے اس حساب سے یہ پیشہ ور لوگ اپنی آدھی زندگی بنانے کے لیے آدھی زندگی لگا دیتے ہیں

جس نے خدا کی رضا کے لیئے مالی منفعت کو اپنا مقصود نہیں ٹھہرایا اُسے خدا نے آخرت میں تو بلند مقام عطا کرنا ہی ہے مگر ـــــ دنیا میں بھی رَبِ کائنات اُسے کبھی محروم نہیں رکھتا۔

مسلمان کے لئے تو ہر کام دین بن سکتا ہے جب وہ اپنے سارے دُنیاوی کام بھی اسی طرح کرے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرانجام دیتے تھے وہ اگر فزکس، کیمسٹری اور انگریزی کی کتابیں پڑھے تو دل میں یہ نیت رکھے کہ پڑھ لکھ کر جب کسی پوسٹ پر فائز ہوں گا تو اپنے اختیارات کو خدا کی خوشنودی اور خلقِ خدا کی بھلائی کے لیے استعمال کروں گا پھر تو روزِ جزا کو میزان میں اس کی یہ کتابیں بھی نیکیوں والے پلڑے میں رکھ کر تول دی جائیں گی اگر قانون پڑھنے والا دل میں یہ پکا

Marfat.com

ارادہ کرے کہ میں ہمیشہ سچ کی حمایت کروں گا اور کٹہرے میں کھڑے ظالم کی بجائے مظلوم کی مدد کروں گا تو جہاں اُس کی تلاوتِ قرآنِ پاک اور نمازیں تولی جائیں گی وہیں قانون کی بھاری بھرکم کتابیں بھی اُس کے نامہ اعمال میں نیکیوں کی حیثیت سے شامل کر دی جائیں گی ـــــ آیئے ہم بھی ایک نظر اپنے ارادوں پر ڈال لیں ہم بھی اپنی دنیا کو دین بنا لیں۔

اتالیق اور اُستاد تو اک حوض کی مانند ہوتا ہے حوض کے گرد بہت سی ٹونٹیاں لگی ہوتی ہیں جن میں کچھ تو ٹھیک رہتی ہیں اور کچھ زنگ آلود ہو جاتی ہیں۔ اُن کے اندر کائی جم جاتی ہے۔ حوض میں تو بہت سا پانی موجود ہوتا ہے مگر اُس میں سے وہ صرف تھوڑا سا پانی ہی کھینچ سکتی ہیں اور بہت سی بڑی ٹونٹیاں حوض کے اندر موجود پانی کا بیشتر حصّہ اپنی طرف لے آتی ہیں۔ لائق اور طلب رکھنے والا شاگرد اپنے اُستاد کے علم و فن کے بحرِ بیکراں میں سے بہت سا حصّہ وصول کر لیتا ہے جب کہ بے دھیان اور بے طلب لوگ صاحبِ کمال کے پاس رہ کر بھی محروم رہتے ہیں۔

تعصّب کسی وجہ سے بھی ہو کبھی قابلِ تعریف اور قابلِ فخر نہیں کہا جا سکتا۔

وھم کسی بے بنیاد سوچ کی وجہ سے دل و دماغ میں داخل ہوتا ہے ـــــ اس لیے کوئی علمی بنیاد اس کو دل سے نہیں نکال سکتی۔

Marfat.com

انسان اپنی دنیا بنانے کے لیے خدا سے دعائیں کرتا ہے مگر خدا اُس کی مدد کرتے وقت اُس کی خواہش سے ذرا ہٹ کر اپنی ترتیب سے یہ کام کرتا ہے ـــــــ خدا پہلے اُس شخص کی جنت بناتا ہے پھر اُس کی حشر اور قبر کی زندگی بناتا ہے اور بعد ازاں اُس کی دنیاوی زندگی کی تکلیفیں دور کرتا ہے۔ جب کہ ہمارے دِل میں ترتیب اس سے اُلٹ ہوتی ہے کہ پہلے ہماری دُنیا بنے پھر قبر، حشر اور اُخروی زندگی کی راحتیں بھی مِل جائیں اگر خدائے بزرگ و برتر بھی ہماری ترتیب سے ہی ہمارے کام سنوارنے لگیں تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جب صرف ہماری دنیا ہی بنی ہو تو موت کا وقت آجائے ـــــ اگر ایسا ہو جائے تو پھر کیا ہو ؟

پودے اور درخت انسانیت کے محسن ہیں ـــــ جو دنیا کی فضا میں موجود آلودگیوں کو پاکیزگی میں بدل دیتے ہیں زمین کی بے رنگ مٹی میں سے کتنے خوش رنگ پھول نکل آتے ہیں۔ بدصورت نمکیات اور مٹی میں چھپی دھاتوں کے ذرّات کے پُروسس میں سے نکلنے والے ہی پودے بڑے خوبصورت اور دِلکش پھل پیدا کرتے ہیں یہ تو انسان کے بہت بڑے خدمت گار ہیں۔

قریبی مسجد میں جب خدا کا منادی آواز دیتا ہے "خدا بڑا ہے آؤ طرف نماز کی" ــــــ اُس وقت دوکاندار اپنی دوکان میں مصروف رہتا ہے پاس ہی واقع دفتر کا ملازم اپنی فائلوں میں مگن رہتا ہے ــــــ یہ شخص زبان سے نہ سہی مگر اپنے

Marfat.com

عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ میری ملازمت بڑی ہے خدا کا نام چھوٹا ہے !!

دوکاندار کا دہیں بیٹھے رہنا ظاہر کرتا ہے کہ کاروبار بڑا ہے اور خدا کا نام چھوٹا ہے !

ایک آدمی گرد آلود راستے پر جا رہا تھا اس کے جوتے بھی گرد سے اٹے ہوئے تھے شانے پر ایک قیمتی شال جھول رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر اپنے جوتوں پر پڑی تو فوراً شال سے اچھی طرح جوتے صاف کرنے لگا۔ دیکھنے والے نے پوچھا کہ اتنی قیمتی شال سے معمولی جوتے کیوں صاف کر رہے ہو تو اس نے کہا " شال گو کہ بڑھیا ہے مگر باپ کے ترکے میں سے میرے حصے میں آئی ہے اور مجھے وراثت میں ملی ہے یہ جوتے بالکل عام سے ہیں مگر انہیں میں نے اپنی محنت کی کمائی سے خریدا ہے۔ یہ ملک ہمیں بھی وراثت میں ملا ہے جن بڑے بوڑھوں نے اس کے لیے قربانیاں دی تھیں وہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے یا ہو رہے ہیں۔ اب ہم لوگ اپنے بزرگوں کی دی ہوئی عزت وعظمت اور آزادی کی شال سے اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے فائدوں اور انفرادی خواہشات کے جوتے صاف کر رہے ہیں حالانکہ اس چمکدار شال کی حفاظت بہت ضروری ہے یہ دھند لا گئی اور اپنی نیچ حرکتوں کی وجہ سے پھٹ گئی تو اس کی قدر و قیمت کا احساس ہو گا۔ یہ چادر جب تک ہمارے شانوں پر ہے۔ ہم سر اٹھا کر چلتے رہیں گے۔ آئیے کوشش کریں کہ یہ ہمارے سر سے کھسک نہ جائے ـــــ کیونکہ ننگا سر خفت و ذلت کی علامت ہوتا ہے۔

ہم اپنی دینی حالت سے زیادہ اپنی جسمانی حالت کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔

Marfat.com

اِس دَور کا سب سے بڑا بُت مادہ پرستی ہے جیسے مشرکینِ مکّہ پتھر کے بتوں کی پوجا کرتے تھے اُسی طرح آج غیر محسوس طریقے سے اس بُت کے آگے ہر شخص دو زانو ہو چکا ہے۔ سونے کا ایک بُت بنا لیا جائے تو اس کی خواہش کرنے اور حاصل کرنے سے ہم ضرور ڈرے سے خوف زدہ ہوں گے مگر اسی سونے کو ڈھال کر شکل بدل دی جائے تو سبھی اس کے متوالے نظر آئیں گے۔

اَب سے کئی سال پیشتر لوگ بازار سے خریداری کرتے تو کپڑے کے تھیلے میں ساری چیزیں ڈال کر لے آیا کرتے تھے۔ اب ہر دکاندار شاپنگ بیگ میں چیزیں ڈال کر دیتا ہے لوگ کافی وزنی اشیاء کندھوں پر ہی اٹھا لایا کرتے تھے لیکن اب انسان کے شانے بڑے ناتواں ہو گئے ہیں نہ تو یہ اناج کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی ماں باپ کی خدمت کا۔ نہ دوستی کی ذمہ داری اور نہ ہی اپنوں کے مسائل کا بوجھ۔ ہر شخص کو نفسیاتی بوجھ اور گھر کی ضروریات کے بوجھ نے اتنا بیدل کر دیا ہے کہ وہ ہلکی سی مسکراہٹ بھی افورڈ نہیں کر سکتا۔ ہر قسم کا بوجھ تو شاپنگ بیگ میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ یہ بوجھ تو بہرحال انسان نے خود ہی ڈھونے ہیں۔ پچھلے دِنوں فروٹ خریدتے ہوئے دکاندار نے ایک بہت ہی مضبوط سا شاپنگ بیگ مجھے دیا تقریباً دس کلو فروٹ اس میں ڈالا لیکن پلاسٹک بیگ پھٹا نہیں۔ میں بہت ہی حیران ہوا۔ پھر تو یوں ہوتا کہ جب بھی بازار سے سودا سلف لانا ہوتا میں گھر سے ہی یہ شاپنگ بیگ ساتھ لے کر چلتا اور ساری خریداری کے بعد سب چیزیں اس میں ڈال کر بے فکری سے گھر آ جاتا۔ یہ بہت ہی مضبوط شاپر تھا ــــــ چند دن ہوئے ہم نے گھر میں سفیدیاں کرانے کے متعلق سوچا

Marfat.com

میں حسبِ معمول ہی بڑا شاپنگ بیگ ساتھ لیے عمارتی سٹور پر چلا گیا۔ سفیدیاں کرنے والے نے پندرہ سولہ کلو چونے کا تخمینہ لگایا تھا۔ دوکان سے چلا تو مطمئن تھا کہ یہ شاپر نہیں پھٹے گا۔ میں سکوٹر پر سوار تھا اور یہ شاپنگ بیگ ہینڈل کے ایک طرف جھول رہا تھا۔ سڑک پر موجود گڑھے پر سے سکوٹر گذرا تو یہ پھٹ گیا اور سارا چونا سڑک پر بکھر گیا۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ یہ تو بہت ہی مضبوط تھا؟ پھر مجھے خیال آیا کہ غلطی دراصل مجھ سے ہی ہوئی تھی ہر چیز کی ایک حدِ برداشت ہوتی ہے جب اس پر اس کی صلاحیت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے تو وہ پھٹ جاتی ہے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے ــــــ بعض قوموں کے ناخدا بھی ان پر بہت بڑے بوجھ لاد دیتے ہیں وہ پہلے تو کچھ نہیں کہتیں بس افتاں و خیزاں اس بوجھ کو لے کر رینگتی رہتی ہیں مگر ایک دن اُن کا صبر جواب دے جاتا ہے تو پھر وہ اس بوجھ کو اپنے سَر سے اتار کر پھینک دیتی ہیں۔

محکمہ جنگلات والے ذرائع ابلاغ کو استعمال میں لاکر ہر کسی کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ شجر کاری میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لی جائے۔ ہمارے ہاں جنگلات کی شدید کمی ہے صرف دو فی صد جنگلات اس ملک میں پائے جاتے ہیں حالانکہ تھوڑا سا بھی غور کریں تو ساری دنیا آپ کو ایک وسیع جنگل نظر آئے گی جہاں ایک سے بڑھ کر ایک درندہ موجود ہے جس طرح جنگل میں ہر طاقت ور کمزور کو شکار بناتا ہے اسی طرح یہاں بھی دولت مند عسرت زدہ لوگوں کو کھا رہا ہے جیسے جنگل میں کسی چھوٹے جانور کو سکون میسّر نہیں ہوتا اُسی طرح یہاں بھی ہر مفلس اپنے مِٹ جانے کے خوف کو ہر وقت دِل میں چھپائے پھرتا ہے وہ اسی دھڑکے کے سائے تلے زندگی بسر

Marfat.com

کرنے پر مجبور ہے۔ جنگل کی طرح اس جہاں کے ذمہ دار لوگ بھی اُس کی آہ و بکا پر کان نہیں دھرتے۔

جن لوگوں کے وجود کی تائید نہیں کی جاتی وہ بھی کسی نہ کسی طرح زیست کے دن کاٹ ہی لیتے ہیں گو اُن کے شب و روز اُتنے کلرفل نہیں ہوتے جنھیں سوسائٹی نے اصلی مقام دیتے ہوتے ہیں ——— کاش ہم معاشرے کے ٹھکرائے ہوتے لوگوں کا ہاتھ تھام سکیں۔ اُن میں اپنی ذات کا اعتماد پیدا کرسکیں تاکہ اُن کے دل میں بھی جینے کی اُمنگ سر اُٹھا سکے۔

کسان اگر غلہ اگانے کی محنت چھوڑ دے۔ اگر فصلیں بونے کی عادت ترک کر دے تو صرف دوسرے لوگ ہی بھوکے نہیں مریں گے بلکہ ایک دِن ایسا بھی آئے گا جب اُس کے اپنے گھر میں بھی اناج نہیں ہوگا ——— ہم اگر نیکیاں بونا بند کر دیں گے تو اس سے ایسی ظلمتیں جنم لیں گی جن سے ہمارے اپنے گھروں کے دالان بھی تاریک ہو جائیں گے۔ ہم نے اگر اپنے سچے دین کی محنت آج ترک کر دی تو کل دوسرے لوگوں کی زندگیوں سے خیر اور بھلائی رخصت ہوگی اور پھر ایک دِن ایسا آئے گا کہ ہم خود بھی تہی دامن ہو جائیں گے۔

تم نے اپنے ملنے والوں سے میرا تذکرہ کیا۔ یہ خبر پا کر میرا دل خوشی سے نہال ہوگیا اس سوچ پر مجھے بے انتہا لذتیں ملیں کہ کسی طور تو نے مجھے یاد تو کیا!

Marfat.com

کچھ چرب زبان دوست ایسے بھی ہوتے ہیں جو حرف ظاہری رکھ رکھاؤ اور بات چیت سے ہی خود کو ہمارا سب سے مخلص دوست ثابت کرتے ہیں اور ہمیں اِس پر پورا یقین بھی آ جاتا ہے جبکہ یہ لوگ حقیقتاً مطلب پرست ہوتے ہیں انہیں دِلی طور پر ہم سے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی۔ اُن کا سینہ بُغض سے بھرا ہوتا ہے وہ لوگ دراصل اندر ہی اندر ہماری جڑیں کاٹ رہے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہمیں ملتے ہیں تو لمبے چوڑے دعوے نہیں کرتے اپنے اخلاص کا یقین بھی نہیں دلاتے لیکن اندرونی طور پر وہ ہمارے مخلص دوست اور سچے ہمدرد ہوتے ہیں وہ ہماری ترقی پر رشک کرتے ہیں وہ ہمیں ہر وقت پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں ان کے دِل میں ہماری بڑی قدر ہوتی ہے جبکہ ہمیں ان کے خوبصورت جذبات کا علم تک نہیں ہوتا۔

کنّول کا پھول جھیل کی سطح پر اپنی خوشنما صورت لئے تیر رہا ہو [illegible] اسے توڑنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ کوئی اناڑی اگر یہ [illegible] ہے تو [illegible] پھول کی گہرائی میں پھیلی ہوئی جڑوں میں اُلجھ جائے گا اور پھول کی شکل بھی بگاڑ دے گا ——— کچھ لوگ کسی کام کے لئے مخصوص ہوتے ہیں اگر وہ اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی دیکھا دیکھی کوئی اور ایسا کام کرنا چاہیں جس سے وہ نابلد ہوں۔ تو اُس سے ان کا اپنا نقصان بھی ہوگا اور اس کام کا بھی جسے وہ کسی صلاحیت کے بغیر ہی سرانجام دینے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

امتحان میں پاس ہونے پر میرے دوست کا مبارک باد کا پیغام پہنچا۔ اُس نے لکھا تھا "رفیق صدیق بعض الفاظ کثرتِ استعمال سے اپنے معانی اور اپنے اندر پوشیدہ تاثر کھو بیٹھے ہیں۔ اُنہی میں سے ایک لفظ مبارک باد کا ہے یعنی آپ کو اس کامیابی پر اُسی شوق اور جذبے سے مبارک باد دیتا ہوں جس محبت سے کسی نے اس دُنیا میں سب سے پہلے کسی کو مبارک باد دی تھی"

اپنے بیٹے کو ایماندار اور فرض شناس شہری بنانے سے پہلے کوئی ایسا فارمولا بھی سوچیئے جس سے اس معاشرے کو ایسے اوصاف کا منبع بنایا جا سکے تاکہ جب آپ کا بیٹا جوان ہو کر اس معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بنے تو یہ لوگ رشوت نہ لینے میں اُس کے معاون بنیں۔ فرائض ذمہ داری سے ادا کرنے میں اُس کی مدد کریں ورنہ ـــــــــ آپ کا بیٹا اس کمیونٹی میں بالکل مس فٹ ہوگا۔

جس طرح روٹی کپڑا، روزگار کا حصول اور مکان انسان کی ضروریات ہیں جس طرح انسان کو ہوا اور پانی کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے اُسی طرح محبت اور پیار بھی انسان کی ضرورت ہیں جس طرح روٹی اور پانی کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ناممکن ہے اُسی طرح باہمی الفت اور اپنوں کی محبت کے بغیر زندگی کی رعنائی کا تصوّر عبث ہے۔

ہمارے اعتقادات اور ہمارے کاموں میں بڑی دوریاں پیدا ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

کتنی عجیب بات ہے کہ جس دھرتی سے جنم لینے والے مولوی فضل القادر نے قرار دادِ پاکستان پیش کر کے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا اسی فضل القادر کے بیٹوں نے اُس نظریاتی بنیاد کو قتل کر دیا جس کی پہلی اینٹ اُن کے اپنے باپ نے رکھی تھی۔ کتنی عجیب بات ہے کہ وہ قوم جو غلامی کے دلدل میں تندھی اور سنگھٹن سے بچ کر نکل آئی تھی وہی قوم مکتی باہنی۔ سندھو دیش اور پختون بلوچ فرنٹ جیسے بھنوروں میں پھنس گئی۔

اُمید انسان کے دل میں دگرگوں حالات میں جینے کی امنگ پیدا کرتی ہے ڈوبنے والے کے لئے بھرے دریا میں بہتے تنکے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن اس تنکے کا ذکر بھی محاورتاً اس لئے کیا جاتا ہے کہ چھوٹی سی ذات ہونے کے باوجود وہ اُمید کی ہلکی سی کرن ضرور بن سکتا ہے۔ مایوسیوں کے لامتناہی اندھیرے جو آپ کی ذات کے اردگرد پھیل چکے ہیں اُن میں کہیں سے آنے والے کل کے لئے چھوٹی سی امید کی روشنی پیدا کیجئے۔ ہو سکتا ہے یہی چھوٹی سی روشنی ایک جگنو ثابت ہو۔ جگنو کی بھی اپنی تو کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن امید کا جگنو اُداسیوں اور مسائل کے اندھیروں میں خوشی اور خوشحالی کا راستہ بنا سکتا ہے۔

اچھا لکھاری لکھتا کم اور پڑھتا زیادہ ہے۔

راحت اور مشقت لازم اور ملزوم ہیں۔

Marfat.com

تمنّا ایک ایسی اندرونی خواہش ہوتی ہے جس سے کچھ عرصہ اور جینے کی اُمنگ دِل میں پیدا ہوتی ہے۔ زندگی کو بے نیاز آرزو نہ ہونے دیں اس میں کوئی نہ کوئی دلچسپی ضرور پیدا کرتے رہیں۔ کوئی نہ کوئی مالٹو ضرور تراشتے رہیئے جسے پانے کی جستجو اور جہاں تک جانے کی آرزو دِل میں اُبلتی رہے یہی آرزو اور یہی جستجو شب و روز کو رنگوں سے بھر دے گی اور بے کیف زندگی میں بھی رونقوں کو کھینچ لائے گی۔

آج کی سائنس دل کو صرف خون پمپ کرنے والا ایک آلہ سمجھتی ہے جو کاربن ڈائی اوکسائیڈ ملا خون وصول کر کے پھیپھڑوں تک لے جاتا ہے اور وہاں سے مصفّا خون یعنی آکسیجن ملا خون واپس لا کر جسم کے دور دراز حصّوں تک پہنچا دیتا ہے ہم لوگ تو دِل کو جذبات و احساسات کا مَنبع بھی سمجھتے ہیں۔ دِل غم و اندوہ محسوس کرتا ہے جو پانی بن کر آنکھوں کے راستے بہہ نکلتے ہیں۔ میں نے اپنی پیشہ وارانہ طبی زندگی میں مشاہدہ کیا ہے کہ دِل کی تہہ میں بھی عصابی نظام سے مِلتے جُلتے عصبی تار (NERVES) موجود ہیں۔ اِن چھوٹی چھوٹی کَنسوں کی نوعیت اور ساخت بالکل اُسی طرح کی ہے جیسے جسم میں موجود دوسرے اعصاب کی ہے ـــــــ ہوسکتا ہے کل کی سائنس یہ بات دریافت کر لے کہ دِل واقعی صرف اور صرف خون پمپ کرنے والا عضو ہی نہیں بلکہ ذہن کی طرح خیالات اور سوچ سپنوں کے پیدا ہونے کی جگہ بھی ہے اور دِل ـــــــ ایک آئینہ بھی ہے!

انتظار ہمیشہ لاحاصل نہیں رہتا۔

Marfat.com

جب میری راہ و رسم تجھ سے بڑھی تو دل و نگاہ پر بے خودی سی طاری ہو گئی ہر لمحہ تمہارے خیال میں ہی گزرنے لگا۔ تمہیں یاد کرنے سے اک انجانا مزہ ملتا تھا جو محسوس کیا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا پھر اک روز مجھے محسوس ہوا کہ چاہتوں کے یہی خزانے جو میں نے تم پر لٹائے اگر مالک حقیقی کے لئے وقف کر دیتا تو نہ جانے آج کیا بن چکا ہوتا —— میں نے اتنے قیمتی جذبات یونہی بے مصرف ضائع کیئے یہ دولت یونہی لٹا دی یہ خیال آتے ہی دل کی دنیا بدل گئی میں نے اپنی مرضی کو خدا کے تابع کر دیا۔ آنکھوں کے سامنے پڑا ہوا ایک پردہ سرک گیا —— اور میں دنگ رہ گیا۔ میں نے کچھ اور قربانیاں دیں شکل وصورت، لباس اور چال ڈھال، وضع قطع سب کچھ اسی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی جس میں ڈھالے جانے کی میرے مالک نے رضا ظاہر کی تھی تو کچھ اور پردے نگاہوں کے سامنے سے ہٹ گئے میں جب تم سے تعلق خاطر رکھتا تھا تو خود سے بیگانہ ہو چکا تھا لیکن اب میں اپنے گرد و پیش سے بھی بیگانہ ہو گیا۔ یہ سب کچھ بہت بڑا تھا اور میں بہت ہی حقیر! میں ذرا سی آب جو اور یہ تعلق سمندروں سے بھی بڑا۔ میں تو اک ذرۂ تھا اس میں صحرا کیسے سما سکتے تھے یہ اک بہت ہی گرانمایہ چیز تھی۔ میں تہی دست بھی تھا اور تہی دامن بھی —— میں اسے کیسے سنبھال سکتا تھا —— پردے چھٹ گئے۔ روشنیاں ایک ایک کر کے گل ہوتی گئیں —— اندھیروں نے پھر آہستہ آہستہ اجالوں کو نگلنا شروع کر دیا۔ میں نے غور کیا تو مجھے اپنی چال ڈھال اور وضع قطع بدلی بدلی نظر آئی۔ جیسے پہلے کبھی ہوا کرتی تھی بالکل ویسی! میں نے اپنے پاؤں کی طرف نظر کی تو وہ ایک دوراہے پر کھڑے تھے —— ایسا دوراہا جہاں سے ایک راستہ تمہاری طرف جاتا ہے اور دوسرا خالق دوسرا کی جانب میری ہمتیں جواب دے رہی

Marfat.com

ہیں لیکن میں انہیں مجتمع کر کے پھر اُجالوں کی طرف لوٹ جانا چاہتا ہوں ــــــ نشیب سے فراز کی طرف!

شرم اور بے حیائی کا مسکن ایک ہی ہے ہمارا طبعی میلان اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کس کو قیام کرنا ہے اور کس خصلت کو اپنے مسکن سے رخصت ہونا ہے۔

اہم باتوں کو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بھول جانا اور اندوہناک واقعات کا بھی طاقِ نسیاں ہو جانا ایک نعمت سے کم نہیں کیونکہ یہ سبھی باتیں اگر ہمیں ہر وقت یاد رہیں تو بہت بڑی ذہنی اذیت کا شاخسانہ بن جائیں۔

پتھر کتنا ہی سخت ہو ذرّوں سے مِل کر بنا ہوتا ہے اور ذرّے کتنی ہی سختی سے ایک دوسرے میں پیوست کیوں نہ ہوں اُن میں معمولی سی اور تھوڑی سی جگہ ضرور بچ جاتی ہے۔ مگر پتھر دِل آدمی کے دِل میں کوئی لچک نہیں ہوتی سنگدل شخص کے دِل میں ایسا کوئی مسام نہیں ہوتا جہاں سے رحم اور درگذر اپنی جگہ بنا کر گذر سکیں۔

روزِ سیاہ درحقیقت دن نہیں رات ہوتی ہے۔

زہر اور تیزاب صرف کیمیکل بیچنے والوں کے ہاں نہیں پائے جاتے۔ دہنِ انسان باتوں میں ملفوف کر کے ان کی کافی مقدار اُگلتا ہے۔

Marfat.com

شاعر کہتا ہے کہ دل میں تصویر ہو تو گردن جھکا کر دیکھ لی جاتی ہے تم بھی میرے دل میں ہو لیکن میں تمہیں دیکھ نہیں سکتا ہیں ہر وقت تم سے اداس رہتا ہوں۔ میری نظریں اور میری آنکھیں تمہیں دیکھنے کی آرزو میں بھٹکتی رہتی ہیں کیونکہ اب میں انہیں صرف تمہاری یاد سے نہیں بہلا سکتا صرف تمہارا ہیولا دیکھنے اور سوچنے سے انہیں قرار نہیں مل سکتا ـــــ کبھی مجسّم خود بخود سامنے آؤ تو یہ نظریں اور یہ آنکھیں قربت کے نشے میں سرشار ہوں !

گمان اور حقیقت میں بہت سے فاصلے موجود ہوتے ہیں۔

وضع داریاں ضرورتوں کے بوجھ تلے دب کر ختم ہوتی جارہی ہیں۔

دنیا حسرتوں کے جنم لینے کی جگہ ہے اور جنت ان کے پورے ہو جانے کا مقام !

ایک دنیا دل کے اندر اور ایک دنیا دل کے باہر موجود ہے۔ دل کا عالم باہر کی دنیا کے اثرات ہر لمحہ قبول کرتا رہتا ہے جب تک دل کے اردگرد پھیلا ماحول نہ بدلے دل کا جہاں مستقل طور پر نہیں بدل سکتا۔

آبلہ پا کا سست چلنا لائق نفرین نہیں کیونکہ یہی شخص ماضی میں طے کیے گئے طویل اور دشوار گذار فاصلوں کی وجہ سے محبتوں کا حق دار ہے۔

Marfat.com

جلد بازی میں کئے گئے پیمان بعد میں پریشانی اور خفت کا سبب بنا کرتے ہیں۔

راہ گزر پر اُگی ہوئی بے ترتیب جھاڑیاں پاس سے گزرنے والوں کی جلد پر خراشیں ڈال دیتی ہیں ـــــ اور تند خو لوگ اپنے ملنے والوں کے دلوں کو اپنے غیر موزوں رویئے کی بنا پر خراشوں سے بھر دیتے ہیں۔

خدا نے بہت ہی اچھے انسان (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو فرعون کے پاس نصیحت پہنچانے کے لئے بھیجا تو نرمی سے بات کرنے کی تلقین کی ـــــ تلخی اور ترش لہجے میں کہی گئی اچھی اور پُر اثر بات بھی بے اثر اور بے نتیجہ رہتی ہے۔

اچھی صورت اور اچھی سیرت، دونوں کے ملاپ سے عمدہ شخصیت وجود میں آتی ہے۔

راستے میں آنے والی رکاوٹوں سے دلبرداشتہ نہ ہوں ـــــ یہ تو منزل تک جانے والی راہ کے سنگ میل ہیں۔

بناوٹ آتی ہے تو حُسن رخصت ہو جاتا ہے۔

مخالفت اور مزاحمت سے تحریکیں اور زور پکڑتی ہیں۔

Marfat.com

کوئی شخص کتنی ہی عمدہ شخصیت کا حامل کیوں نہ ہو ہر طبقۂ فکر کے نزدیک اور ہر کسی کی نظر میں یکساں مقبول نہیں ہو سکتا۔

"تنگنائے دھر اور کلفتوں بھرے سمندر جیسی اس دُنیا میں ماں - ایک سبز رُتوں اور گلرنگ فضاؤں معمور جزیرے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ماں ــــ اس دُنیا کے تپتے ہوئے صحرا کے لمبے چوڑے رہگزار میں اک نخلستان کی مانند ہے اس جزیرے کی اور نخلستان کی حفاظت کی ہر دم ضرورت ہے اسے نئی توانائیاں پہنچانے کی سعی صبح و شام کرنا چاہیے کہیں اس کی آب و تاب کملا نہ جائے - دُنیا کے اندر موجود یہ واحد ہستی ہے جسے آپ سے بے غرض محبت ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آپ کو دُکھ دے ــــ اور اگر کبھی انجانے میں ــــ یا آپ کے خیال میں ایسا ہو بھی جائے تو کبھی حرفِ شکائت زبان پر نہ لائیں آپ سوچیں ــــ کہ نہ جانے شیرخواری کے زمانے میں آپ نے اسی ماں کو کونسی کونسی تکالیف پہنچائیں تھیں - بچپن میں نہ جانے کتنی بار بے جا ضد کر کے آپ نے اسے تنگ کیا ہو گا ــــ لیکن ماں نے کبھی اپنے بچے سے ان اذیتوں کی کبھی شکایت کی ہے ؟

اچھا دوست بھائی سے بھی زیادہ عزیز و محترم ہوتا ہے کیونکہ اس جہاں میں بھائیوں کا نہیں مخلص دوستوں کا قحط ہے چاہِ یوسف پکار پکار کر کہتا رہتا ہے کہ اس دُنیا میں دوست تھوڑے ہیں اور بھائی بہت !

Marfat.com

وقتِ رخصت

دِل کی بات لبوں تک آجائے تو راز نہیں رہتی۔ عام ہو جاتی ہے یہ باتیں تو ایک طرح سے خاص اور پرائیویٹ ہوتی ہیں ـــــ جو ہر کسی سے نہیں کی جاسکتیں کیونکہ ایسا کرنے سے اُن کی بے قدری ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مگر میں نے تو ایسا نہیں کیا ـــــ میں نے جو کچھ دِل کی گہرائیوں سے محسوس کیا جو کچھ راتوں کی تنہائیوں میں سوچا بلاکم و کاست لکھ دیا۔ یہ تحریریں ادبی اور فنی لحاظ سے یقیناً معیاری نہیں۔ گرامر کی رو سے ان سطور میں اصلاح کی بہت گنجائش ہو گی ـــــ لیکن ان میں سادگی اور بے ساختگی ضرور موجود ہے۔ اس پیچیدہ دور سے بیگانگی اور انجانا پن ـــــ کسی نئی اور پرسکون دنیا کی تلاش کا جذبہ ضرور ملے گا۔ میرے دل میں جذبات و احساسات کی جو دولت تھی اُسے میں نے قریہ قریہ بانٹ دیا۔ شاید مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بھلا کوئی ٹاپ سیکرٹ باتوں کو بھی یوں افشا کرتا ہے۔ مجھے بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ لیکن میں نے کچھ سوچ کر یہ تحریریں اس لیے طبع کروا دیں کہ ہو سکتا ہے کچھ گداز دلوں کو ان صفحات سے سرور میسر ہو جائے ہو سکتا ہے کسی صاحبِ دل کا نشہ اس کتاب کو پڑھ کر دو آتشہ ہو جائے ـــــ شاید میرا لکھا ہوا کوئی فقرہ کسی کے دل میں کھُب جائے اور زندگی کی کایا پلٹ دے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہی میری محنتوں کا اصل صلہ ہے ـــــ اور یہی حاصل تمنا ـــــ !

Marfat.com

دوسرے بہت سے لوگوں کی طرح اور سب جانداروں کی طرح میری زندگی بھی انتہائی ناپائیدار ہے ——— میرا جسم مٹ جائے گا مگر میری تحریریں کسی نہ کسی ڈرائنگ روم کی الماری میں کسی نہ کسی گھر کے بُک شیلف میں ——— کسی کالج کی لائبریری میں یا بک اسٹال پر اور ——— ہو سکتا ہے بہت سے دلوں میں بھی موجود رہیں۔ کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی لمحے کوئی ان تحریروں کو کہیں نہ کہیں تو ضرور پڑھ رہا ہوگا۔ اُس وقت میرا ذہین و محترم قاری میرے متعلق ——— میری سوچوں کے متعلق ——— اور میری عادتوں کے بارے میں ——— پھر میرے نظریات اور میری ترجیحات کے بارے میں بھی ضرور سوچے گا ——— نہ جانے اپنے عزیز قارئین کے بنائے ہوئے اونچے معیار پر میرا جسم اور میرا ذہن پورا اتر سکے یا اُس بلند مقام سے نیچے آگرے ؟ میرا یہ جسم تو فنا ہو جائے گا ——— لیکن یہ سوچیں جو صفحہ قرطاس پر بکھر گئی ہیں ——— ہمیشہ موجود رہیں گی ——— مجھے پورا پورا یقین ہے کہ میں نے جن خیالات کو زبان دی ——— جن جذبات کو الفاظ کا لبادہ پہنایا وہ کبھی بھی نہیں مریں گے ——— یہ سپنے ہمیشہ کے لیے امر ہو گئے ہیں۔

بھلا دل کی تہہ سے اُبھرنے والی بے نام سوچوں کی بھی کہیں کتابت ہو سکی ہے اُمنگوں کو آفسٹ پیپر پر بھی اتارا جا سکتا ہے۔ کبھی خواہشات کی بھی بائنڈنگ ہوئی ہے۔ یہ تو دور دور تک منتشر ہو جاتی ہیں اور پھر ساری زندگی کے شب و روز پر محیط ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں بے انتہا کوششوں کے باوجود اپنے قارئین کو جو کچھ بتانا چاہتا تھا ——— نہیں بتا سکا ———

Marfat.com

مَیں نے بہت سے مضامین لکھے۔ غزلیں کہیں۔ یہ کتاب لکھی دو ایک اور کتابیں بھی تصنیف کیں یہ سب میری تخلیقات نہیں ہیں ـــــ تخلیق کا لفظ تو صرف اور صرف خدائے واحدہٗ لاشریک کے ساتھ سجتا ہے اور جچتا ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا وہ تو صرف کارنس تھیں۔

وُہ لمحہ میرے لئے سب سے زیادہ اذیت ناک ثابت ہوگا۔ جب میری سوچیں جامد ہو جائیں گی جب مجھے نئے نئے خیالات نہیں سوجھیں گے ـــــ جب میری نگاہِ تیز ہر چیز کو سطحی نظر سے دیکھنے لگے گی۔ جب واقعات اور مشاہدات کی گہرائیاں میرے دماغ اور تخیّلات سے اوجھل ہونا شروع ہو گئیں۔ جب میرے قلم کو الفاظ کے قحط کا سامنا ہوگا ـــــ تو یہ ذہنی خشک سالی میرے لئے بہت بڑا عذاب ہوگا۔

جو کچھ میں نے لکھا اُس میں اکثر باتیں ایسی ہیں جو ہم روزمرّہ زندگی میں چلتے پھرتے ہر جگہ دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں شامل شذرات اور مفردات افسانچوں اختصاریوں یا چھوٹی چھوٹی خود کلامیوں میں بہت کم ایسی سطور ہیں جن میں گہرے نقاط کسی کو ملیں۔ گہرے نقاط اور عمیق فکریں تو مقالات میں اور عالم دفاضل لوگوں کی باتوں میں ہی بہ افراط ملتی ہیں۔ یہ سوچ سمجھ کر تو ایک عام سے انسان نے عوام الناس کے لیے لکھے ہیں۔ مجھ جیسا کم علم آدمی بھلا اہلِ علم کے لئے کیا لکھ سکتا ہے۔

Marfat.com

لکھنا ـــــــــ بڑا ہی نازک کام ہے۔ جو تحریر بھی کوئی ادیب لکھتا ہے۔ اُس کے اثرات کی پوری ذمہ داری اُس پر عائد ہوتی ہے اُس کی لکھی ہوئی سطریں اگر دُنیا میں شر پھیلاتی ہیں۔ لوگوں کو غلط کاریوں پر اُبھارتی ہیں یا سادہ لوح قارئین کا ایمان متزلزل کرتی ہیں تو وبال اُس لکھاری پر پڑے گا اور اگر کسی قلم کار کی تحریریں خیر کی ترویج میں معاون ثابت ہوتی ہیں پڑھنے والوں کی ذہنی تربیت کرتی ہیں۔ لوگوں کے ذہنوں کو پاکیزہ بناتی ہیں یا قارئین کو نیکی پر اُبھارتی ہیں تو اس سے جتنے بھی نیک اعمال وجود میں آئیں گے ـــــــ ان سب میں اُس لکھاری کا بھی برابر کا حصّہ ہوگا جو ان کا ذریعہ بنا

گذشتہ صفحات میں کئی مختصر تحریریں ایسی بھی لکھی گئیں ـــــــ کہ جو بہت دنوں کی اعصاب شکن سوچوں کا ماحصل تھیں۔ ایسی تحریریں ایک لمبے کرب کے نتیجے میں ذھن سے اُتر کر قلم کے راستے کاغذ پر منتقل ہوتی ہیں۔ اِس کرب کو جھیلنا اور اُن بے کیف لمحوں کو نبھانا ایک بڑا جانگسل مرحلہ ہوتا ہے۔

دیہات کے نوجوانوں کی اکثریت اور شہروں کی بڑی آبادی جن کے بازوؤں کو قوت اور ذہنی کو توانائی اس دھرتی نے بخشی تھی۔ غیر ممالک میں جاکر خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور پھر دیارِ غیر میں رچ بس جاتے ہیں بعد ازاں وہ اپنے بچوں کو بھی ادھر ہی سیٹل کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ انہیں پاکستان ایک آنکھ نہیں بھاتا انکے پاس ہر بات کا صرف ایک ہی جواب ہوتا ہے "پاکستان میں کیا رکھا ہے" ـــ میں سوچتا ہوں کہ پڑھے لکھے لوگوں کا بھی یہی حال رہا تو میری دھرتی کی نظریاتی سرحدوں کا کیا ہوگا ؟

Marfat.com

ڈاکٹر سلیمان عبداللہ ڈار کے مضامین کی صورت میں اردو مزاح ایک ایسے ذائقے سے آشنا ہوا ہے، جس کی لذت بہت دیرپا ہے۔ کچھ عرصے سے شگفتہ ادب کے قاری کے منہ کا مزا انشائیے کے عنوان سے شائع ہونے والی تحریروں نے خراب کیا ہوا ہے اور مجھے ڈاکٹر ڈار کے مضامین میں وہ "نسخہ" بھی نظر آیا ہے جو منہ کی کڑواہٹ کو حلاوت میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔ سلیمان عبداللہ کی تحریر بے انتہا شگفتہ ہے اور اس میں بے تکلفی کا وہ عنصر پایا جاتا ہے جو قاری اور مصنف کے درمیان واقع خلیج کو لمحوں میں پاٹ دیتا ہے۔ جہاں یار لوگ قاری کو اپنی تحریروں کے ذریعے ادب سے دور کرنے میں مشغول ہوں، وہاں سلیمان عبداللہ جیسے لکھنے والوں کا کھلے بازوؤں سے استقبال کرنے کو جی چاہتا ہے، جو ادب سے قاری کی وابستگی کو مضبوط کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ ڈاکٹر سلیمان عبداللہ نے مجھے بتایا کہ وہ میری تحریریں بچپن سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں اور اب ان کی کھکھلاتی تحریروں کا اعجاز یہ ہے کہ یہ مجھے اپنے بچپن میں واپس لے جاتی ہیں، بچپن کے اُس عہد میں جب کُھل کر قہقہہ لگانے کے لیے مجھے کسی سے اجازت نہیں لینا پڑتی تھی۔

(عطاء الحق قاسمی)

Marfat.com

انسان کا ایک یہ بھی وصف ہے کہ وہ اپنے تجربات ومشاہدات دوسروں کو منتقل کرنا چاہتا ہے۔ شذرات نویسی ایک دلچسپ صنف ادب ہے خلیل جبران نے اس روایت کو کمال تک پہنچایا۔ ہمارے ہاں علامہ اقبال کے شذرات STRAY REFLECTIONS کے نام سے بڑے معروف ہیں۔ گذشتہ دنوں "کرن کرن سورج" کے نام سے واصف علی واصف کے شذرات فکر بھی شائع ہوئے جو گہرے تجربات اور مشاہدات کے عکاس ہیں۔ ڈاکٹر سلیمان ڈار ـــ ایم بی بی ایس یعنی شعبۂ طب سے تعلق رکھتے ہیں اس سے قبل ڈاکٹر منور اقبال، ڈاکٹر یونس بٹ، ڈاکٹر ابدال بیلا اور جناب ڈاکٹر شفیق الرحمٰن اس میدان ادب میں وارد ہوئے۔ ڈاکٹر سلیمان عبداللہ ادب کی فضا میں خوشبو نما جھونکا ہیں۔ ان کے یہ شذرات جو "قطرہ قطرہ دریا" کے نام سے شائع ہو رہے ہیں ایسے موضوعی مشاہدات ہیں جو اپنے اندر معروضیت بھی رکھتے ہیں اور ہمارے احساسات کو لطافت سے لبریز بھی کرتے ہیں۔

(ڈاکٹر وحید عشرت)

Marfat.com

[illegible]اکٹر سلیمان عبداللہ کے خیالات واضح، بیان
ہے۔ ان کی تحریر خوبی و خوش اسلوبی کا نمونہ
[illegible]وٹے جملوں میں ہی بہت بڑی بات کہہ
[illegible] میں نے ان کے مسودے کو پڑھا اور محسوس کیا
[illegible] فکر کے ساتھ ساتھ انہیں مضمون نگاری کی
[illegible] ہے۔

رئیس امروہوی

Marfat.com